سیدنا خواجہ نظام الدین احمد المعروف بسید فقیر صاحب خلف الصدق حضرت سید شاہ خواجہ سید ابوالہدیٰ
اکبھاری چشتی قدس اللہ اسرارہما خدمت میں ارباب دانش وبینش کے عرض پرداز ہوں کہ اس زمانہ میں کہ اردو زبان کا رواج سے اکثر کتب علمیہ وتواریخ کے مطالب سے اوسکا اقتضا ہے بمقتضائے طبع آزمائی اور تقاضائے دلکشائی بہ ہدایت حضرت اصدق تھا بتحریک احبابی داستان سرا ایک حکایت لطیف عشق وعاشقی کی تحریر پر میرا دل مائل ہوا امیدوار فیاض سے اوسکے حسن اختتام کا سائل ہوں اگر صاحبان سخن کی نظر میں قبول ہو تو ثمرہ باغبانی بہارستان سخن زیب دامن وصول ہو خاتمہ کتاب میں احوال مختصر اپنا کہ ابتدائے عمر میں حضرت نواب اسد اللہ خان غالب سخنور بیعدیل ونظیر کی خدمت میں مستفیض رہکر نظم ونثر پارسی اور اشعار اردو کا شوق بہم پہونچایا اور عم والا تبار ممدوح برادر پیر حضرت جناب خواجہ محمد بشیر صاحب عموی حقیقی اپنے سے اس فن میں استفادہ کیا بیان کرونگا اب قصیدہ مدحیہ کو جو حضرت پیر ومرشد ہادی برحق اعلے اللہ تعالی شانہ کی مدح میں لکھا ہے تیمنا عنوان اس کتاب کا قرار دیکر داستان خیال آرا کو شروع کرتا ہوں توفیق الٰہی دمساز ہو تا آغاز کتاب بحسن انجام دلنواز ہو واللہ الموفق والمعین ❁

قصیدہ مصنف در مدح حضرت پیر ومرشد برحق ہادی مطلق شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ نور الہدیٰ کہف الوریٰ حضرت جناب شاہ قیام اصدق صاحب چشتی اعلی اللہ تعالے شانہم واعلی اللہ درجتہم ولازال شموس فائضتہم مستنیرۃ

گیا جو ایک چمن میں میں سیر کو تنہا
بسان شاہد بدمست وشوخ بے پروا
بہار داغ دل لالہ ایاغ بکف
بغل میں سب کے تھا خوشبو شہانہ کا جوڑا
سمن کی غمزہ نزاکت سے ایسی رت تھی
کھلی نہ شرم سے پھر چشم نرگس شہلا
بہار و سیر چمن بھا گئی جو آنکھوں میں
تو نکہت گل وغنچہ سے لطف خلد ملا
دم سحر تھی وہ دلکش فضائے سیر چمن
صدائے خندۂ گل شور بلبل شیدا
چنبیلی اور گل شب بو شال سیم تنان
کہ جس طرح کسی گلرو کا ہو رخ زیبا
ثمر تھے وانکے درختوں کے میوۂ جنت
تو نے بیٹھے میٹھے غزل یہ لکھی قلم کو اوٹھا
نسیم ناز سے چلتی تھی ہر روش پہ وہان
کہ بلبل دل نالان پکار اٹھی بلا
عروس باغ تھی سرگرم جلوہ افروزی
اشرفی و گل صد برگ زرد دکشل طلا
جو دیکھی شوخی حسینان بوستانی وہان
شجر تھے اوس چمنستان کے ہمسر بالا

غزل

غم فراق سے پہونچا یہ حال زار مرا
تو پڑھکے دم کرون سر دم دعاے رد بلا
جمال یار سے آیا جو غش کبھی مجھکو
بلا سے گر وہ ستم پیشہ کر رہا ہے جفا
لیے ہین بوسے جو ہمنے تمھاری زلفون کے
کدھر چلے ہو ادھر آؤ میرے حور لقا
مریض عشق کو حاجت ہے نوشدارو کی
خرید لے تو ابھی جنس دل کا ہو سودا
غزل لکھی تھی یہانتک کہ سمت مغرب سے
تو آئی پھر یہ آواز خوب مجکو ندا
قتیل خنجر ابرو سے مہوشان جہان
فریب خوردۂ دنیا کہ جسکا ہی شیدا
ثبات ہستی ناپائدار اک دم ہے
خموش کیا ہے کہ منہ مین نہین زبان گویا
اگر بچا ہو اپنے تئین تو ان سب سے
سواد مردمک چشم حور کر یک جا

کہ مجھکو دیکھ سنگ سے یار رونے لگا
وہ نقش ہون کہ مٹانے سے مین بنا رہون
گلاب باغ جنان لا کے حور نے چھڑکا
چھوڑایا مجھسے مرا یار کس بہانے سے
سزا جو چاہو کرو ہوگئی ہے ہمسے خطا
ہزارون خون کے دعوے مین اتفاق تجھسے
اوگال اپنے دہن کا دے اگر عیسا
تمھارے ظلم سے کس کس رقیب بعد مرے
ہمارے سجدۂ درگہ نہ اک ہوئی پیدا
کرائی اسیر بلا نقش بوریا ہے الم
فدا ہے روے حسینان شہید ناز و ادا
تو کس خیال مین رہتا ہے رات دن غافل
سواے ذات خدا سب کے واسطے ہے فنا
بورد کلمہ توحید صبح آتا مین
کہ مین جہان مین ہمہ تن دشمنان دوست تنہا
لکھا یہ مطلع برجستہ بے اندازہ شوق

کسی صنم کی جو اب دیکھلون مین لطف و وفا
وہ قطرہ ہون کہ اگر ہون فنا تو ہون دریا
مجھے ستے ہی کیا کہ مین اپنی وفا سے درگذرون
ترا یہ طرز ستم آسمان پسند آیا
نشہ ہی خوب نگہ کا کہین ذرا دیکھو
ہوئی ہین کشتہ مری آرزوئین دل کی سدا
مین سمجھتا ہون اسے لیے آیا ہے کیا پر
کہا لئے لاؤ کے سنہ یار سخن کو جفا
جو مینے خوف سے گھبرا کے دیکھا سوے فلک
غریق بحر غم و مبتلاے حرص و ہوا
ستم رسیدۂ گردون جو ہی ترا دشمن
جہان یہ خواب ہے ہرگز نہین ہے اسکو بقا
بصدق دل تو یہ کہہ لا الہ الا اللہ
قصیدہ ایک نئے طور کا تو کر انشا
بیسکے لایا قلم شاخ نخل طوبا سے
کہ ہو قبول بدرگاہ سرور والا

مطلع

تھا ازل سے یہ مرقوم ہی بکلک قضا
سراج بزم یقین نور شمع صدق و صفا
حبیب خاص خدا نائب رسول کریم
فقیہ اکمل و شیخ ہدایت پیرا
وہ کون حضرت شاہ جہان قیام صمد
غلام خاص ترا فخر دین قصید مرا
غلام اوس شہ والا عبا پوش کا ہون

ترا خطاب حبیب خدا شہ والا
فلک جناب زمین مسکن و شبر پیکر
ستون شرع و ورع آب گوہر تقوی
ستون کعبہ اسلام عرش اعظم حلم
کہ جسکی زیر کف پا ہے جنت الماوا
سے بیان نے جو بوسے مرے سخن کے لیے
کہ جسکے شوق مین ہین یان ہزار جان فدا

معین دین محمد کفیل امر رشد
ملک خصال پری وش جمیل حور لقا
چراغ دودۂ چشتی و قادریہ طریق
گل بہشت کمالات خضر راہ صفا
ادر اسکے بعد لکھا تھا یہ مصرعہ موزون
الہی نام یہ کسکا زبان پہ آیا
بہار باغ معانی مین فیض قدس سے

دکھلا ہی ہے عجب لطف اپنی طبع رسا
ترا القاب ہین خسرو اور اگر ہو نصیب
نہ کھاوے ہی غم امروز نے غم فردا
ترا غلام جو ہو جاے شاہ ہفت اقلیم
کہ فرط ضعف سے اب حکم کا نہین یارا
یہ مہر طے کرے جبتک منازل فلکی
لباس اہل تنعم ہو اطلس و دیبا
غذاے روح مریدونکو تیرا حسن کلیم

شہا تو مہر درخشان مین ذرہ ناچیز
تو مجھکو پھر نہ ہے آرزوے آب بقا
ترے جلال کے باعث ترے کرم کے سبب
تو سمجھے خاک کو وہ فرش اطلس و دیبا
پس از صلوٰۃ و وظائف بصد خضوع و خشوع
یہ ماہ اوس سے کرے جبتک کہ کسب ضیا
نماز تاکہ جماعت سے ہووے مسجد مین
دوا کے درد دل بیکسان ہو نام ترا
بفرق جملہ مریدان خصوص میرے سدا

کبھی تو میری بھی جانب نگاہ لطف و عطا
مین جب سے تیری غلامی مین [illegible]
گذرتی ہے مری ہر دم بیان وصف ترا
زیادہ طول نہ دے اب سخن تمام کرو
دعا جناب الٰہی مین ہے یہ صبح و مسا
گلیم و خرقہ ہو جبتک فقیر کی پوشش
زبان لوگ پہ ہو ورد جبتک کہ نام خدا
یہ سایۂ قدم پاک تا قیامت ہوا

اور جو اس قصہ کو ملاحظہ کرے وہ یہ نہ سمجھے کہ فسانۂ عجائب کا جواب لکھا ہے جیسا لکھا ہی لاجواب لکھا ہے نہین مرزا صاحب یگانہ ہین یکتاے زمانہ ہین وہ موجد ہین ہم مقلد ہین فرق یہی ہی بس قدر کہ ہم کمسن مرزا صاحب بڑے پرانے آدمی ضعیف پھر کہان اونکی تالیف اور کہان ہماری تصنیف ہم نوجوان وہ صدباران دیدہ سنجیدہ فہمیدہ پیر کہن پھر کہان فسانۂ عجائب اور کہان سروش سخن مگس کو ہما کے ساتھہ کیا ہمسری ذرے کو سہا سے کیا برابری جو لطف و فخر مرتب سمجھے وہ البتہ ہمارا مطلب سمجھے مگر صاحب موصوف نے جو اپنی تالیف مین بیچارے میر امن دہلوی کو بنایا ہی اپنی زبان کی تیزی سے اوس صاف گو کو ایک آدھ کڑا فقرہ سنایا ہے تو ہم بھی اب کہتے ہین کہ سرور لکھنوی نے اٹھارہ مرتبہ فسانۂ عجائب کو درست کیا جو فقرہ نادرست پایا اوسے چست کیا مگر غلطی لفظ اوسکی کئی مرتبہ کتاب چھپی مگر وہ بات نہ چھپی قصہ اپنا از سر نو ملاحظہ فرمائین ابتدا سے انتہا تک دیکھہ جائین اور سمجھین کہ کئی جگہ تانیث کو تذکیر لکھا ہے اور تذکیر کو تانیث باندھا ہے ارباب بینش پر سب آشکارا ہے حاجت تصریح نہین اکثر غلط ہے بالکل صحیح نہین حق تو یہ ہے کہ جو اردوے معلے کی زبان نہین جانتا تذکیر و تانیث نہین پہچانتا جو شاہ جہان آباد مین نہین رہا ہے جسنے دربار شاہی نہین دیکھا ہے وہ فسانہ کیا لکھے اوسکا منہ کیا ہے یون تو کہنے کو بہت سے داستان گو دہلی اور لکھنؤ مین مارے مارے پھرتے ہین اگر وہ بھی چاہین تو فسانہ لکھہ ڈالین تھوڑا کام کرکے بڑا نام کرین متقدمین کے سخن پر نکتہ چینی کرین اونکے کلام مین کلام کرین جیسے لکھنؤ کے بعض شاعر اونکے باپ دادا سب نے سیکھے سکھائے دہلی سے آگئے یہان آباد ہوے وہ اب ہر فن کے موجد بنے سب شاعرون کے

استاد ہوئے انصاف کیجیے تعلّی کی نہ چاہیے مرزا محمد رفیع السوداؔ اور خواجہ میر دردؔ اور خواجہ
محمد نصیر اور میر حسن مصنف مثنوی سحر البیان یہ سب صاحب کہاں گئے مجتہد
غفران مآب تو بادشاہ شاعران اوستاد سارے جہان کے تھے اس میں تو کسیکو جائے گفتگو اور
تقریر نہیں اور اگر ہو تو ع آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں ۔ انکو جانے دیجیے اور غور کیجیے
کہ اس زمانے میں غالب شاعر فرد ہی جسکے شہرۂ خامہ کی
نظم و نثر میں تمام اساتذہ کا کلام گرد ہے ہندوستان سے ولایت تک توانائی نہیں رکھتا
غالب ہے آپ کا شاگرد ہے جو فن شاعری کا طالب ہے اوستاد کو لازم ہے کہ
سوائے اپنے تلامذہ کے دوسروں کے کلام میں عیب لگائے حرف گیر نہو سعدیؔ
حلم تیر از ثبت اردو جنکی زبان اونھیں پر طعن یا ایسا کبھی آدمی
بے پیر نہو بقول حضرت نسیم دہلوی نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہیں ۔ کوئی اردو
کو کیا سمجھے کہ جیسا ہم سمجھتے ہیں ۔ اور جنے جو اس قدر صاف صاف لکھا ہے اسپر بھی آزردہ
کوئی مغرور ہو تو خیر ہم نہیں کرتے رہتے گفتار میں کج بحثی سے بیزار ہیں اسمیں اب کسیکو الم
ہو یا سرور ہو ارباب دانش اور اصحاب بینش سے یہ التماس ہے کہ فقیر اس نثر کو لکھکر اوستادی
کا دعوے نہیں کرتا نہ شاعر کا دم نہیں بھرتا کسی سے انعام کی خواہش کسی کو نذر دینا مقصود
نہیں ہے اپنی التجا کسی سے سوائے معبود نہیں ہے امیدوار ہوں کہ اگر اسمیں کسی طرح کی غلطی
ملاحظہ فرمائیں تو اسکو اپنی وفور مہربانی سے چھپائیں اور سمجھیں کہ دہلی کا رہنے والا ہے
محاورہ اور روزمرہ سے لکھنؤ کے ابھی نا آشنا ہے واللہ ولی التوفیق وہو خیر الرفیق

آغاز داستان پیدا ہونا شہزادہ آرام دل کا اور ملاحظہ کرنا تصویر ملکۂ حسن افروز حور شمائل کا اور مائل ہونا اوسپر دل کا اور روانہ ہونا مجنوں کے ہمراہ اوس نیم بسمل کا

پلا ساقیا آب گلگوں کا جام | کہ آتا ہے عالم میں ماہ تمام
لگا دی ہیں بونٹوں کی گلاب پیکیں | کہ روں سیر باغ ارم ہیں ہے

راویان اخبار کہن و مصوران پیکر سخن تصویر اس داستان کی صفحۂ بیان پر یوں کھینچتے ہیں

کہ سرزمین چین مین ایک بادشاہ تھا نہایت عادل و باذل دریا دل رعیت پرور عدالت گستر عموم عدل و احسان اوسکا رشک فزای عدل کسری اور نوشیروان تھا جود و سخا مین حاتم کا کیا ذکر ہے محیط اعظم اوسکی وسعت فیض سے بپیچ و تاب امواج انگشت بدندان تھا اوسکے عہد سعدلت مہد مین زیردستون کو زبردستون سے متعدی پیش آنا موجب جزم و یقین پاداش تھا ہر ایک قوی کا دل ہر ضعیف کی فریاد کی بیم سے مانند دندانہ تشدید اندیشہ مند خراش تھا سب کا جام تمنای نشاط سے سرشار تھا تنگ ہر طبیعت کا ہمرنگ گلشن و گلزار تھا بہت بادشاہ اوس شہنشاہ گردون بارگاہ کے خراج گذار تھے اور غاشیۂ اطاعت کا دوش پر رکھکر بندۂ فرمانبردار و جان نثار تھے خصائل خجستہ اور شمائل ہمیت افزا سے اسکو کام تھا فرخ سیر کجکلاہ اوس شاہ عالیجاہ کا نام تھا مگر اوس شاہ گردون وقار کا باین جاہ و حشم دور کنندہ غم کاشانۂ امید کا روشن کرنے والا کوئی فرزند سعادت توام نتھا چراغ دودمان دولت فروغ بخش عالم نتھا کس لحظہ یہ الم دل سے بہم نہ تھا کس دم اس درد سے لب پر آہ و نالہ پیہم نتھا کون ساعت تھی کہ جگر کا داغ سوزان نہوتا کون وقت تھا کہ رنج و آلام سے گریان نہوتا جب خیال جگر گوشۂ تمنا کا آتا تھا دونون ہاتھون سے کلیجہ تھام کر اشک حسرت چشم تر سے بہاتا تھا سلطنت کو بے وجود فرزند دلبند کے خاک کے برابر جانتا شہریاری اور حکومت کو وارث تاج و تخت کے نہونے سے باغ خزانی سے بے رونق تر جانتا شب و روز بصد سوز بدرگاہ حق جل و علے یہ دعا ورد زبان تھی اسہے مناجات کی تکرار وظیفہ کام و دہان تھی **مولانا نظامی قدس سرہ** تو گفتی ہر آن کس کہ در رنج و تاب ÷ دعاے کند من کنم مستجاب ÷ چو عاجز بمانندہ دانم ترا ÷ درین عاجزی چون نخوانم ترا ÷ ای چارہ ساز بیچارگان و ای فریادرس بیکسان تونے اپنے فضل و احسان سے مجھ حقیر عاجز کو اس رتبے پر پہونچایا ایسا مرتبہ بڑھایا کہ ایک عالم میری تحت حکومت کیا میرے آگے گردن کشون کا سر جھکایا سارے مخلوق سے ظل اللہ کہوایا اور یہ توفیق بخشی کہ اس نشۂ دولت مرد آزما سے مستی غفلت ہوش با نہوئی اپنے رجوع ہر کار مین تیری درگاہ کے سوا نہوئی اب آفتاب حیات لب بام آیا سفید بال آئے موت کا پیام آیا تیرے فضل سے مجھ بندۂ ناچیز کی خاطر کیا کیا مہیا نہوا مگر کوئی فرزند ارجمند ثمرہ زندگانی اس گمنام کی نشانی اب تک پیدا نہوا کہ بعد میرے وارث تاج و دیہیم کا ہوتا اور فرمانروا اس اقلیم کا ہوتا تیری ذات دستگیر درماندگان اور وحدہ لاشریک ہے میری مشکل کشائی اور حاجت روائی اوسکے کارسازے نزدیک ہے گل مراد مجھ بے بنیاد کا نسیم فضل عمیم سے اپنے شگفتہ اور خندان کر بحق اولاد رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم اس دلا و لدی کا جلد دکھا ان کو **مصنف** امیدوار کیون نہون مین مجھہ

کریم سے ÷ نومید کون ہو ترے فضل عمیم سے ÷ یہ آہ پر تاثیر اور دعاے شبگیر اس ہمایون خصال فرخ فال کی پایۂ اجابت کو پہونچکر بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی آرزوے خاطر بر آئی تمناے دل حصول ہوئی آثار امید فرزند کے نمایان ہوے بانوے شاہ حاملہ ہوئی چراغہاے مراد خیر طلبوان شبستان بخت مندی مین فروزان ہوے بعد گذرنے نو مہینے کے ایک لڑکا مہ پارہ سپہر خوبی کا ستارہ بیج نخل نواب خاص محل سے پیدا ہوا ہر خرد و کلان اوس ماہ تابان پر بلا گردان ہوا خورشید انور اوس صورت زیبا کا شیدا ہوا

سراپا از مصنف عفی اللہ عنہ

تھی وہ پیشانی کہ دیکھے جو کبھی ماہ فلک
آدمی کیا ہے قتل اشارون مین ملک
اوسکی بینی کی لطافت کو رقم کیا کیجے
دھیان بوسے کے وہ خون کی بیتا ہے جھلک
نازکی ایسی دہن تنگ ہے خجلت ہاتھ اٹھا
طائر رشتہ بیان بنکے وہ رہجاے اٹک
منہ دیکھے جو کہی خامہ ہمین کو تشبیہ
کہ جسے دیکھکے شرماتی ہے کندن کی دمک
جستجو ہے کمر یار مین یہ جسکی کمن
پر نہین پایا نشان اوسکی کمر کا ابتک
اب ہو خاموش سخن طول سخن تا بکجا

مثل تصویر تحیر زدہ رہجاے جھجک
چشم فتان مین وہ شوخی کہ اسے دیکھے کل
دمبدم ناک مین دم لاتی ہے نتھنونکی پھڑک
کان وہ کان ملاحت کہ نہ دیکھے نہ سنے
نہ کبھی لف معنبر کی جو پہونچے اوس تک
لب جانبخش وہ ایسے کہ کلام شیرین
ناز در در کے عشوہ کہے چل ہنسکر
اسکی گردن کی صراحی کا اگر وصف کرون
آنکھہ پر اپنی مہ و خور کی لگا کر عینک
بخیہ مہر لگا منہ کی بلائین لینے
کتنی لکھہ چلکیا فسانہ کی عبارت ابتک

تیغ ابرو کی وہ برش کہ دم خونریزی
مارتا تھا گل نرگس کو چمن مین چشمک
کیا نزاکت کہون سکے کی اوگل حنا کی ہین
ہے تمناے سخن یہ کہ مین پہونچون اوتک
تار گیسو جو نظر آئے دل شیدا الجھ
دم عیسی کے برابر ہو جو پہونچے وہ ان تک
چہرے کے رنگ طلائی کی بہار ایسی ہے
رشک سے گردن مینا بھی ابھی جائے چھلک
روز و شب شرق سے تا غرب وہ کرتا ہے تلاش
جس دم آغوش مین مادر کے گیا وہ بالک
الغرض ارکان دولت نے اس مژدہ

روح افزا کی خبر اوس شاہ نیاز مند درگاہ بے نیاز گوش بر آواز کو پہونچائی بادشاہ نے بقول میرحسن

یہ سنتے ہی مژدہ سمجھا جان	کیے لاکھہ سجدے کہ اے بے نیاز	تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار	نہ ہو تجھسے مایوس امیدوار

اور بعد نماز شکرانہ حکم دیا کہ آج سے چھہ روز تک سب امیر و وزیر غریب و فقیر اپنے اپنے گھر مین جشن کرین خزانہ عامرہ سے واسطے مصارف کے جس قدر روپیہ درکار ہو طلب کرلین سب نے چھہ روز تک خوشی کی بعضون نے اندازہ سے زیادہ بادۂ نشاط اور مے انبساط سے مست ہوکر فکر دین و دنیا سے فراموشی کی بادشاہ نے دو ہفتہ جشن جمشیدی کیا حاجتمندون کو اس قدر دیا کہ اب تک اس ملک مین کوئی محتاج نظر نہین آیا

جنھون نے کبھی آنکھون سے نہ دیکھی تھی اونھون نے لعل و گہر کا ذخیرہ پایا صبح ولادت شاہزادہ محسود صبح عید تھی نامرادون کے قفل بستہ کی کلید تھی الغرض تولد شاہزادہ کی خبر ہر ایک کو معلوم ہوئی اور اوس بدر درخشان کے حسن وجمال کی آفاق مین دھوم ہوئی بسکہ وہ جگر پارہ آرام دل وجان اور راحت روح وروان تھا اسلیے آرام دل نام رکھا لیل و نہار پرورش سے کام رکھا جب چار برس کامل گذر گئے مرادون کے دن پھر گئے پانچوان سال شروع ہوا نیر اقبال کا مشرق اجلال سے طلوع ہوا موافق رسم وآئین اوس دیار کے بڑی دھوم دھام بکمال عز واحتشام سے اوس ابجد خوان مکتب خوبی کی بسم اللہ ہوئی خلق کو دو چند رفاہ ہوئی مصرعہ ہوگیا بسمل بتعلیم اوسکا بسم اللہ مین ** ادیب و اتالیق ادب کے سکھانے کے لیے علما اور فضلا علوم پڑھانے کے لیے معین ہوئے تیر انداز نیزہ باز چابک سوار اور ہر قسم کے اہل کمال ہر ایک ہنر بتانے کے لیے مقرر کیے گئے شہزادہ بسکہ فکر بلند ذہن رسا اور طبع ارجمند رکھتا تھا دس برس مین تمام علوم سے ماہر اور جمیع فنون پر قادر ہوا جب وہ غیرت ماہ بدر کامل ہوا اور چودھوین سال مین داخل ہوا اسکا شوق شکار کا ذوق پیدا ہوا گاہ گاہ شام وپگاہ **نواب شاہزمان** وزیرزادہ کہ شاہزادے کا ہمسن انیس اور جلیس رات دن تھا **آرام دل** کی ہمراہ شکارگاہ مین جایا کرتا چرند اور پرند جانورون کے صید وشکار سے دل بہلایا کرتا ایک روز حسب دستور شہزادہ مع وزیرزادہ واسطے شکار کے تشریف فرما ہوا مرغزار مین پہونچکر چند غزالان شوخ چشم صحراگرد اور آہوان دشت نورد کو ناوک دلدوز سے شکار کیا جو کڑی بھولا اوسے کمند ہمسر زلف مین اپنے اسیر وگرفتار کیا پھر دولت سرا کو مراجعت کی آگے جانے کی فسخ عزیمت کی اب عشق کی حیلہ سازی حسن کی فتنہ پردازی دیکھیے واقعہ تازہ سنیے کہ محمود نام تاجر باشندہ فارس نے خاص شہزادے سے دیوان عام مین ملازمت حاصل کی نفائس تجارت پیش کیے **آرام دل** نے فرمایا کہ ای محمود کوئی چیز نادر بھی لائے ہو اوسنے قدمبوس ہوکر عرض کی کہ ایک تصویر نادرہ روزگار لایا ہون حضور کے ملاحظے کے قابل جانتا ہون یہ کہا اور تصویر شہزادے کے حضور مین پیش کی پھر دست بستہ التماس کیا کہ ای مرشدزادہ عالم یہ تصویر ملکہ **حسن افروز** فارس کی بادشاہزادی کی ہے غور تو فرمایے کہ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحہ دنیا پر اس طرح کی تصویر کبھی کھینچی ہے اور چشم وگوش فلک نے باین عظمت وشان ایسی پری رشک ماہ تابان آج تک سنی ہے یا دیکھی ہے شعر قمر کی یہ خورشید تصویر ہے ** گلے مین ستارون کے زنجیر ہے **آرام دل** کی نظر جو اوس تصویر دلپذیر پر پڑی بیک نگاہ آرام دل کھو بیٹھا ہیہات زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا جنون سر پہ سوار ہوا کمبخت عشق

لگے کا ہار ہوا طرفۃ العین مین حشر برپا ہوگیا بقول شخصے ع دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا + جنس سوداگر کا خریدار تھا اپنا ہی متاع صبر و خرد اس شہنشاہ حسن و خوبی کے نذر کیا چنانچہ شوق نے گریبان صبر کو چاک کرنے مین کوتاہی نکی اضطراب کو آغوش مین لیا وہ چشم کہ نرگس شہلا پر چشمک زن تھی تمنائے دیدار اوس غزال صحرائے خوبی کے گریان ہوئی اور وہ زلف کہ سنبل زار پر مشک افشان تھی فراق مین اوس نونہال گلستان خوبی کے پریشان ہوئی وہ دل کہ غم و الم سے نا آشنا تھا داغ غم سے گرفتار ہوا اور وہ سینہ کہ مثل آئینہ رونماے راحت تھا تیر بیداد عشق سے فگار ہوا رنگ ارغوانی چہرہ تابان سے اوڑ گیا زعفرانی رنگ سے وہ رخ زیبا برنگ دیگر جلوہ آرا ہوا جب جوش جنون فزون ہونے لگا گھبرا کر محمود سے یہ فرمایا اور بے اختیار رونے لگا **مومن خان دہلوی مرحوم**

کر علاج جوش وحشت چارہ گر + لادے اک جنگل مجھے بازار سے + اے یار و دمساز جلد میرے درد کی دوا بتاؤ ورنہ جان سے گیا میرا دم چلا محمود نے دیکھا کہ یہ عجیب گل کھلا طرفہ ماجرا ہوا خوف زدہ ان اتفاقات زمانہ پر حیران ہوا گھبرا کر سمجھانے لگا لڑکا جانکر بہلانے لگا کہ حضور خیر ہے عقل و شعور مین بیر ہے آپ کا کدھر خیال آیا بے وجہ طبع نازک پر ملال آیا کہان حسن افروز بخت کہان حضور کی شان و شوکت اور تاج و تخت وہ بیان تو فقط تفریح خاطر کے لیے تھا اس سے یہ غرض مطلب نہ تھا **آرام دل** نے ایک آہ سینۂ سوزان سے بھری تصویر چھاتی سے لگا رونے لگا یاد دلدار مین اشکون سے منہ دھونے لگا اور کہنے لگا اے محمود تو آپ ہی آگ لگاتا ہے پھر پانی کو دوڑا جاتا ہے وہ جملہ درست تھا اب فقرہ بازی ہے وہ سلسلہ چسپت تھا اب جعلسازی ہے واسطے اوس معبود حقیقی کے جسنے تجھے پیدا کیا اور مجھکو اوس محبوبہ کی تصویر پر شیدا کیا جلد مجھکو وہان پہنچا بیقرار ہون مجھ ناکام کو اوس گل اندام سے ملا مین ہمیشہ ممنون منت احسان رہونگا مشکور بدل و جان رہونگا محمود نے کہا اے شہزادے دیکھ کیا ستم کرتا ہے کوچۂ عشق مین کیون قدم رکھتا ہے

نسیم وان موج ہوا ہے اژدر + وان ریگ زمین پہ اخگر + مرغان ہوا مین ہوش راہی + نقش کف پا مین ریگ ماہی + سایہ کو پتا نہین شجر کا + عنقا ہے نام جانور کا + ارے نادان کہا مان عشق کو آسان نجان رات دن غم و غصہ کھائیگا آخر الامر سواے حسرت و افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا یہ عشق کمبخت بڑا ظالم بیرحم ہے ارے ظالم اب بھی سمجھ زلف کافر کے پھندے مین اپنے تئین مت پھنسا اگر کچھ فہم ہے نہین تو یاد رہے کہ دین و دنیا بھول کر مجنون کی طرح صحرا نورد و آوارہ کوہ و بیشہ ہوگا عالم مین مشہور جنون پیشہ ہوگا اس دریاے ذخار ناپیدا کنار کا پتہ نہین بے انتہا

پاٹ ہی اوسکا دو باترتا نہیں یہ تلوار کا گھاٹ ہے اے نادان تو نے سنا نہیں **امانت لکھنوی**

عشق وہ گل ہے کہ دامن میں ہیں جسکے سو خار ٭ عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اک بار
عشق وہ میوہ ہے جسمین نہین لذت زنہار ٭ عشق وہ باغ ہے جس مین کبھی آئی نہ بہار
عشق وہ شاخ ہے جسمین نہین پتا دیکھا ٭ عشق وہ غنچہ ہے جسکو نہ شگفتا دیکھا
یہ وہ گلشن ہے کہ تاراج کرے عیش کا باغ ٭ یہ وہ گلدستہ ہے پھولونکے عوض جسمین ہیں داغ
یہ وہ نکہت ہے کہ بلبل کا پریشان ہو دماغ ٭ یہ وہ جھونکا ہے کہ جو زیست کا گل کردے چراغ
سرو اس باغ سے گلزار کا سطنج ہوجاے ٭ اوس شبنم یہ پڑے آتش گل یخ ہوجاے
یہ وہ دریا ہے کہ ساحل کا نہین جسکے پتا ٭ یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ ہیں جسپر صدہا
یہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تہ گرداب بلا ٭ یہ وہ قطرہ ہے کہ اک پل مین بنے سیل فنا
یہ وہ ہے موج کہ خنجر کی روانی دکھلاے ٭ یہ وہ ہے گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلاے

اے شہزادے اس خیال خام کو دل سے دور کر خاطر آشفتہ کسی طرح مسرور کر **آرام دل** نے کہا اے مونس غمخوار و اے ہمدم شیرین گفتار میرا تو یہ حال ہے **شعر** جان تک اوسکی محبت مین گنوا بیٹھے ہین ٭ ہاتھ جینے سے سر دست اوٹھا بیٹھے ہین ٭ تو کسکو نصیحت کرتا ہے کسکو سمجھاتا ہے ناحق کیون بیہودہ بکتا ہے مجھے بھی بکواتا ہے **بیدل** تو وپند ہاے خوش ہمین بتو ناصحا چہ خبر ازین ٭ کہ ز خنجر مژہ کسی چہ گذشت بر جگر کسے ٭ محمود کہ بڑا مرد دانا نہایت عاقل و فرزانہ گرم و سرد روزگار دیدہ آدمی سنجیدہ و فہمیدہ تھا سمجھا کہ جادوگر عشق نے فسونگاری کی یہ بلا سر پر آئی کتنا ہی بکونگا یہ ہرگز نہ مانیگا زیادہ سمجھاؤنگا تو دشمن جانیگا **نسیم** مجنون ہو اگر تو فصد لیجے ٭ سایہ ہو تو دور دھوپ کیجے ٭ کچھ روگ جو درپے خلش ہو ٭ درمان کے لیے دوا دو ہو ٭ بیماری عشق لادوا ہے ٭ اس باغ کی اور ہی ہوا ہے ٭ آخر تو یہ جی سے اپنے ہی تنگ ٭ ایسا نہو لائے اور کچھ رنگ ٭ یاد آئین جو ابروان خمدار ٭ رستے نہ کہین گلے پہ تلوار ٭ ناچار دلداری کرنے لگا اوس زاویہ نشین حزن کدۂ الم کی غمخواری کرنے لگا اور کہا اے شہزادے اگر یہی بات جی مین سمائی ہے ایسی ہی لہر آئی ہے تو ذرا صبر کر چندے دل پر جبر کر پھر دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا عیان ہوتا ہے آئینہ مراد سے کیا نمایان ہوتا ہے ایسی بے قراری اتنی آہ و زاری دشمنون کو بیمار کرے گی رسواے کوچہ و بازار کرے گی للہ ذرا اپنے تئین سنبھال رنج و الم خاطر غمگین سے نکال خدا کو یاد کر کہ یہ جوانی مفت نہ برباد کر اوسکی ذات جامع المتفرقین ہے کسی صورت

سے ایسی شکل نکل آئیگی کہ در جانان تک رسائی ہو جائیگی خاطر نازک کیون رنجور ہے سینے لگا تصویر
دکھلائی میرا ہی قصور ہے خیر اپنے آغاز کیے کو آپ انجام دونگا جبین دلدار تک پہونچا دونگا آرام دل
نے کہا اے محمود کیا کہون سحر درد فرقت کی ہچکی نہین ایذا کوئی ÷ دل مین بیٹھا ہوا ملتا ہے کے
کلیجا کوئی ÷ داغ سینے کے ابھرتے ہی چلے آتے ہین ÷ جب کسی طرح ٹھہرتا نہین بہلا ہا کوئی
دشت غربت مین خضر تک نہین ملتے ہمکو ÷ راہ مقصود بتا دے نہین اتنا کوئی ÷ یہ کہا اور اوسی
وقت سامان سفر کی طیاری کا حکم دیا محمود نے دستار سر سے اوتار شہزادے کے قدمون پر رکھی
اور عرض کی کہ حضور بہر خدا اتنی جلدی نہ کیجیے ایسا نہ گھبرائیے ذرا دل کو تسکین دیجیے رات بھر توقف
فرمائیے صبح اختیار باقی ہے حضور جب توسن اقبال پر سوار ہونگے غلام بھی ہمراہ رکاب چلیگا
نصرت و فیروزی جلودار ہونگی ایک دم قدم چھوڑونگا اطاعت سے کسی شکل منہ نہ موڑونگا آرام دل
نے کہا ہان سچ ہے لا اعلم گذرتی ہے جو دل پر مبتلا کے مبتلا جانے ÷ جو ہو بیدرد وہ درد دل بیمار کیا جانے
عبث کرتا ہے تو فکر دوا اے چارہ گر بیٹھا ÷ ابے جا بھی مزا اس درد کا تیری بلا جانے ÷ ای رہنمائے
کوچہ محبت حال زار کیا بیان کرون کیفیت بیقراری دل کو کیونکر عیان کرون **شعر** سینے مین
طپش دل کو ہے بسمل کے برابر ÷ بسمل بھی نہ تڑپے گا مرے دل کے برابر ÷ محمود نے کہا حضور
یہ سب بجا ہے اسمین شبہ کیا ہے عشق بری بلا ہے وامق و فرہاد کو اسی نے تباہ کیا ہے مگر
صبح تک تامل فرمائیے منزل مقصود کچھ بعید نہین رات کی رات ٹھہر جائیے زیادہ گفت و شنید نہین
غرض آرام دل نے محمود کے اصرار و عجز و انکسار سے رات بھر صبر کیا دل پر کمال جبر کیا مگر اس
کمان ابرو کے شوق مین تمام شب چلایا کیا اوس گلبدن کے جذبۂ اشتیاق مین سینہ بے کینہ
پر داغ کھایا کیا جب دل پر صدمہ کمال ہوتا تھا یہ غزل پڑھ کے روتا تھا **آغا حسن**

جلایا یار نے ایسا کہ ہم وطن سے چلے	مثال شمع کے روتے اس انجمن سے چلے
ہزار طرح کی رنگینیان ہون غنچے مین	مجال کیا کہ جو بڑھکر ترے دہن سے چلے
جو دسترس ہو تو ہاتھون سے تار تار کرے	جنون کا زور ہے بس مرگ اگر کفن سے چلے

آخر اسی آہ و زاری او بیقراری مین گریبان سحر چاک ہوا شب کے ناموس کا قصہ پاک ہوا
اودھر نمود سحر ہوئی ادھر دل ستم رسیدہ ہجران دیدہ کو فوراً خبر ہوئی جب شاہد ماہتاب ہزاران
کرشمہ و ناز چھپا مغرب مین روپوش ہوا اور آفتاب عالمتاب مثل عاشقان سینہ فگار
سر اپنے مشرق سے نکل کر مسافرانہ خانہ بدوش ہوا آرام دل نے دو اسپ باساز و یراق

اصطبل خاص سے طلب فرمائے داروغہ حسب الحکم دو گھوڑے باد رفتار کہ جنکی سبک خرامی کی نسیم سحری قسم کھائے تیز رفتاری مین باد صرصر نقش قدم سے پیچھے رہجائے فی الفور حاضر لایا آرام دل نے محمود سے فرمایا کہ بسم اللہ سوار ہو اب کوئی طرح کی تکرار ہو شمشیر ولایتی کمر مین لگا کر رکاب مین پانون ڈالا اور یہ شعر سلطان عالم شاہ لکھنؤ کا پڑھا اختر در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین رخصت اے اہل وطن ہمتو سفر کرتے ہین * چند عدد جواہر بے بہا اوس لعل نایاب کان عشقبازی نے خانہ زین مین رکھ لیے اور بتلاش دلبر روانہ ہوا محمود کہ اپنی اس حرکت ناشایستہ سے نہایت پشیمان تھا خجالت سے سر در گریبان تھا بپاس سخن اور بمقتضائے محبت دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر دنبال شہزادے کے روان ہوا قریب پہونچکر کہا کہ حضور نے وفور بیتابی سے تنہا چلنے کا قصد فرمایا ہے ایک جلودار تک ہمراہ نہین آیا ہے اس قدر بے سامان سفر کرنا نا زیبا ہے اندیشہ کا مقام ہے رہ نوردی سخت بلا ہے آرام دل نے کہا اے محمود بیکسون کا اللہ والی ہے غور کرکہ ہم تنہا نہین یہ ہماری خوش اقبالی ہے حضرت عشق ہمراہ ہین علم بردار نالۂ و آہ ہین چتر داغ جنون سر پہ ہے دل بیتاب رہبر ہے روح مجنون و فرہاد در رکاب مین ہی جان والحق ناشاد زمرۂ احباب مین ہے اس شان و شوکت کی سواری ہے یہ سب طیاری ہے پھر کیون کسیکو ہمراہ لیتا کس واسطے تکلیف دیتا حضرت اوستادی غالب مدظلہ مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین * ایک چکر ہے مرے پانون مین زنجیر نہین * شوق اوس دشت مین دوڑاتا ہے مجکو کہ جہان * جادہ غیر از نگہ دیدۂ تصویر نہین * القصہ خیال جانان دمساز محمود دلسوز ہمراز حال دل کہتے سنتے باگ اوٹھائے چلے جاتے تھے راحت و آرام کا تصور بھی دل مین نہ لاتے تھے اس قدر در جانان پر پہونچنے کا اشتیاق تھا راستہ کاٹنا اتنا شاق تھا کہ گھوڑون کے ہلاک ہونے کا مطلق نہ خیال تھا یہ غزل ورد زبان تھی اور عجب حال تھا میر وزیر علی صبا گھر سے وحشت جو مین بے سر و سامان نکلا * کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

شکل ملبوس ہوئی جامہ دری مین حاجت
تا بدامن مرے ہاتھون سے گریبان نکلا
روز و شب فرقت جانان مین بسر کی ہمنے
تجھ سے کچھ کام نہ اے گردش دوران نکلا
آستین ہر گھڑی چڑھتی ہے مرے دامن پر
دست وحشت بھی عجب رستم دستان نکلا
بخت گریہ رہی مرغان چمن سے کیا کیا

اے صبا پر نہ بچار دل نادان نکلا * ایک روز چلتے چلتے دن تمام ہوا شام ہوئی وقت آرام ہوا اگرچہ کہین کوئی انسان آبادی کا نشان نظر نہ آیا محمود شہزادے کو اوسی صحرا کے سبزہ زار مین

ایک درخت کے نیچے لایا اور کہا یہان جانورونکو راحت [illegible]
آرام دل نے ایک آہ کھینچکر کہا لا ادری عشق جب سر پہ چڑھا آن کے راحت کیسی [illegible]
جسکو الفت مین قدم مارا تو کلفت کیسی * غالب سرگشتگی مین عالم ہستی سے یاس ہے
تسکین کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے * پھر پشت مرکب سے اوترا اور درخت کے
نیچے بیٹھ گیا خیال جانان مین شب ماہ کی سیر چھوڑ آنکھون سے لگی [illegible]
کے تڑپتا تھا اور یہ مطلع پڑھتا تھا شہید کی فتح کرلی ہے مجھے بے تیغ [illegible] چاندنی * اس
بے رحم ہے اللہ اکبر چاندنی * پھر جو دل بیچین ہوا تو ناگہ حسن افروز کی تصویر کہ حرز جان تھی
بازو سے کھولکر سامنے رکھی پہلے تو بلائین لین اور قربان ہوا پھر کتنا شوق مین لیکر گویا ہوا [illegible]
ہوا مصنف غضب ہے آفت جان ہے ابھی سے تو لڑکپن مین * شرارت کوٹ کے [illegible]
نے بھری ہے تیری چتون مین * غالب چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے * یہ اگر چاہین تو پھر
کیا چاہیے * محمود نے کہا حضور کیون غم کھاتے ہین ناحق صدمے اوٹھاتے ہین نظر بفضل باری
چاہیے اوسی کی یادگاری چاہیے انشاء اللہ تعالے قریب تر زمانہ وصل دلدار ہے تھوڑے
عرصے مین دریاے غم سے بیڑا پار ہے آرام دل چپ ہوگیا جب بہت رات گذری بجاے
غذا غم و غصہ کھایا پانی کی جگہ آنسوؤن کے گھونٹ پیئے جب خوب جی بھر گیا رنج والم اپنا کام
کر گیا خواب غشی نے بارگاہ چشم مین باریابی [illegible] بیٹھے بیٹھے نیند آئی بیساختہ فرش زمین پر گر پڑا محمود
سمجھا کہ شاید آرام کیا فرط محبت سے پانون دابنے لگا آنکھون سے اوسکے سہلانے لگا *
آرام دل خیال دلدار مین بیہوش از خود فراموش خواب سے ہم آغوش ہوگیا محمود بھی گردش
فلک کینہ ور سے بے خبر اور روباہ بازی زمانہ دون پرست سے بیخطر ہوکر قریب شہزادے کے سوگیا

داستان غائب ہوجانا آرام دل کا عالم خواب مین اور پہونچنا ملک داراب مین اور شادی ہونا صنوبر پری پیکر و بانکی شہزادی سے

لا ساقی ذرا تو بادۂ ناب | دے جلد مجھے کہ نہین تاب
اک جرعۂ مے مجھے پلا دے | اب دختر رز سے تو ملا دے
دے جلد مجھے مغانہ مجھکو | یاد آیا ہی اک ترانہ مجھکو

راویان داستان کہن و طے کنندگان عرصۂ سخن
میدان وسیع بیان مین اس طرح گرم جولان ہوے ہین کہ ملک داراب مین ایک بادشاہ تھا

اوسکی ایک لڑکی تھی صنوبر نام نہایت نازنین اور گل اندام اوس شہزادی کی نسبت کسی اور
ملک کے شہزادے سے قرار پائی تھی چند روز کے بعد وہان کا بادشاہ با فوج جرار و خزانہ بیشمار
واسطے انجام اس مرام کے آیا شہر پناہ کے باہر اوسکا قیام تھا وہان کے بادشاہ سے شادی کے
باب مین کلمہ و کلام تھا اور ادھر بھی انتظام تھا اتفاقاً لال پری اور سبز پری دونون بہن ایک رات
تخت پر سوار کسی جہت واسطے سیر کے جاتی تھین بالا بالا اس شادی کے شہر مین گذر ہوا تخت سے
اوتر کر اس جہت کا تماشا مد نظر ہوا شہر دیکھا غیرت گلستان نمونہ باغ رضوان تمام بازار آراستہ
دوکانین سب پیراستہ ہر فرد بشر خوش پوش ہر ایک معشوق غمزہ و ادا مین بیباک نشہ حسن سے
مدہوش نہرون مین فوارے جاری ہر کوچہ و بازار کی نئی طیاری تمام شہر مین شادی کی دھوم دھام
جا بجا صدہا آدمیون کا اژدہام ناچ رنگ کا سرانجام **مثنوی** عجب طرح کا شہر تھا دلفزا *
کہے تو نمونہ تھا فردوس کا * اور شہر پناہ کے باہر عجب کیفیت تھی صدہا خیمہ استادہ ہزارہا سوار
اور پیادہ جوانون کے دل توپخانون کے بادل آدمیون کی یہ کثرت کہ شانہ سے شانہ چھلتا
تھا وہم و خیال کو بھی رستہ نملتا تھا ہر خیمے مین شاہدان دلنواز کرشمہ و ناز کا ساز و انداز سرگرم
نغمہ سرائی بات بات مین دلربائی شہانے مین کانڑے کی الاپ گھنگرؤون کی صدا طبلہ کی تھاپ
سرون کا باہم ملاپ بائین کی گمک مین کے جوڑون کی تکرار نغمہ آفرینی مین ہر ساز کی بہار
مطربان خوش نوا کبھی ایمن کلیان کبھی بہار کبھی بھاکرا کبھی دیس گاتے ہین ہوش اہل بزم کے
اوڑے جاتے ہین عالم سکوت ہے نشاط کارفرما ہے محویت محیط ملک و ملکوت ہے کسی کا
خیال کی تانون پر خیال ہے کوئی جھنجھوٹی کی دھن مین اس غزل کو گا رہا ہے سننے والونکا برا
حال ہے **مصنف** آباد پھر ہوا مرا ماتم سراے دل * آتی ہے بار بار صدا ہاے ہاے دل *
سنتے ہین ہم کہ آتش حسرت سے جلگیا * اچھا ہوا بلا سے یہی تھی سزاے دل * کب تک تمھارے ہجر
مین خون ہو سکے یہ بے * پیارے کچھ انتہا بھی ہے آخر براے دل * کر دینگے یہ ملائکہ مین حشر سا بپا
پہونچینگے آسمان پہ اگر نالہاے دل * اس درد لا علاج کی کس سے کرون رجوع * عیسے کے
پاس بھی تو نہ ہوگی دواے دل * قصہ بہت طویل کہانی دراز ہے * ناصح نہ پوچھ مجھسے
تو کچھ ماجراے دل * سن مجھسے پہلے تھا یہ شگفتہ مثال گل * سب خار تھے نظر مین ہماری سواد دل
گل سے بنا نہ بلبل زار ایک گل کو دیکھ * تسکین ہوئی ہمین کہ یہ تھی انتہاے دل * پر اب تو وہ
نہ گل ہے نہ بلبل رہا مگر * اک آگ سی ہے سینے کے اندر بجاے دل * اب ہو گئی شراب محبت دو آتشہ

دل اوسپہ ہی فدا تو سخن ہے فداے دل ❊ اور نقارخانون مین شہنائی کا شور نوبت کی ٹکور
ہر ایک اپنی اپنی پوشاک سج رہا تھا باجون کے غل سے ایک ہنگامہ مچ رہا تھا پریون نے جو یہ سامان
دیکھا راجہ اندر کی صحبت کا گمان ہوا ایک شخص سے پوچھا کہ صاحب یہ کیا کارخانہ کیسا ہنگامہ ہے
وہ بولا ہماری شہزادی کی آج شادی ہے یہ بادشاہ برات لیکر آیا ہے ہمارے شاہ کو جو کمزور پایا ہے
تو اپنے بیٹے کے ساتھ کہ وہ شہزادہ نہایت کریہ منظر ہے مستدعا شادی کی رکھتا ہے اصل تو یہ ہے کہ
بڑا ستم کرتا ہے اور ہمارے شاہ کو ابھی اسکی خبر نہین ہوئی ہے دیکھیے کیا سانحہ درپیش ہوتا ہے
وہ شاہزادہ مردود ہوتا ہے یا بادشاہ کا خویش ہوتا ہے یہ سنکر لعل پری نے سبز پری سے کہا
کہ بہن ایسی صورت تو دیکھنے کے قابل اور سیر کے لائق وہ محفل ہے چلو ذرا دیکھہ آئین یہ مصلحت
کرکے دونون نے اپنی صورتین بدلین اور دو جوان خوش رو بنکر ہتھیار کمر سے لگا کر سیر دیکھنے چلین
رفتہ رفتہ ایک خیمہ فردوس منزل مین کہ جس مین خاص محفل تھی پہونچین دیکھتی کیا ہین کہ ایک کالا
بھجنگا آبنوس کا کندا پانوون سے لنگڑا ہاتھہ کا ٹنڈا لال لال خونخوار آنکھین بھوین جیسے دو کنکھجورے
ناک بیٹھی ہوئی ہونٹھ لٹکے ہوے دانت مانند تشریفے کے بیجون کے نمایان بال مثل تکلے کے سخت و
درشت پلک جیسے ٹھور کہ جسمین صدہا جھریان اس جوانی مین گالون پر جھریان سر مین کھجلی کے کھاے
ایسے گڑھے پڑ گئے تھے کہ سر ناہموار پہ مندیل باندھنی دشوار تھی ایک ہاتھہ کہ شانے سے غائب ہے
اوسکی شان عجائب ہے دوشالے مین چھپائے بیٹھا ہے دہنے پانوون کو کہ فالج زدہ ہے بائین
پانوون سے دبائے بیٹھا ہے غرض وہ شاہزادہ عجب ہیئت کذائی سے اوس مسند زرنگار پہ کہ
قابل جلوس شاہان بلند اقتدار کے تھی بیٹھا ہوا تھا اپنی امنگ مین نشہ غرور کی ترنگ مین اینٹھا
ہوا تھا پریون نے جو یہ کیفیت دیکھی لاحول پڑھتی ہوئین باہر نکلین اور پھر اوسی تخت پر سوار ہوکر
کسی سمت روانہ ہوئین اب قدرت کبریائی زمانے کی کج ادائی دیکھیے کہ جس مقام پر وہ کشتہ خنجر ناز
محبوب مع اپنے رفیق کے سوتا تھا اتفاقاً اون پریون کا اودھر بھی گذر ہوا افسون کار عشق کا اثر ہوا
دیکھا کہ ایک جوان نازنین زہرہ جبین فرخندہ بخت قمر طلعت پری لقا بحر حسن کا در یکتا فرش زمین پر
توکل خدا کا تکیہ لگائے خواب غفلت مین پڑا سوتا ہے ماہ تابان اوس شہنشاہ حسن و خوبی کا پاسبان
ہی بار بار تصدق ہوتا ہے چہرہ مبارک سے فر شاہی نمایان ہے پیشانی مطلع الانوار مثل نیر اعظم تابان
ہے زلف مسلسل دلون کے قید کرنے کو زنجیر ہے مگر طرہ یہ ہے کہ خود بھی کسی زلف خمدار کا اسیر ہے
بیت ابرو مطلع دیوان خوبی ہے نقطہ انتخاب خال چہرہ محبوبی ہے یا مطلع دیوان ہلالی ہے

چشمۂ دہان بحر دُرّ افکار زلالی ہے اور سبزۂ خط کی نمود ہے خضر چشمۂ زندگی کی حراست و نگہبانی
کے لیے موجود ہے مروارید دندان صدف دہان مین اس طرح پنہان ہین گویا دہن غنچہ مین ہوتے
کی کلیان ہین چاہ ذقن کی چاہ مین دل عاشقون کا ڈانوان ڈول ہے نقد دل و جان اوسکے
ایک قطرۂ آب کا مول ہے دست نگارین شاخ مرجان ہین یا شمشاد کی دلاویز دو ٹہنیان ہین
سینہ کی صفا تختۂ بلور کی آب و تاب مثالی ہے ملکہ گوہر کی آبرو خاک ہوئی جاتی ہے گیسوے مشکین
سیاہی مین لیالی شب دیجور تاریک ہے کمر رگ گل کے مانند باریک ہے خلاصہ یہ ہے کہ سر سے
پانٔون تک نور سے قدرت حق کا ظہور ہے بیہوش شاہ خواب سے ہم آغوش سوتا ہے مگر بخت بیدار
ہے بظاہر کم سن ہے لیکن ناوک غم سے سینہ فگار ہے اوس دلربا کو دیکھ پریون کے ہوش پران
ہوئے حسن خداداد کے کرشمے عیان ہوے باہم کہنے لگین کہ اگر یہ پسر اوس دختر حور منظر کا شوہر
ہو تو زیبا ہے اور یہ ماہ اوس خورشید کا ہم پہلو ہو تو بجا ہے سبز پری نے کہا ہین یہ امر بہت دشوار
کیونکہ خدا جانے یہ کون بیچارہ مسافر ہے کس کے فراق مین اسنے یہ جوگ لیا ہے کسکا عاشق زار
ہے مگر ہان ایک تدبیر اس کمبخت شہزادے کی شادی اچھی سوجھی ہے کہ اسکو وہان لیے چلیں
اور اوس شہزادی کے ساتھ اسکی شادی کردین جب نکاح ہو چکے اسکو پھر یہان پہونچا دین وہ شہزادہ
کہ نہایت بدشکل اور بدشمائل ہے سوائے اس تدبیر کے شادی ہونی اوسکی بہت مشکل ہے اسی ذریعے
سے اپنی بی بی پر قابض ہو جاے مقصد دلی حاصل ہو اپنے جی کی مراد پائے لال پری نے کہا
ہین بات تو خوب ہے میرے بھی جی کو مرغوب ہے چلو آج کچھ تفریح ہونی تھی یہی دل لگی سہی یہ
مشورہ کرکے **آرام دل** کو تخت پر لٹا اور محمود کو سوتا چھوڑا ایک بار تخت اوڑا ملک داراب مین
پہونچین **آرام دل** کو اوسی محفل مین لیجا کر ایک سمت لب فرش بٹھا دیا سوتا تھا جگا دیا پھر آپ
لباس مردانہ زیب بدن کر اور خدمت مین بادشاہ یعنے دولہا کے باپ کے جا یون عرض کی
کہ ہمنے سنا ہے کہ یہان کا بادشاہ اس کار خیر کے انجام مین پس و پیش کرتا ہے اور ایک حجت قوی درپیش
کرتا ہے کہ وہ شہزادہ نہایت بدشکل اور بدہیئت ہے ہم ہرگز اپنی لڑکی کی شادی اسکے ساتھ
نکرینگے اگر وہ نمانیگا تو اوس سے مقابلہ پیش آئینگے لڑمرینگے مگر اوس شاہ کو اپنے لوگون کے
کہنے پر یقین کامل نہین ہے اس امر کی تحقیق سے طمانیت کلی حاصل نہین ہے اسواسطے آج وہ
بادشاہ یہان تشریف لائیگا شہزادۂ عالم کو ضرور دیکھ جائیگا مناسب وقت یہ ہے کہ حضور کسی
شخص کو محفل مین مستثنے کرین اور دولہا بنا کر مسند پر بٹھا دین جب وہ بادشاہ دولہا رشک حور

پائیگا تمام غم والم بھول جائیگا شادی کرنے پر راضی ہوگا نہ گلہ عزیزان نہ شکوہ تنہائی ہوگا بادشاہ
نے کہا بہت مناسب مجبر مع اون دونون خیرخواہان مصنوعی کے محفل مین تشریف لایا اور واسطے
انتظام اس امر کے انھین دونون کو معین فرمایا شعر بیان کا تو قصہ یہ چھوڑ بیان ہو تجویز
ادہی غمزدے کا بیان ہو کب پریون نے شہزادے کو تخت سے اوتار زیب انجمن کیا او محفل
تاریکی کو اوسکی شمع جمال سے روشن کیا آرام دل نے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ نہ وہ دنیا و دار
نہ سمند باد رفتار نہ وہ درخت نہ وہ مرغزار نہ کوئی ہمراہ نہ چین کی راہ فقط میں ہی ہون اکیلا تو گھبرا کر
دونون ہاتھون سے آنکھین ملنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ خدایا یہ عالم خواب ہے یا بیداری ہے یہ بیہوشی
ہے یا ہوشیاری شعر دل مرا پھر دکھا دیا کسنے ٭ سوگیا تھا جگا دیا کسنے ٭ آخر غور و تامل جو بہت
کیا تو کوئی آثار خواب کا نظر نہ آیا سوچا کہ یہ چرخ کینہ ور کی جعلسازی ہے بیشک اسی ناہنجار کی
شعبدہ بازی ہے آنکھون مین آنسو بھر لایا اور مثل تصویر خاموش ہوگیا لیکن شمع کو فروزان اور
پروانون کو سوزان دیکھکر تمام اعضاے تن مین تخلل سوز عشق کا پیدا ہوا فروزندگی شمع جمال
جانان کا اثر ہویدا ہوا جام گلگون نے چشم خمار آلودہ یار کی یاد دلائی دور ساغر سے گردش چشم
دلبر دلنواز یاد آئی قلقل مینا نے خندۂ سرشار محبوب کی صدا سنائی نکہت گل نے رائحہ عنبر شمار
دہان یار کی یاد دلائی فغان بلبل پر آواز دردناک اغیار کا دہوکا ہوا النسیم کو شمیم زلف جانان تصور
کر کے ہوش مین آیا گلدستون پر جو نظر پڑی دست حنا بستہ کی تشبیہ درست ہوئی ادھر تو فراق
معشوق کے اندوہ سے آشفتگی دل دست و گریبان تھی اودھر اور ہی تدبیر خاطر پریون کی ہمعنان
تھی کہ دونون پریان اہل مجلس کی نظارہ کنان آرام دل کے قریب آئین ہاتھ پکڑ کے
علیحدہ خیمے مین لے گئین اور کہنے لگین اے شخص تو بڑا نصیب ور ہے اقبال تیرا یاور ہے کہ تونے
بے محنت یہ دولت لازوال پائی بے مشقت ایسی پری لقا تیرے ہاتھ آئی اب تو کچھ وسواس
دل کو اوداس نکر بہا دھو کے پوشاک شاہانہ زیب بدن کر اور اپنے نور جمال سے اس انجمن کو
روشن کر پھر خواصون کو حکم شاہ سنایا کہ بہت جلد شہزادۂ عالم کو دولھا بنا کر محفل مین لاؤ خبردار
اسمین ذرا دیر نہ لگاؤ یہ سنتے ہی خواصون نے آرام دل کو طلائی چوکی پر بٹھایا اور غسل شادی
سے فارغ کر کے لباس شاہانہ پہنایا عجب ایک تماشاے عروسی دکھایا آرام دل یہ خدا کے
کارخانے عشق جگر سوز آتش افروز کے بہانے دیکھکر دنگ ہوگیا عقل چکر مین آئی ردیف حیرت
ہوا قافیہ ہوش تنگ ہوگیا سینۂ سوزان مین سوزش دونی ہوئی جوش جنون کی افزونی ہوئی

[illegible] کچھ قرار [illegible] آیا مہر عقد کا پابند [illegible] چلا اٹھا یار کیسا [illegible]
جس وقت خواصون نے قصد آرائش کا کیا ادھر سے دل آرام [illegible]
لئے ہرگز نہین [illegible] سمجھانے سے [illegible] لگا [illegible] آئینہ [illegible]
سکتہ کا عالم نظر آیا موتیون کا سہرا جو باندھا دیا [illegible] اشک خون [illegible] رونے
اشکون کی جھڑی بندھ گئی گوہر نثار ہوا اشک سے موتیون کی لڑی بندھ گئی پھولون کی
بدھی جو پہنائی [illegible] ہوا غم کے [illegible] کا نشانہ ہوا غرض ہزار ہوشیاری اس گل اندام کو
بنا سنوار کر محفل مین لاکر بٹھایا اس عرصہ مین وہ شاہ فلک جناب یعنی دولھن کا باپ بھی شہزادے کے
کو دیکھنے آیا یہ خبر سنتے ہی دولہا کا باپ استقبال کو دوڑا کمال اعزاز و اکرام لایا ہاتھ پکڑ کر [illegible]
کرسی پر بٹھایا بادشاہ نے آرام دل کو دیکھا ہزار جان سے نثار ہوا فرط مروت سے بے قرار ہوا
دل کا وسواس جاتا رہا دولہا کا باپ ادھر ادھر کی باتین کرکے حرف مطلب زبان پر لایا بادشاہ
نے کمال خوشی قبول فرمایا اور رخصت ہوکر قلعہ مین داخل ہوا یہان اوسی روز کچھ رات رہے برات
طیار ہوکر بڑے دھوم سے روانہ ہوئی جب دولھن کے دروازے پر پہنچی کارپردازان شاہ نے
آگے بڑھکے استقبال کیا تعظیم و تواضع مین مبالغہ بدرجہ کمال کیا پھر قاضی صاحب تشریف
لائے نکاح پڑھایا کئی ملک کے خراج پر عقد بندھا دولہا کے باپ نے ہوشیاری کی بڑی عیاری
کی کہ کابین نامہ مین اپنے اصل لڑکے کا نام لکھا ہر طرح کا مطلب ضروری بہ ترتیب و انتظام لکھا
جب نکاح ہو چکا ناچ گانا شروع ہوا ہر شخص اسکی طرف رجوع ہوا آرام دل نے وہان کے
ایک منتظم کے کان مین کہا کہ مین بیچین ہون چاہتا ہون دو گھڑی [illegible] ہون اوسنے عرض کی
بسم اللہ رنگ محل مین چلکر آرام فرمائے یہان کیون تکلیف اوٹھائیے غرض آرام دل وہان سے
اوٹھا اور رنگ محل مین گیا مسہری زرنگار پر اپنی معشوقہ کے فراق مین لوٹنے لگا روتے روتے
سوزش دل جو سوا ہوئی تو یہ فرد خواجہ میر درد کی زبان سے آشنا ہوئی درد طپش کو دل کی
مین سمجھا تھا یہ آنسو بجھا دینگے ۔ ولے یہ آگ تو پانی سے بھڑکی اور بھی دونی ۔ پھر جو دل بیقرار
نے ستایا تو بصد حسرت و یاس یہ فرمایا مصنف سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینون پر
ہمین تو موت ہی آئی شباب کے بدلے ۔ کبھی ضبط کے ساتھ روتا تھا کبھی بے اختیار رونے
سے باواز بلند پکار کے ان اشعار درد انگیز کا نالہ سرا ہوتا تھا جرأت یہ سوز عشق نے دی
لگا دی آگ اے ظالم ۔ جلا جاتا ہے دل بہین پھکا جاتا ہے تن اپنا ۔ کوئی یار نے نجھوا

فسوس ہمدم ہے سنا وین کسکو ہم درد و غم رنج و محن اپنا ❊ فرد ❊ قیس اور فرہاد بھی تو ہائے تھے بیمار عشق ❊ پالی مجکو یہ کیسا دیا آزار عشق ❊ غرض کیسی نیند کہان کا سونا یوہین شب و روز رونا آنسوؤن سے منہ دھونا

بیقرار ہو کر آنا صنوبر پری پیکر کا دلبر کے اشتیاق مین اور عاشق ہونا آرام دل پر ہر شب و روز جلنا او شمع سان گھلنا آتش فراق مین

خدارا ذرا ساقیا او بھی شتاب	ارے سامنے لا شراب کباب	کہ اک جام پی اور قلم کو اوٹھا	کسی خستہ دل کا لکھون ماجرا	

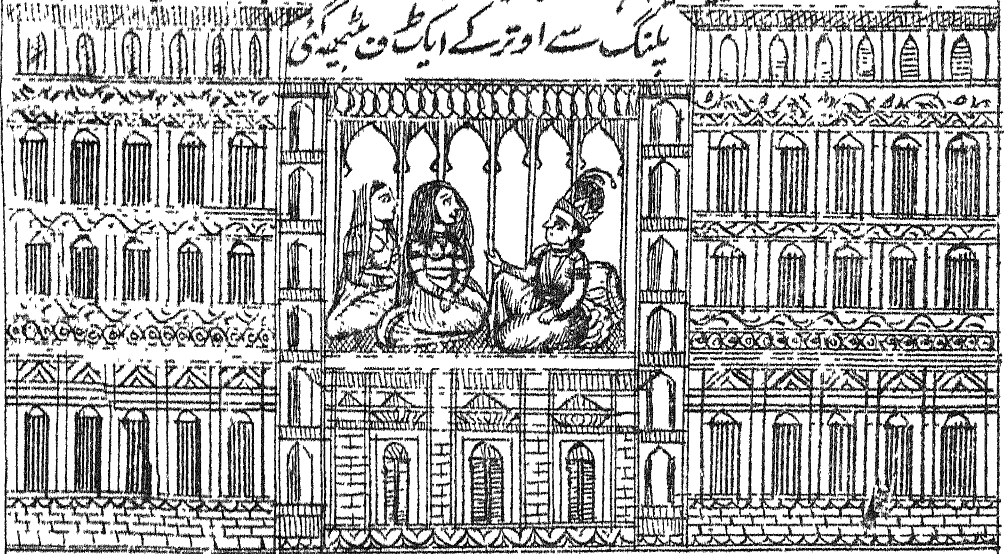
اب انکو یہیان بے قرار رہنے دیجیے اور کچھ حال اوس عروس شہزادہ سیاہ فام یعنے صنوبر کا کام کا سنیے کہ قبل ارشادی صنوبر شہزادی یہ خبر پا چکی تھی کوئی دلسوز یہ قصہ سنا کر اوسکا دل جلا چکی تھی کہ جس شخص کے ساتھ بیاہ ہونے والا ہے وہ ہیچ عیب شرعی اور ایسا کالا ہے کہ اگر دیو سفید بھی وسکی صورت پر کدورت دیکھے تو مارے خوف کے کالا ہو جاے مقابل ہونے کی تاب نہ لاے مگر شرم و حیا دامنگیر تھی اسلیے راضی برضاے تقدیر تھی جب اوس صورت منحوس کا خیال وصال کرتی تھی روتے روتے اپنا برا حال کرتی تھی مگر لوگون کے سامنے کبھی اسبات کو زبان پر نہ لاتی تھی اس گفتگو کے باب مین اپنے منہ پر گویا مہر خاموشی لگاتی تھی اکثر انیسین جلیسین اوسے خاموش دیکھکر کہتی تھین کہ اے شہزادی سبب خموشی اور افسردہ دلی کیا ہے چپ رہنے کا منشا کیا ہے آج خدا نے یہ دن دکھایا ہے گل امید کی شگفتگی کا روز آیا ہے ہنسو بولو کچھ بات کرو تو اوسنے کہتی کہ ارے لوگو مین کیا خاک ہنسون کیا بات کرون خدا کی شان کو دیکھتی ہون کہ تقدیر کہان لڑی ہے کس مصیبت مین جان پڑی ہے کیسی بلا کا سامنا ہوگا بلا اور بھوت سے پالا پڑے گا دیکھیے کیا ہوتا ہے اب تو ہماری جان اس عذاب مین پھنستی ہے ظل سبحانی کی عقلمندی پر خلقت خدا کی ہنستی ہے ارے کیا سبکی سمجھ پر پتھر پڑ گئے ایسے آنکھون کے اندھے ہو گئے کہ جان بوجھ کر ایک پلید سے بیاہ کرتے ہین مجھے دین و دنیا سے تباہ کرتے ہین یہ سنکر وہ سمجھاتی رہین زخم دل پر مرہم دلاسا لگاتی رہین القصہ جب عقد سے فرصت تخلیہ کی صحبت ہوئی اونھین سہیلیون مین سے اک نے کہا کہ بیگم دولھا اس وقت رنگ محل مین آرام کرنے گیا ہے ہمنے بچشم خود دیکھا ہے سبحان اللہ وہ تو نہایت خوب صورت نوجوان رشک حور و غلمان ہے کون آنکھون کے اندھے تھے جسنے اوس پری پیکر کو بدصورت بنایا تھا اسکی شامت آئی تھی جسنے یہ غلغلہ اوٹھایا تھا اور

حضور سے تعجب ہے کہ اون بدخواہوں کے کہنے کو بیچ جانا بے دیکھے یقین آگیا یہ تو وہی مقدمہ
مطابق ہے **حکایت** کہ کسی بستی مین ایک میانجی تھے علم فارسی اور کچھہ عربی جانتے تھے
مختصر مطول جانتے تھے درس و تدریس اونکا کام تھا لڑکے پڑھانے کا شغل صبح شام تھا تقدیر
جو لڑی ہی ایک امیر نے اونکو فقیر جانکر اپنے فرزند کی تعلیم کے واسطے نوکر رکھا اور نیک سمجھکر ایک
بھلے آدمی کی لڑکی سے بیاہ بھی کردیا میانجی نے جو نوکری بیش قرار اور گھر تے مین جورو نیک کردار
پائی کمال خوش ہوے غم ہاے دین و دنیا فراموش ہوے جب مدعاے دل خاطر خواہ حصول
ہوا پھر تو حضرت کا یہ معمول ہوا تمام دن تو لڑکے پڑھانا اور رات کو اپنی بی بی کے ساتھہ عیش
مین بسر کرنا مقرر رکھا ایک روز مکتب مین بیٹھے ہوے بہار دانش کا سبق پڑھا رہے تھے برہن
سادہ لوح کی حکایت سمجھا رہے تھے کہ ناگاہ کسی حریف ظریف نے آکر کہا کہ میانجی صاحب آپ
کس خواب خرگوش مین ہین عالم محو ہے یا کچھہ ہوش مین ہین آج دن دہاڑے آپ کے مکان
کا قفل ٹوٹتا ہے متاع ننگ و ناموس آپ کا ایک بدمعاش لوٹتا ہے خبر لینی ضرور ہے آیندہ
اختیار ہے بندہ مجبور ہے یہ سنتے ہی میانجی مارے غیرت کے بید کیطرح کانپنے لگے شرمندگی سے
پسینے پسینے ہوگئے ہانپنے لگے بہار گلستان دانش چھوڑ خوشی بھول گئے حواس باختہ ہوے
سبق بھول گئے اور تو کچھہ بن نہ آیا گھبرا کر فرمایا کہ بھائی ذرا شرح وقایہ لانا فلانے ورق فلانے صفحہ
کی وہ سطر پڑھکر سنانا تفسیر بھی دیکھنی چاہیے ایسے بدکار کو تعزیر دینی چاہیے لوگون نے دیکھا کہ
میانجی سخت بے وقوف محض گدہے ہین فقط کتابون کے بوجھہ مین لدے ہین کچھہ اپنے بیگانے کا
خیال نہین کرتے تجویز استفسار حال نہین کرتے جو منہ مین آتا ہے بکتے ہین ہر ہر بات مین
بھٹکتے ہین آخر ایک بے باک نے کہا کہ میانجی صاحب آپ کو یہ جملہ فعلیہ کیونکر ثابت ہوا کہ خبر
پر آپ ایسا کلام انشا کرتے ہین آپ نے اپنی آنکھہ سے دیکھا ہے جو تعزیر دینے کا ارادہ ہے
یہ تصور آپ کا محض باطل ہے تصدیق اسکی بہت مشکل ہے یہ جو آپ نے سوچا ہی اوس شکل کا نتیجہ
برا ہی پہلے جاکر دیکھہ لیجیے پھر جو چاہیے وہ کیجیے اور بے دیکھے کسی پر گمان بد کرنا جلدی سے حکم حد کرنا
نہ حدیث مین آیا ہے نہ قرآن مجید مین خدا نے فرمایا ہے یہ سنکے میانجی چونکے اور بسرعت تمام اپنے
مکان پر پہونچے دروازہ کھول دڑانا اندر چلے گئے دیکھا کہ بی بی نیکبخت اپنے میان کے انتظار
مین کھانا لیے بیٹھی ہے میان کی شکل دیکھتے ہی سیلابچی و آفتابہ لیکر دوڑی آئی ہاتھہ منہ دھلا کر
کھانا روبرو لائی میانجی دیکھتے ہی تعجب مین آئے اور اپنی بیوقوفی پر بہت شرمائے غرض اس داستان

اور مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ بیگم آپ کے کہنے سننے پر اعتماد نکیا چاہیے جو مین کہتی ہون آنکھ
سے جا کر نہیں تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے اب دیکھ لینا کہ وہ کیسا ہے محبوبہ سنکے چپکا ہو رہی
مگر مشتاق ہے وصال ایسے صاحب جمال کی پر تو خیال ہوئی طبیعت کو خواستگاری مشاہدہ صورت
کی فی الحال ہوئی دل سے مشورہ کرنے لگی کس طرح شہزادے کو دیکھا چاہیے اگر فی الحقیقت
خوب صورت ہے تو شکر خدا ادا کرنا چاہیے کہ [illegible] کی عنایت ہے مگر بہت پشیمان ہیں کہ نکاح ہوئے کچھ
دیر نہیں ہوئی ہے لوگ ایک دم نہیں چھوڑتے انکی طبیعت میرے دیکھنے سے سیر نہیں ہوئی ہے
جا دون تو کیونکر جاؤن اور پھیری کبھی نہین مانا اس دل کو کس طرح سمجھاؤن **فرد** دو گونہ رنج و
عذاب است جان مجنون را ٭ بلاے صحبت لیلی و فرقت لیلا ٭ اور یہ بھی سہی کہ مین وہان گئی
مگر کسی نے جو مجھے وہان بیٹھے دیکھا تو وہ اپنے جی مین کیا کہے گا اسکا چرچا ہمیشہ رہیگا او سوقت
کیسا ملال ہوگا مارے غیرت کے کیا حال ہوگا یہ سب خام خیال پکا رہی تھی دل سے سو سو تدبیرین
بنا رہی تھی کہ حضرت عشق نے ہاتھ بڑھا کر اوٹھایا شرم و حیا کا پردہ رخ سے اوٹھایا خضر وار اوس
تشنہ کام کو آب حیوان پلانے لیچلا زلیخا کو یوسف کی چاہ زنخدان مین گرانے لے چلا یعنی محبوبہ
نے ایک سہیلی دلربا نام سے کہا کہ اے دلربا بہر خدا شہزادہ کو کسی صورت مجھے دکھا دے میرے
جی کا وسواس مٹا دے سبا اندرونی کوفت سے میری جان جاے مرض خفقان طبع نازک پر
غالب آئے دلربا نے کہا حضور مین تمہارے تصدق ہو جاؤن اگر کوئی خدمت عسیر ہو تو اوسکی بجا آوری [illegible]
شاق [illegible] کوئی بڑی بات ہے ابھی چلیے اور دیکھ آئیے بلا سے اگر کچھ پہر کی گرمی طبع نازک پر ہو تو اوسکو [illegible]
وصل [illegible] اور جو کسی کے دیکھ لینے کا پاس ہے یہی جی کو وسواس ہے تو اس مین کیا کسی کا
اجارا ہے کچھ چوری ہے یا چھنالا ہے کچھ وہم و خیال دل مین نہ لائیے بلا تکلف چلیے خوب ہے
اوٹھا سنکے محبوبہ سنکے آرام دل کی عاشق زار غائبانہ ہوئی دلربا ساتھ لیکر روانہ ہوئی قدم
آگے بڑھاتے ہی عشق نے دامن اوٹھا لیا او شعل ہوا اس ملک کشور حسن کے سر پر سایہ کیا نقیبون
کی طرح آواز لگا [illegible] خضر کے راہ بتانے لگا [illegible] منتظر شرم کے مارے گھونگھٹ نکالے
ہاتھ نیچے اوٹھائے سر جھکائے ہوے ایک طرف دلربا بیچ مین آپ خانہ برباد دوسری سمت عشق
مبتلا اس [illegible] **شعر** خدا جانے کرنگا چاک
کس کس [illegible] چلنے [illegible] اوٹھا لینا یہ دامان کا ٭ غرض باہزاران کرشمہ و
ناز و غمزہ و انداز رنگ محل مین داخل ہوئی خاطر مضطر کو تسکین ہوئی دل کی مراد حاصل ہوئی

اور جس مقام پر کہ وہ دلآرام مانند مرغ نیم بسمل بھتا خراماں خراماں آئی جو ہیں شعلہ ملاقی تیغ نگاہ
سے گھائل ہوئی طبیعت اور بھی مائل ہوئی غالب دل سے تری نگاہ جگر تک اوتر گئی ٭ وہ دونوں
کو اک اور ہی رضا مند کر گئی ٭ دل نیاز منزل زلف پر خم کا طرہ بنا تار نظر سے کمان ابرو میں چلہ
بندھا آنکھوں میں نظارہ چشم جادو سے حیران ہو گئیں مردم دیدہ کی شوخی دیکھکر حجاب آیا پردہ عفت میں
پنہاں ہوئیں سنان مژگان سے خوب نیزہ بازی ہوئی دلوں کے پرزے اوڑسے جلاد عشق کی اچھی
فتنہ پردازی ہوئی شعلۂ رخسار سے کاشانۂ صبر و تحمل جل گیا اشک نے حجاب بیجا سے کنارہ کا ارادہ کیا پنجہ
مژگان آبلوں سے بھل گیا لب شیرین کی تمنا میں زبان [illegible] کی تلخ ہوئی بیقراری سے آرامش گاہ جان میں
تصرف کیا بے اختیار مضطرب ہو کر روئی جان ہونٹوں پر آئی غنچہ دہن کے نظارے سے عندلیب
روح قفس تن میں گھبرائی آہ سرد دل تھم پر درد سے کھینچکر پریشان ہوئی اوس شکل یوسف تمثال
کو دیکھکر مانند آئینہ حیران ہوئی بارہ کو دیکھکر تمنائے وصال میں شانہ بکٹر کا مرغ دل کو کسی
قبلہ رو کی تلاش میں بسمل جو پایا اور کچھ گمان ہوا جی دبکر کا مصنف یہ جو ساماں ہوئے وہاں
یکبارہ ٭ تیر مژگان کے پل میں ہو گئے پار ٭ عشق نے آن کر سلام کیا ٭ آہ و نالے نے اپنا
کام کیا ٭ پائے رنگین سے دل ہوا پامال ٭ زلفیں چہرے پہ ہو گئیں جنجال ٭ سر کو ٹکرایا دیکھ
پیشانی ٭ آئی پیش اوسکے بھی جو پیش آئی ٭ تھا وہاں موتیوں کا ہار پڑا ٭ عشق یاں بھی گلے
کا ہار ہوا ٭ چشمہ چشم تھا جو واں جاری ٭ یاں بھی بھی آستین ترساری ٭ تھا جو مرغوب دل کو
واں کوئی گل ٭ یاں بھی دل اوسکا ہو گیا بلبل ٭ القصہ صنوبر آرام دل کو دیکھتے ہی آرام
دل کھو بیٹھی اوسکی عاشق زار ہوئی فرط محبت سے نہایت بیقرار ہوئی بیحواس ہو گئی آگے نہ پڑھ سکی
یہ شعر پڑھتے ہی غش آگیا زمین پر گر پڑی خواجہ وزیر گیسوے سواد خط رخ رشک قمر سے دور رہتی
ہے جیسے شام آتی سحر سے دور ٭ عشق فتنہ گر نے اپنا کام کیا معشوق کو بھی پابند آلام کیا گرفتہ
ہی دلربا نے شہزادی کو آغوش میں لیا ہر چند ہوشیار کیا مگر صنوبر نے کچھ جواب نہ دیا جب تو بہت
گھبرائی شہزادی کو گود میں لیے ہوئے شہزادے کے قریب آئی اور کہا حضور او ٹھیے میری
صاحبزادی کو لیٹنے دیجیے خدا جانے آپ نے کیا جادو کیا ہے کہ میری ملکہ کا یہ حال ہو گیا ہے ذرا
صاحب مصنف قسم کسی کا جو کوئی بھرتا ہے ٭ یا کسی پہ جو کوئی مرتا ہے ٭ وصل میں کیوں جھجکے
اسکے ساتھ بھلا ٭ کوئی ایسی بھی بات کرتا ہے آرام دل کہ اپنی مصیبت میں گرفتار تھا جان
سے بیزار تھا یہ اشعار پڑھکر اوٹھا اور پلنگ سے اوتر کر مسند پہ آ بیٹھا مصرعہ مصنف برجستہ

مومن خان مرحوم دہلوی ہون مین تو کسی ابروی خمدار کا بسمل ٭ اک نہ اک سلسلہ کا گرفتار ہے یہ دل ٭ سن لے مری جان اسمین تو کچھ بھی نہین حاصل ٭ اپنی تو طبیعت ہے کسی اور پہ مائل ٭ کچھ کام نہین پیچ و خم زلف دوتا سے ٭ کیا کیا کرے بل سیکڑون یہ میری بلا سے ٭ **رند** باز ہے سر کہین جدا ہووے ٭ اور کا خنجر اگا ہووے ٭ دم نہ نکلا شب فراق مین بھی ٭ سخت جانی تیرا برا ہووے ٭ دلربا نے جیسے یہ باتین سنین تحیر ہوئی لیکن گھبرائی ہوئی تھی کہ جلدی سے صنوبر کو پلنگ پہ لٹا کر خواصون کو گرد و پیش سے ہٹا کر ڈھونڈنے لگی مین سے حمائل قرآن نکال کر ہوا دینے لگی عطر لا لا سونگھایا چہرہ گلاب پر بیوڑے کا چھینٹا دیا غرض سب کچھ کیا مگر کسی چیز کا اثر نہ ہوا جب ہوائے پیرہن دلدار مشام جان تک پہونچی روح کو تازگی ہوئی فوراً آنکھ کھول دی اپنے تئین دلدار کی جگہ لیٹے ہوئے اور محبوب کو نیچے بیٹھے ہوئے دیکھ کر ناتوانی کے ساتھ دلربا کا ہاتھ پکڑ کر اوٹھی اور پلنگ سے اوتر کے ایک طرف بیٹھ گئی



مقابل ہوتے ہی آرام دل گیا دونون طرف سے دل ملگیا **آرام دل** نے کہا **ناسخ** کیا بجز حسن کی ہے کمر پیچ و تاب مین ٭ یہ پیچ و تاب کب ہے بھلا موج آب مین ٭ یہ سنکے صنوبر کو کچھ اپنے حسن و جمال کا غرور ہوا تیوری پر بل ڈالکر شہزادے سے آنکھ ملائی اوس وقت **آرام دل** نے عالم خیال مین اپنے یار سے مخاطب ہو کر کہا رند جلوۂ حسن چند ادا و ذرا دکھلا دے ٭ منکرون کو بھی صنم شان خدا دکھلا دے ٭ یہ کہکر خاموش ہو گیا دیر تک یہی صحبت رہی صم و بکم کی کیفیت رہی آخر

صنوبر نے کہا کہ صاحب ہم تمھارے پاس آئے ہین تم ہمسے بات بھی نہین کرتے ہو ہر دم سرد
بھرتے ہو کس پر مرتے ہو یہ کیا آدمیت ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے مزاج ہین بڑی نخوت ہے الہی ایسے
تو آپ کا مزاج کیسا ہے فرمایئے تو کس واسطے حال ایسا ہے **شعر** کسکی طرف سے آج عبث تجکو ہیں
ہے ٭ سچ کہہ ہمارے سرکی قسم کیون اوداس ہے **آرام دل** نے جواب دیا **صبح** کیون آہ
ہم نکرین شب سے تا سحر ٭ کیا تجکو درد ہو ترا دل تیرے پاس ہے ٭ اے شہزادی بقول **ذوق**
شوق نظارہ ہے جب سے اک رخ پر نور کا ٭ ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا ٭ وادی ظلمت مین
اپنے دخل کب ہے نور کا ٭ مہر اک شعلہ سا ہے وہ بھی چراغ دور کا ٭ جاتی ہے جسکو خاقت
شعلہ نار جہیم ٭ سو وہ سینہ ہے مرے داغ دل محرور کا ٭ دل کا یہ احوال ہے فرقت مین اک خوشہ
کے ٭ جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا ٭ اے شہزادی **ذوق** مین وہ مجنون ہون جو نکلون
کنج زندان چھوڑ کر ٭ سیب جنت تک نہ کھاؤن سنگ طفلان چھوڑ کر ٭ مین وہ ہون گمنام جب
دفتر مین نام آیا مرا ٭ رہگیا بس منشی قدرت جگہ وان چھوڑ کر ٭ ہو گیا طفلی ہی سے دل مین ترازو
تیر عشق ٭ بھاگے ہین مکتب سے ہم اوراق میزان چھوڑ کر ٭ اضطراب دل نہ پوچھ اک مرغ تو محبوس کو
دیکھ لے پنجرے مین اے رشک گلستان چھوڑ کر ٭ اے جان جہان ہم ایک غیرت گل کے بلبل
ہین ایک پری کے دیوانے ہین اوسکے فراق مین حواس باختہ بالکل ہین نہ سر کا ہوش نہ پاؤن
کی خبر ہے درد جدائی سے حال ابتر ہے تصویر دیکھتے ہی محو حیرت ہوے زلف پیچان کا خم دیکھکر
گرفتار دام محبت ہوے اور حال مزاج ملال امتزاج یہ ہے کہ تپ فرقت کی شدت سے سینے مین
درد ہر جگہ ہے طبیعت مکدر ہے بشاشت کوسون دور ہے ملالت کا دل پر اثر ہے لب پر آہ سرد ہے
دل مین درد ہے چشم بیمار کے بیمار ہین فرط جنون سے گریبان صبر کے تار تار ہین **مصنف**
حال دل اشک و آہ سے پوچھو ٭ مین غلط دو گواہ سے پوچھو ٭ لب گور ہین کلیجہ چھلنی ہے دل
مین ہزارون ناسور ہین ٭ **ذوق** آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر ٭ ہر نفس باد مخالف کا ہی جھونکا
ہمکو ٭ اندنون کچھ آپ ہی آپ خبط ہے دل کو جنون سے ربط ہے بظاہر تندرست ہین مگر دل مردہ
ہے گرمجوشی کرتے ہین مگر ٹھنڈی سانس بھرتے ہین طبع افسردہ ہے غنچہ خاطر باد سموم غم سے پژمردہ
ہے اس حال ناتوان کا اللہ نگہبان ہے دم سینہ مین کوئی دم کا مہمان ہے بقول **صبح** ہچکی لگی ہوئی
ہے یہ وقت دم شماری ٭ کیا حال پوچھتا ہے اے ہمنفس ہمارا ٭ یہ دل کمبخت رات دن کراہتا ہے
وصل دلبر کا چاہتا ہے اسکے ہاتھون ہم اپنی جان سے عاجز ہین تپ فرقت سے رنگ فق ہے

کلیجہ چھلنی ہے دل مین ہزارون زخم کاری ہین ذوق یہ تو یون مضطرب اور سینہ مین لاکھون روزن ؀
دل بیکار رہتا نظر آتا نہین اصلا ہمکو ؀ تبر یہ غم کا استعمال ہے ناخن غم کی خراش سے زخم دل کا عجب حال ہے
مومن ہر چند ہم اچھا ہوا نہ زخم دل اپنا کبھو اوسے ؀ ناخن سے چھیلتے رہے جون جون بھر آگیا ؀
اب عشق ... کے کون ایسا ہے جو میرے درد کی دوا کرے اور اس مرض لاعلاج سے
شفا دے شعر مرض عشق کی ملتی ہے دوا مشکل سے ؀ ایسے بیمار کو ہوتی ہے شفا مشکل سے ؀ ہر دم
یار کا خیال مدنظر ہے اپنی کسے خبر ہے شعر دن کو رخ کی صفا کی باتین ہین ؀ شب کو زلف رسا کی باتین
ہین ؀ حال مجنون و قصۂ فرہاد ؀ یہ مری ابتدا کی باتین ہین ؀ دلربا کہ پہلے بھی شہزادے کی باتین سُن
چکی تھی یہ گفتگو اپنی شہزادی کے روبرو سنکر آگ بگولا ہوگئی جل بھُن کر کویلا ہوگئی کہنے لگی واہ واہ دولھا
میان اوسکو مین اپنی شہزادی کی ایڑی چوٹی پر سے قربان کردون وہ کون بلا ہے آپ کی تو جان مفت
کی ہے کہ بے دیکھے ہر ایک پر فدا ہے حضور بس اس وقت ایسی باتین نہ کیجیے ایک تو میری شہزادی کا
آپ ہی جی اچھا نہین ہے دوسرے آپ اور آگ لگاتے ہین دل جلاتے ہین ابھی جو اُسنے حضرت آپکی
باتین سنین تو کیا کہین آرام دل نے دلربا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ کیا ہم تیرے بادشاہ سے
ڈرتے ہین کسی سے کچھ التجا کرتے ہین تجھہ سے کچھ کام ہے تیری ملکہ کا کوئی غلام ہے جو اس طرح
آنکھین نکالتی ہے ہر گھڑی پلنیچے سنبھالتی ہے دلربا نے کہا حضور اگرچہ آپ شاہ ذوی الاحتشام
ہین مگر قصور معاف میری شہزادی کے غلام ہین گھبرائیے نہین جھنجھلائیے نہین صبح کو یہ بھی کھلا دونگی
بلکہ اُنکی جوتی بھی آپ کے سر سے چھوا دونگی آرام دل نے کہا ذرا زبان سنبھالو اتنا نہ بہکو ہم سے
نوک کی نہ لو ہمنے سلطنت کو پاپوش پہ مارا ہے تیری شہزادی کس گنتی مین ہین اور تو کیا ہے اے نادان
یہ سب تیرا خیال خام ہے گھڑی دو گھڑی اپنا اور قیام ہے دم سحر تو خواب مین بھی نظر نہ آئینگے
ہم تو چراغ سحری ہین صبح ہوتے گل ہوجائینگے دل کا حال بجز خدا کسی پر ظاہر نہین کوئی ہماری حقیقت
سے ماہر نہین شعر کھا کے سو رہیے کچھہ یہ جی مین ہے ؀ خیریت ہے تو بس اسی مین ہے ؀
حضرت اسد اللہ خان غالب مدظلہ کوئی دن گر زندگانی اور ہے ؀ اپنے جی مین
ہمنے ٹھانی اور ہے ؀ آتش دوزخ مین یہ گرمی کہان ؀ سوز غمہاے نہانی اور ہے ؀ ہو چکین غالب
بلائین سب تمام ؀ ایک مرگ ناگہانی اور ہے ؀ صنوبر یہ سب باتین سنکے سن ہوئی دل کو خفقان
ہوا عجب طرح کی اودھیڑبن ہوئی ایک آہ سرد کھینچی اور کہنے لگی کہ ہے ہے دلربا بس زیادہ تنگ نکر
کیون ان باتون پر مرتی ہے انکا دل تو آپ ہی اپنے قابو مین نہین ہے تو کس واسطے حسرت بھری

اپنے جی کے ارمان کر رہی ہے ہان ہان صاحب ہم اسی لائق ہین آپ کی جانفی حسن و خوبی مین
فائق ہین اور ہمنے تو فرط محبت سے تقاضاے الفت سے آپکی ملاقات کی جگر کی بیقراری جی کی بیتابی
سے آپ سے بات کی اگر مزاج پرسی مین دل عشق منزل رنجور ہوا تو معاف کیجیے قصور ہوا الغیرمی ہولن
آپکے کتنے ہی ستم اُف نکرینگے ✤ جب بیٹھہ کے ہم کھائینگے غم اُف نکرینگے ✤ سر تک بھی اگر کاٹ کے
پھینکوگے ہمارا ✤ ہم آپ کے قدمون کی قسم اُف نکرینگے ✤ یہ کہکر رومال منہ پر رکھکر زار زار رونے لگی
سوزن مژگان سے تار نظر مین موتی پرونے لگی آخر وہی عشق جو لیلی کو نجد مین لایا تھا وہی جذبۂ دل
ہے جسنے یوسف کو زلیخا تک پہونچایا تھا وہی الفت ہے جسنے آرام دل کو آوارۂ وطن کیا وہی محبت
ہے جسنے صنوبر پری پیکر کو غرق دریاے رنج و محن کیا او نکھین سب نے یہان بھی تاثیر دل دکھائی
آرام دل نے طبیعت کے روکنے کی بہت تدبیر کی مگر کچھہ بن نہ آئی ضبط نہوا اوسکے رونے سے
بے اختیار دریاے سرشک آنکھون سے جاری ہوا بیخودی کا عالم طاری ہوا پھر شاہزادے نے فرمایا کہ صاحب
اس قدر کیون روتی ہو کیون اپنی جان کھوتی ہو وصل مین رونا تمھارا ہی کام ہے یہ کیا شگون بد
ہے اسکا برا انجام ہے مین تو تمھارے بس مین ہون مرغ نو گرفتار کیطرح قفس مین ہون غلام بناؤ گالیان
دو ہم تمھارے تابع ہین جو چاہو سو کرو بقول حسین کبھی یون بھی ہی گردش روزگار نہ کہ معشوق عاشق
کے ہوا ختیار ✤ اور ہمارا تو حال روشن ہے کہ ہر وقت اشکون سے تر دامن ہی ہم تو کسی پری کے
دیوانے ہین کبھی شمع رو کے پروانے ہین نسیم دہلوی ہم کہے دیتے ہین زحمت خوردہ ہے ✤
دل تو حاضر ہے و لے پژمردہ ہے ✤ دلربا نے دیکھا کہ صنوبر کے جذبۂ دل نے اثر کیا شہزادہ کچھہ
کچھہ راہ پر آیا جلدی سے جام و صراحی صنوبر کے پاس لائی اور شہزادی کے کان مین جھک کر
کہنے لگی کہ اب ذرا اپنے ہاتھہ سے شراب پلائیے یہی وقت ہے ساقی بنجائیے صنوبر نے ساغر ہاتھہ
مین لیکر آرام دل سے کہا کہ بھلا اب جو کچھہ ہوا سو ہوا ذرا اسمین سے دو ایک جرعہ ہاتھہ سے میرے
پیجیے مجکو ممنون منت کیجیے آرام دل نے کہا لا ادری شراب کیسی نشہ کہان کا کیسے مین انتظار
مین ہون ✤ مے محبت جو مینے پی ہے اوسیکے ابتک خمار مین ہون ✤ کیا تکلف ہی کہ بے آب و خورش
جیتے ہین ✤ سخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین ✤ آنکھون مین ہر دم شراب محبت کا خمار
ہے جام و صراحی بیکار ہے اپنا تو دل مے عشق سے سرشار ہے ایک قطرہ بھی بغیر اپنے یار کے
زہر مار ہے بقول صبیح اوٹھا کے پھینکدے ساقی تو میرے آگے سے ✤ بغیر یار کے جام شراب
کیا ہوگا ✤ صنوبر نے کہا یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ یہان آپ کا ناک مین دم ہے بغیر اودس دلنوازی

شاہد مست ناز کے یہ شراب آپ کے حق مین سم ہے مگر البتہ آپ کو اوسی صنم کی قسم ہے اسے
نوش کر لیجیے اوسکی یاد مین ہمارے سامنے ایک دو گھونٹ پی لیجیے غرض آرام دل نے
شہزادی کے اصرار سے یاد دلدار مین وہ جام پیا پھر انکار نکیا سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے
کہ آرام دل یون مزے اوڑائین اور وہ نوشاہ سیاہ فام یون ہی ناکام رہجائین صنوبر کو ادھر
میلان ہو مسافر خانہ بدوش باختہ ہوش وطن آوارہ کی دلداری کا سامان ہو سچ ہے اس مین
کسیکا کیا قصور ہے آدمی بیچارہ مجبور ہے عشق بد بلا ہے اس باغ کی اوہی ہوا ہے حسن خوب
شکل محبوب کے سب خواہشمند ہین حسین جہان پسند ہین ناسخ حق جمیل اور دوست رکھتا ہے جمال
خوبرویون سے محبت خوب ہی ہے ٭ خوب صورت کو اپنے ہمسر کی تلاش ہے یہی بات ہر دم جانگزا آتش
ہے پری کو آدم زاد سے نفرت ہے آئینے کو غبار سے کدورت کی صورت ہے شاخ گل پر بجائے
بلبل قمری کے بیٹھنا بار ہے سرو پر بلبل کا چہچہے کرنا ناگوار ہے القصہ صنوبر نے شہزادے سے
نام و نشان اور وجہ سفر کو باصرار تمام پوچھا اوسی وقت آرام دل نے احوال اپنا صنوبر سے بالتفصیل
بیان کیا اور کہا فرد گردش تقدیر و بخت نارسا لایا یہان ٭ اے صنم اب یاد رکھو ہم کہان اور
تم کہان ٭ صنوبر جو اس کیفیت سے باخبر ہوئی بادۂ غفلت کا نشہ ہرن ہوا مضطر ہوئی گھبرا کر
دلربا سے کہنے لگی کیون ہمنے جو پہلے کہا تھا وہی ہوا تمھارا کہنا صحیح ہوا پھر ایک آہ سرد بصد حسرت
و یاس سینۂ سوزان سے کھینچ اور رو کر کہنے لگی درد سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا ٭ بس ہجوم
یاس دم گھبرا گیا ٭ ای شہزادہ افسوس تجھہ سا شیرین لب شکر گفتار ہمسے ہمکنار نہو دل ہجوم غم و الم
سے کیونکر بے قرار نہو اب آپ اودھر تشریف لیجائینگے لوگ ہمین اوس منودی کے پھندے مین
پھنسائینگے ہم مرغ نو گرفتار کے مانند قفس تنہائی مین پھڑک پھڑک کر مرجائینگے خبر کنج خانہ سے
وہی پھر وہ اندھیری شب ہے ٭ پھر وہی ہم وہی تنہائی وہی یارب ہے ٭ دلربا نے کہا بیگم ایسا نہ گھبراؤ
اتنا غم نہ کھاؤ دیکھو تو حضرت شہزادہ عالم کیونکر جاتے ہین اور وہ سیاہ فام کیا رنگ لاتے
ہین صنوبر نے کہا اے دلربا بقول جرات نہ سامان انکے رہنے کا نہ کچھ امید طالع سے ٭ دل بیتاب
کو کس منہ سے کہیے ٹک تحمل کر ٭ صنوبر کی آہ و زاری اور اوسکی بیکسی و بیقراری سے آرام دل
کا آرام دل گیا کمال صدمہ ہوا اپنا سا بیقرار پایا اپنے اوپر قیاس کیا بیچین ہو گیا آنکھون مین آنسو
بھر لایا اور صنوبر سے فرمایا کہ مین تمھارا ہر طرح سے فرمانبردار ہون خوشی تمھاری مجھے بدل منظور ہے مگر
کیا کرون اس دل سے ناچار ہون تم ہی ذرا خیال کرو المرء یقیس علے نفسہ اپنا سا دل اور کا بھی دل

سمجھو تھوڑے دنون اپنی خدمت سے معاف کرو آئینہ خاطر مین کدورت نہ لاؤ میری طرف سے دل صاف
کرو چند مدت اور غم کھاؤ مجھپر کرم کرو اگر میرے قول کا اعتبار نہین ہے تو مجھسے حلف اودھوا لو تو قید
چاہو قسم لو **فرد** میرے کہنے کا نہ باور ہو تو نوشتہ لے لو ٭ ضامن الّسان کے عوض چاہو تو نوشتہ لے لو ٭
صنوبر نے رو کر کہا اے شہزادے تجھسے یہ امید نہ تھی کہ آتش محبت سینہ مین بھڑکا کر حرف سخن زبان
پر لائے گا شعلۂ رخسار دکھا کر آتش ہجران مین جلائیگا **افسوس میر تقی مرحوم** مہر کی تجھسے توقع
تھی ستمگر نکلا ٭ موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا ٭ یہ سب راز و نیاز سوز و گداز کی باتین ہو رہی تھین
کہ مشاطۂ صبح نے پیشانی عروس شب پر سہرۂ تار شعاعی باندھا اور نوشاہ ماہتاب نے مقنع سحاب کا
رخ انور پر ڈالا دلربا نے کہا حضور دیکھیے سحر ہو گئی مگر آپ کو یون ہی روتے ہوے بسر ہو گئی چلیے اس وقت
یہان بیٹھنا مناسب نہین محل مین آپ کی تلاش ہو گی یہ سنکر صنوبر **آرام دل** سے رخصت ہونے
لگی اور کہنے لگی اے شہزادے بہر خدا مجھکو اپنے جی سے نہ بھولنا میری بیکسی پر نظر کرنا پھر آنا نہین تو یاد رہے
کہ ہم اپنے جی سے گذر جائینگے آپ کو خبر ہو گی تو آپ بھی افسوس کرینگے پچھتائینگے ہاے ہمیشہ وہ مصیبت
ہے کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نکرے سنتے ہین کہ قیامت آئیگی مگر ہمارے واسطے آج ہی قیامت ہے
حضرت نواب اسد اللہ خان غالب مدظلہ العالی سے آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے
تک ٭ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک ٭ عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب ٭ دل کا
کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک ٭ ہمنے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن ٭ خاک ہو جائینگے ہم تمکو
خبر ہونے تک ٭ کیا کہون پاس عزت اور والدین کی اطاعت ہے ورنہ تمھین اپنے پاس سے ایک
دم جدا نہونے دیتی اگر تم نہین مانتے تو خود ہمراہ چلتی مگر اپنے دل پر جدائی کے صدمے سہتے دیتی
آرام دل نے صنوبر سے اپنے پھر آنیکا وعدہ کر کے عہد و پیمان کیا بہت سمجھایا قرآن درمیان
کیا صنوبر نے کہا اچھا اب تمھارا خدا حافظ اور نگہبان علی کی حمایت نبی کی امان دل آپ کے حوالے
کیا اور آپ کو خدا کو سونپا یہ ہماری یاد دلاتا رہیگا اپنا قصہ سنکر غم و الم خاطر مبارک سے بھلاتا رہیگا
مگر میرے دل کی کچھ قدر کرتے رہنا تم ٭ یہ بیمار ابھی نازپرور تھا ٭ یہ کہکر زار زار روتی ہوئی دلربا کے ساتھ
چلی گئی اور موتی محل مین داخل ہوئی صنوبر کے جاتے ہی یاد دلدار نے شہزادے کو پھر پلنگ پر گرایا جسقدر
ہنستی تھی اوس سے دوچند رو لایا نسیم سحر جو چلی یہ رات کا جاگا ہوا انگڑائیان لینے لگا فلک تفرقہ پرداز
نے اپنا کام کیا یعنے **آرام دل** نے خیال جانان مین آرام کیا

لیجانا اون پریون کا آرام دل کو پھر اوسی بیابان مین اور روانہ

ہونا اوس آرام دل وجان کا تلاش ملک جانان مین سیر باغ بہشت نژاد کی اور ملاقات ملکۂ سیمتن پریزاد کی

بس اب ساقیا جلد بیدار ہو ✤ ذرا خواب غفلت سے ہوشیار ہو ✤ پھر اک جام پی اور پلا دے مجھے
بہار گلستان دکھا دے مجھے ✤ شہسواران عرصۂ داستان ورہ نوردان کوچۂ بیان اشہب جہندۂ
قلم کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب صبح قریب ہوئی صنوبر مضطر کو فرقت دلدا
نصیب ہوئی لعل پری اور سبز پری کہ اوس وقت تک مصنوعی ملازم سرکار تھین محفل مین سرگرم
کاروبار تھین آرام دل کو تلاش کرنے لگین رنگ محل مین جو آئین دیکھتی کیا ہین کہ شہزادہ ایک
جواہر نگار پلنگڑی پر جوانی کی اُمنگ مین شبنم کا دوپٹہ تانے سو رہا ہے ناتوانی پائون دبا رہی ہے
نسیم سحری کا پنکھا ہو رہا ہی پریون نے شہزادے کو غافل پاکر اوسی تخت پر آہستہ سے لٹا یا حس کروٹ
سوتا تھا اوسی کروٹ سولایا پھر آپ سوار ہوئین اور تخت کو لے اوڑین اثناے راہ مین دفعتًا آرام دل
کی آنکھ کھلی پریون پر نظر پڑی سمجھا کہ یہ سب انھین کی جعلسازی اور شعبدہ بازی ہے خوف سے
پھر آنکھ بند کر لی پریان حبان سے آرام دل کو لائین تھین وہان جا پہونچین شہزادے کو اوسی
زین پوش پر لٹا کر آپ اور طرف روانہ ہوئین یہان شہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا کہ گھوڑے طیار
کھڑے ہین اور محمود کیسکی جستجو مین زار زار روتے ہین جان سے بیزار کھڑے ہین آرام دل نے
محمود کو پکارا وہ شہزادے کو دیکھکر دیوانہ وار دوڑا آیا دیکھا کہ شہزادے کے ہاتھ پائون مین منہدی
لگی ہے گلے مین پھولون کی بدھی پڑی ہے پوشاک شاہانہ زیب بدن ہے ہاتھ مین کنگنہ بندھا ہے
عطر کی خوشبو سے جنگل غیرت گلشن ہے متحیر ہوکر پوچھنے لگا حضور خدا کے واسطے بتائیے کہ آپ کہان
تشریف لے گئے تھے مجھے داغ مفارقت دے گئے تھے فرمائیے تو یہ کہان مزے اوڑائے کیا
رات بھر مین ملکہ حسن افروز سے شادی کر آئے آرام دل نے تمام ماجرا ابتدا سے انتہا تک
محمود سے بیان کیا صنوبر کی آہ وزاری اور بیقراری کے ذکر مین اشکون سے تر دامان کیا محمود نے
کہا حضور مبارک ہو شگون اچھا ہوا لیکن جب خداوند کریم آپ کے مطالب برلائے روز فراق کے
شب وصال کی سحر آئے اوس وقت اپنے عہد وپیمان کے مطابق کیجیے گا اس سوختہ آتش فراق
کو کہین دم نہ دیجیے گا آرام دل نے کہا اے محمود ✤ میسر ہو وصال یار ہمکو ✤ بھلا ایسی کہان
تقدیر میری ✤ ہان اگر خدا مجھکو در دلدار تک پہونچائیگا میرے جی کا مقصد بر آئیگا تو انشاء اللہ تعالے

ایفاے وعدہ کرونگا اپنے قول پر ثابت رہونگا یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا ہمراہ محمود وفادار ہوا ایکروز
چلتے چلتے دوپہر کے وقت **آرام دل** شدت گرمی سے آب آب ہوگیا تمازت آفتاب کی تاب
نہ لاسکا بیتاب ہوگیا اتفاقاً اوس بیابان مین ایک باغ کا دروازہ نظر آیا شہزادہ گھوڑے سے اوتر آیا
اور محمود سے فرمایا کہ اسوقت گرمی کی بڑی شدت ہے مارے پیاس کے بُری حالت ہے چلو اس باغ
مین جی بہلائین تھوڑا پانی پیکر تشنگی بجھائین محمود نے کہا حضور اس رہگذر دشت پر خوف وخطر مین
خدا جانے کسنے یہ باغ بنوایا ہے کون اسکا مالک ہے کسنے اسے تعمیر کروایا ہے واللہ اعلم کسی دیو
یا جن کا یہ مسکن ہے یا کچھ طلسمی کارخانہ ہے جلد یہان سے گذر کرنا چاہیے آپ کو ابھی مسافت بعید
طے کرنی ہے ایسے ایسے مقامون سے حذر کرنا چاہیے **سعدی** در بیشہ گمان مبر کہ خالیست ٭
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ٭ اور جو تشنگی غالب ہے دل فردوس منزل پانی کا طالب ہے تو آگے
آبادی کا نشان ہے بستی کا گمان ہے وہان چلکر مقام کیجیے گا کھانا کھایئے گا پانی پیجیے گا غرض محمود
نے ہرچند دم دیا سمجھایا مگر شہزادے کے مطلق خیال مین نہ آیا بے تکلف باغ مین داخل ہوا
محمود نے بھی ساتھ نچھوڑا قدم اندر رکھتے ہی دروازہ باغ کا بند ہوگیا محمود نے **آرام دل** کو جھک کر
سلام کیا اور کہا کہ شہزادہ دیکھیے آگے نجاب بھی پھر چل جو ہونا تھا سو ہوا **حافظ شیرازی**
علیہ الرحمۃ نصیحت گوش کن نادان کہ از جان دوست تر دارند ٭ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ٭
آرام دل نے کہا کہ محمود عیاذاً باللہ بڑھاپے مین تیری تو عقل ماری گئی ہے مجھے بھی کیا خفقان
ہوا ہے جو تیرے کہنے سے ایسی سیر چھوڑون اس فضا کی جگہ سے منہ موڑون محمود نے کہا حضور بہت
خوب چلیے اور تماشے دیکھیے **آرام دل** آگے بڑھا دیکھا کہ باغ بہت عمدہ ہے ہر روش پر سبزہ نودمیدہ
سے فرش زمردین بچھا ہوا ہے ہر جگہ ہر درخت اپنے اپنے موقع سے لگا ہوا ہے ایک طرف تختہ
یاسمن شاہدان سیمتن کی یاد دلاتا ہے مقابل اوسکے لالہ زار اپنے سینہ بے کینہ پر ہزارون داغ کھاتا
ہے ایک طرف نرگس شہلا بلبلون سے آنکھیں ملا رہی ہے ایک جانب سنبل زار اپنے بل مین
آپ ہی پیچ وتاب کھا رہی ہے کہین نافرمان کی شوخی پر صبا نے مارے طمانچون کے منہ نیلا کر دیا
ہے کسی جگہ نیرنگ ساز عشق نے گل اشرفی کا رنگ زرد کیا ہے **نظم** گلون پر اس روش سے پیچ
سنبل ٭ کہ جیسے عارض جانان پہ کاکل ٭ ہر اک سو جلوہ گر تھے سرو وشمشاد ٭ کہ جیسے جمع ہون خوش
پریزاد ٭ تر وتازہ بنفشہ اور ریحان ٭ برنگ خط مشکین عنبر افشان ٭ برنگ چشم فتان چشم نرگس ٭
بہ از چشم غزالان چشم نرگس ٭ اور مرغان خوش الحان کی صدا بلبلون کے چہچہے جا بجا باغ کے

جہان دونون کونون پہ چاہ ہمسر گردون دوار اون مین جھرنا جاری ساون بھادون کی بہار وسط باغ مین ایک تالاب پختہ مین اوسکے بیچ عقیق یمنی کا صد ہا لعل بے بہا اور ہزارہا در یکتا جڑا ہوا فرش اطلس و کمخواب سے قرینہ سے سجا یا اسباب ضروریات سے مرتب یہ کیفیت دیکھکر آرام دل نے کہا مرزا بیدل

خوش است سیر ولیکن دل و دماغ کجاست ٭ دل از گلی کہ تسلی شود بباغ کجاست ٭

پھر آگے بڑھا ایک بارہ دری سنگ مرمر کی نظر آئی زربفت کے پردے گنگا جمنی چلمنین سرخ اطلس کا سائبان کھچا ہوا تھا اوسکے ایک تخت سنگ مرمر کا بہت عریض و طویل بچھا ہوا اگر فرش فروش کے تکلف سے مبرا چون صفحۂ قرطاس معرا آرام دل بارہ دری کے اندر گیا دیکھا کہ ہر ایک دالان رفیع الشان ہمسر آسمان انجم شیشہ آلات سے آراستہ یاقوت ہیرا نیلم پکھراج زمرد لعل بدخشان سے در و دیوار پیراستہ ہین نقش و نگار مین ہر سنگ غیرت نقش ارژنگ گل اور بوٹے کی صفائی پر عقل مانی و بہزاد دنگ گلدستہ ہاے گلاب طاقون پر قرینے سے دھرے ہوے شیشہ ہاے شراب کشتیون مین مے انگور سے بھرے ہوے مسند زرنگار گرد اوسکے سلک در شہوار صدر دالان مین بچھی ہوئی ایک طرف پلنگڑی مرصع پر شبنم کی چادر کھنچی ہوئی عطر دان پاندان خاصدان طلائی کشتیون مین اپنے اپنے موقع سے رکھے ہوے دواوین اور قصہ ہاے دلچسپ و یادگار زمان کتاب دانون مین چنے ہوے یہ سب سامان تھا مگر کسی انسان کا کہین نہ نشان تھا آرام دل بارہ دری کی طیاری دیکھکر ششدر رہا ایسے باغ دلکشا اور مکان اعلے کو خالی دیکھکر متحیر ہوا پھر وہ سبزہ زار بغیر دلدار دل و جگر مین نشتر ہوا تھوڑی دیر ادھر اودھر کی سیر کرکے عازم سفر ہوا اور یہ شعر پڑھا

رندہ سیر کی خوب چنے پھول بہت شاد رہے ٭ باغبان جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے ٭

پھر گھوڑے پر سوار ہوکر تا در باغ آیا دروازے کو اوسی طرح بند پایا ہر چند زور کیا مگر نہ کھلا جب تو بہت گھبرایا محمود سے فرمایا کہ دروازہ کھولنے کی جلد کوئی تدبیر کرو اب تاخیر نکرو محمود نے کہا حضور مینے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ ایسی سیر پر لعنت ہزار بار پڑھیے اس باغ کے گل و بوٹے کو بدتر از خار سمجھیے آگے نہ بڑھیے مگر آپ نے نہ مانا جو مین سمجھا تھا وہی سامنے آیا اب اس وقت مین کیا کرون کہا جاؤن کس سے التجا کرون مگر ہان کسیکو تلاش کرنا چاہیے یونہین سب بے آب و دانہ اور بے گور و کفن نہ مرنا چاہیے الغرض آرام دل اور محمود ہر چہار طرف سراسیمہ و حیران اوس باغ کے باغبان کی جستجو کرنے لگے راہ ظلمات مین خضر کی تلاش چار سو کرنے لگے آخر اسی دواد وش مین قریب وقت شام آیا مگر کہین انسان کا نشان بھی نہ پایا جب شہزادے نے دیکھا کہ اب کہین گریز کی راہ نہین سجھتے تو کیا کیجیے کوئی مقام پناہ نہین سمجھا کہ پیمانۂ عمر شراب حیات سے معمور ہوا یہین تک زندگی تھی

رنج والم صدمہ دور کہ ہر وقت ہمدرد تھا شکر خدا کہ دل سے دور ہوا مگر افسوس کہ دھیان یکی دل تنگ
حسرت ہے آئینہ دل مین ہی کدورت ہے **حضرت اوستاد غالب ظلہ العالی** ارشاد
ہوں دل کو رووں کہ پیٹوں جگر کو مین ۔ مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو مین ۔ چھوڑ کر کوچہ
راہ کوے یار ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤن کدھر کو مین ۔ آخر ناچار وہ دل فگار او سمجھ غمگسار
ایک درخت کے نیچے مایوس غم والم سے مانوس ہو کر بیٹھے **آرام دل** جب بہت بیقرار ہوا تو یہ
فرمایا اور بیش اشکبار ہوا **مصنف** فرقت مین یان لبون پہ مری جان زار ہے ۔ آ اے اجل کہ تیرا
فقط انتظار ہے ۔ القصہ دونون اوسی درخت کے نیچے بیٹھے رو رہے تھے رہائی کی فکر مین غلطان
پیچان ہو رہے تھے کہ ایک طوفان عظیم نمودار ہوا سیاہ آندھی اوٹھی گردش مین گردون دوار ہوا دفعتاً
وہ باغ اور مکان ہلا اور ہوا کے زور مین سوے آسمان چلا یہ سانحہ دیکھکر محمود گھبرایا **آرام دل** نے
آنکھین بند کرین غشی کا عالم ہوا کلیجہ پھٹ گیا تھوڑی دیر مین وہ باغ پھر زمین ہوا اور کوہ قاف
مین جا گزین ہوا شہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا وہی مکان اور باغ ہے مگر صدہا دیو اور پریزاد
اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہین کوئی روشنی کی طیاری کر رہا ہے جھاڑ فانوس مین لال
سبز بتیان لگاتا ہے کوئی فرش درست کرتا ہے کوئی دیوارگیرون پر کنول چڑھاتا ہے دیو غل
مچاتے مین کودتے اوچھلتے ہین اور میوے کھاتے ہین **آرام دل** کو جو ہوش آئے
نظر بچا کر محمود کو تو روش کے ایک تختہ مین گرا دیا اور خود بچا لاکی ایک درخت پر چڑھ گیا دیکھا کہ پہلے
چند پریزاد شیشہ ہاے گلاب لیکر آئے اور تخت سنگ مرمر جو بارہ دری کے صحن مین بچھا ہوا تھا
اوسپر وہ گلاب چھڑکا پھر فراشون نے آکر اوسپر فرش بچھایا جا بجا پھولون کے ڈھیر لگا دیے ایک
سمت صدر مین مسند تکیہ لگایا خواصون نے کشتیان شراب ناب کی رکھین قریب اوسکے قاب
گزک اور کباب کی رکھین شاہدان دل نواز اور مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے اپنے اپنے
ساز درست کرنے لگے تمام دیو اور پریزاد اپنے اپنے موقع اور مراتب سے جا بجا دست بستہ
کھڑے ہوے منتظر آمد سواری چھوٹے بڑے ہوے کہ دفعتاً ایک تخت تخت رواں ہمراہ اوسکے
ہزارہا پریان آسمان پر سے صحن باغ مین نازل ہوا او ترتے ہی سب پریون نے گھیر لیا چارون
طرف سے صداے بسم اللہ بلند ہوئی طبیعت ہر ایک کی خرسند ہوئی اب تخت پر سے ایک
پری نہایت کمسن از سرتا پا جواہر مین جڑی بڑے ناز سے اوتری **مثنوی**

ناز و انداز تازہ کرتی ہوئی ۔ چلی ہر گام گل کترتی ہوئی
جو نہین اوس نے اوٹھائی تھی نقاب ۔ کھل گیا قصر حسن کا اک باب

لالہ نے داغ شکست کھایا
اسطرح ہنسا جب نظر آیا
چاند بھی دیکھ اوسکو ماند ہوا
سبکو دھوکا ہوا کہ چاند ہوا

القصہ اوس بلقیس ثانی نے تخت پر جلوس فرمایا بزم عشرت کو غیرت کاشانہ عروس فرمایا زمرۂ پری کا طائفہ کھڑا ہوا ناچ گانے کا سماں بندھا اوس وقت اوس شہنشاہ حسن و خوبی نے اپنی خواصون سے ارشاد کیا کہ ہمارا مہمان کہاں ہے جلد جاؤ اور ہاتھون ہاتھ لاؤ دیکھو تو اس پرستان کا سیاح کہان کہان ہے یہ سنتے ہی پریون کو اوس یوسف ثانی کی تلاش ہوئی بڑی جستجوے جان خراش ہوئی آخر جہان شہزادہ بیٹھا ہوا تھا اوس درخت کے نیچے پہونچین شہزادے کو دیکھتے ہی بفراست دریافت کر لین کہ بیشک یہی شخص ہماری شہزادی کا مہمان ہے ورنہ اور آدم زاد کا اس مقام مین گذر ہونا کیا محال ہے کیا جان ہے یہ سمجھا جلد تر آرام دل کو اوس درخت سے اوتارا زیر قدم آنکھون کا فرش بچھایا مشعل گل بازی ہاتھون ہاتھ اوس گلبدن کو بتعظیم تمام انجمن مین لا بٹھایا

مثنوی

نظر آیا جب وہ مہ پارہ پری اوٹھی پیشوائی کو وہ رشک مہ کہا آؤ صاحب بس اب کیا ہے دیر کردا بیٹھے دیدار سے مشتاق ہیں ہم ہی آج تک مین بہت خستہ حال پریشان و حیران و سرگشتہ حال مگر خوش ہوا اب دل بے قرار کرون شکر احسان پروردگار توقف اگر دور ہوتا کہین تو مین آپ لا نہ آتی وہین یہ کہا اور جلدی پکڑ اوسکا ہاتھ برابر بٹھایا اوسے اپنے ساتھ

یہ سنکے آرام دل بھونچکا ہوا چارون طرف دیکھنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ یہ تو عجب ماجرا ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا قدرت خدا ہے کہ ابھی تو ایک بند سے رہائی ہوئی کہ پھر قید فرنگ کا سامنا ہے الہی دیکھیے مین اس قید سے رہائی کبھی پاؤنگا یا یون ہی پریشان و سرگردان ہوکر اس کشمکش مین مرجاؤنگا پری نے شہزادے کو دیکھکر حال استفسار کیا پریشانی کا سبب دریافت کرنے مین بہت اصرار کیا آرام دل نے کہا صاحب مجھکو سخت حیرت ہے کہ آپ کو یہ تو معلوم ہوا کہ ایک شخص اس باغ مین ہمارا مہمان ہے مگر یہ نہ سمجھا کہ کس جگہ کا رہنے والا ہے کون ہے کیون خستہ جان ہے پری نے کہا کہ یہ تو ہم جانتے ہین کہ آپ شہزادہ والا تبار مین شاہ چین آپکے والد بزرگوار ہین سرزمین چین آپکا مقام ہے شہزادہ آرام دل آپکا نام ہے مگر یہ سمجھ مین نہین آتا کہ آپکا حال پریشان کیون ہے چہرۂ گلگون سے عشق کے آثار نمایان ہین ہر دم چشم گریان کیون ہے بہر خدا اس ماجراے حیرت افزا سے جلد خبردار کیجیے حال اپنا کچھ اظہار کیجیے مین بھی تو سنون اگر کوئی مرض ہو تو اوسکی دوا کرون آرام دل نے جواب دیا جراءت دل کی خبر نہ پوچھو کچھ آجکل عزیزو نہ لیا جاے دل کہان ہے دو چار دن سے اپنا نہ صاحب ماجراے

دل قابل بیان نہین ہے **فقرہ** دویم مین حالم مپرس ؛ یہی ایک جملہ ہے زیادہ بیان کی تاب
و توان نہین ہے اور رونے کا حال کیا پوچھتی ہو **سودا** بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہوگیا
دی بھی جدائی نے آنکھ سونا سو رہو گیا ؛ سب باغ و بہار اپنی آنکھون مین بدتر از خار نظر آتا ہے
حال دل بیان کرنے مین خون ہو کے منہ کو جگر آتا ہے **فرد** گل و گلزار خوش نہین آتا ؛ باغ
بے یار خوش نہین آتا ؛ اے جنون جیب مین ترے ہاتھون ؛ ایک بھی تار خوش نہین آتا ؛
یہ کہکر خاموش ہوگیا یادِ چشم میگون جانان مین بصد سرمست اور بیہوش ہوگیا پری نے شہزادے
کے نخوت کلام سے دریافت کیا کہ بیشک کسیکا عاشق زار ہے کسی کے تیر نگاہ کا فگار ہے
جی کو سنبھال کر کہنے لگی کہ اے شہزادے مین پردہ قاف کے بادشاہ کی بیٹی ہون ملکہ سیمتن میرا نام
ہے حسن و خوبی مین لاثانی ہون راجہ اندر بھی تابع فرمان بلکہ ایک ادنے غلام ہے ایام طفولیت
مین اپنی بڑی بہن کے ہمراہ تخت طاؤس پر سوار ہوکر واسطے سیر ملک چین کے گئی تھی ایوان شاہی
مین تجھ گل اندام کو خاص محل کے بام پر دیکھا کہ زمرد کے چھپر کھٹ پر عجب انداز سے خواب ناز مین پڑا
سوتا ہے اب مین کیا کہون جو اوس دم میرا حال ہوا عشق نے دل مین گھر کیا جی نڈھال ہوا
بڑی بہن کے سبب سے کچھ بس نہ چلا خاموش ہو رہی مگر دل پر جو صدمہ زیادہ ہوا تو مین بیہوش
ہوگئی **مصنف** مجھسے جو تو ماہ مقابل ہوا ؛ مثل کتان ٹکڑے مرا دل ہوا ؛ سیر جو کی لالۂ رخسار
کی ؛ داغ جدائی مجھے حاصل ہوا ؛ میری بہن مجھے بیہوش دیکھکر گھبرائی ڈری کہ شاید کسی نے جادو کیا
ہوا سلیے جلدی سے انگشتری سلیمانی میرے ہاتھ مین پہنائی جب مجھے گونہ افاقہ ہوا بیخودی کا سبب
پوچھنے لگی مینے بہانہ کرکے کہا کہ اس وقت ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے مجھے نیند آتی تھی مین سو گئی خیر اوس
وقت کی بات تو رفت گذشت ہوگئی جب مکان پر آئی دن بھر جی بے چین رہا طبیعت بہت گھبرائی
وہان سے اوٹھکر باغ مین ٹہلنے لگی گل و گلزار کی بہار سے کچھ طبیعت بہلنے لگی آخر خدا خدا کرکے شام
ہوئی دعا میری قبول بدرگاہ ملک العلام ہوئی اوس وقت مین تنہا بذات خاص صرف ہمراہ
ایک خواص تخت پر سوار ہوکر پھر اوسی طرف روانہ ہوئی وہان پہونچکر اوسی محل کے بام پر اوتری
چارون طرف تیری تلاش کی کہین نپایا بہت جستجو کی لیکن تو نظر نہ آیا ناچار مایوس ہوکر بادل
داغدار یہ شعر آستانۂ مبارک پر قلم مژگان اور شنجرف لخت دل سے لکھکر روانہ سوے خانہ ہوئی
مصحفی اگرت حبیب باشد بدرت رسیدہ باشد ؛ چو ترا ندیدہ باشد چہ قدر طپیدہ باشد ؛ الغرض
تجھکو نہ دیکھا تو دل کو صدمہ کمال ہوا باغ ارم مین پہونچی پھر تو یہ حال ہوا کہ ہر روز بیتابی دل ستاتی

ہر ساعت موت اپنے مرنے چکھانے لگی ایک روز تنہائی مین بیٹھی رو رہی تھی تیرے فراق مین بیحد بیقرار ہو رہی تھی ایک خواص نے عرض کی کہ حضور کسی منجم کا زائچہ ملاحظہ کرین بیٹے گردش سبع سیارہ سے دریافت کیا ہے کہ جس شخص کی آپ عاشق زار ہین جسکے واسطے حضور بیقرار ہین انشاءاللہ تعالیٰ چار برس مین اوس سے اور آپ سے ملاقات ہوگی جس امر کی حضور کے دل مین تمنا ہے وہ بات ہوگی لیکن حضور فلانے مقام پر ایک باغ اور مکان کی تعمیر کا حکم دین اور بعد طیاری کے اوسکو عجائبات اور طلسمات سے مرتب کرین وہ شخص چار برس کے عرصے مین سرگشتہ بادیہ غربت اور آوارۂ صحراے کربت ہوکر اس باغ مین آوے گا خوب سیر کرکے جب ارادہ جانیکا کرے گا ہرگز جانے نپاوے گا غرض اے شہزادے یہ کلام جب سنا اوسی وقت باغ اور مکان کی تعمیر کے لیے مین نے حکم دیا جب باغ اور مکان میرے حسب دلخواہ طیار ہوا دل بیقرار کو کچھ قرار ہوا اوس روز سے بیٹھے تنہائی اختیار کی امید وصال مین ایک ایک دن گننے لگی رات دن صدمۂ فراق سے جان کھویا کرتی اور عالم تنہائی مین یہ اشعار پڑھکر رویا کرتی **نسیم لکھنوی**

عالم کا تیرے جہان بیان ہے ÷ بیتابی دل جہان جہان ہے ÷ زنجیر جنون کڑی ہے نہ پڑیو ÷ دیوانے کا پانون درمیان ہے ÷ ذرے کا بھی چمکے گا ستارہ ÷ قائم جو زمین و آسمان ہے جو داغ کہ مہر ہے فلک پر ÷ دل مین مرے اب تلک نہان ہے ÷ اے شہزادے آخر خداوند کریم نے تجھے بے وفا کی صورت دکھائی خدا خدا کرکے آج جی کی مراد پائی اب مین دیکھتی ہون کہ تو بھی کسی گلبدن کا بلبل زار ہے معلوم ہوتا ہے کہ خدنگ عشق سے سینہ فگار ہے **حضرت اوستاد غالب** ہوئی جنسے توقع خستگی کی داد پانے کی ÷ وہ ہمسے بھی زیادہ کشتۂ تیغ ستم نکلے اب پھر خدا چند روز یہان کرم فرمائیے پرستان کی سیر کیجیے یہانکی چیزین کھائیے بالتفصیل حال بیان کیجیے اور جب تک ہم نکہین تب تک یہان سے نجائیے پریون کے ساتھ مزے اوڑائیے

وصل سے کامیاب ہونا سیمتن جان جہان کا اور رخصت طلب کرنا آرام دل عازم کوی جانان کا

یا ساقیا جام آتش لباس ÷ کہ دل کو ہے میرے ہوس بے قیاس ÷ عروج طبیعت دکھاؤن تجھے ÷ نیا ایک قصہ سناؤن تجھے ÷ سحر سازان جادو نگار و راقمان فسونکار لوح قرطاس پہ نقوش بیان داستان یون مرتسم فرماتے ہین کہ جب آرام دل نے یہ قصہ سنا نہایت حیران ہوا

تجھ پر نہ … لگا … ہوش ربا تو بلا کی طرح میرے پیچھے پڑی ہے اب مین کس طرح اسکے دام سے رہائی
پاؤنگا ملک فارس تک کیونکر جاؤنگا سوا اسکے یہ پری مین انسان دیو اسکے تابع فرمان ہین سوا
پیچ و تاب کھانے کے چارہ نہین ہے مرضی اسکے بیان سے رہائی غیر ممکن ہے کوئی سوا انہین سمجھکر
تمام و کمال احوال ماضی تھا اپنا آرام دل نے اوس بدر کامل سے ظاہر کیا اور سوختہ
آتش محبت کو ملکہ حسن افروز کے عشق سے ماہر پایا سیمتن پری جب سب حال سن چکی تو مخاطب
ہوکر بولی کیوں حضور ذرا انصاف کیجیے تقصیر میری معاف کیجیے کہ ہم تو آپ پر اپنی جان فدا کرین
اور آپ … ہمکو … وہ مہ جبین صاحب … ہے کامل تمھارے فراق مین …
اور … رات دن … تمھارا یہ نتیجہ کہ ایسا کلمہ زبان پر لائے افسوس اگر ہم جانتے
کہ آپ ایسے بے وفا … تو کیوں آپ پر جان نثار کرتے در بدر خاک چھانتے پھرتے
جرأت جستجو مین دل کے ہاتھ سے بہی کھونا پڑا جو ہنسی کی بات تھی سو اوسکا اب رونا پڑا
پیچ و تاب … رابطہ … پیدا کیا سچ ہر دم ہے یہی … کیا کیا آرام دل
نے کہا صاحب کیا دشمنوں پر مصیبت پڑی ہے جو ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتی ہو ہر گھڑی نا
کرو سیمتن نے کہا الا اور سے ہم تیرے واسطے مجنون بھی ہوے ہوے گردش گردون بھی
ہوے ظلم کے گرچہ سزاوار تھے پر تیرے عہد مین ہم یون بھی ہوے تو ملے غیر سے اور یان
میرے صفت مین دیدہ و دل خون بھی ہوے اے شہزادے تو جانتا ہے کہ مین اس
پرستان کے بادشاہ کی دختر ہون مجھے سب طرح کی قدرت ہے اگر مین اپنی … پیروی کرون
تو تجھے ہرگز جانے نہ دون لیکن کیا کرون کہ تو میرا محبوب ہے مراد تیری میرے دل کو مرغوب ہے
اور دنیا مین سبھون نے اپنے معشوقون کی نازبرداری کی ہے دین و دنیا دونون سے گذر گئے ہین ظلم
سہتے سہتے مر گئے ہین اس لیے تیرا جور و ستم اپنے نزدیک کرم سمجھتی ہون تیری رضا اپنی جان شیرین پر
مقدم سمجھتی ہون بہرکیف آج کی شب یہین آرام کر میرے زخم دل کا مرہم وصال سے التیام کر صبح جو
کہیگا بجا لاؤنگی یا تجھکو وہان پہونچا دونگی یا حسن افروز کہ جسکا تو دیوانہ ہے یہان لے آؤنگی اس گفتگو
سے آرام دل کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا خوف سے ڈرا اور سوچا کہ مبادا یہ پری طیش مین آکر
مجھے گرفتار بلا کرے ایسا نہو کہ جادو کرے پھر یہ خیال کیا کہ آخر یہ بھی تو شہزادی ہے بھولی بھولی
شکل وضع سادی سادی ہے علاوہ اسکے تم پر مرتی ہے تمھارے اوپر اپنی جان فدا کرتی ہے
آؤ آج یہین گذر کرو ہونی ہو سو ہو آج کی شب اسی جا سحر کرو یہ تصور کر سیمتن پری سے کہا کہ صاحب

میں تمھارا تابعدار ہوں جو ارشاد ہو بجا لاؤں مگر اتنا امیدوار ہوں کہ صبح کو مجھے نہ روکیے گا جاتے
وقت نہ ٹوکیے گا یہ کہا اور بقول حسن پکڑ ہاتھ سے کھینچا لٹ پہ محبت کے رشتے میں الجھا
لٹ پہ ملکہ سمجھی کہ پہلے ہی شہزادے کی ہر ایک ادا پہ فدا تھی اس پیا کی اور بھی مر گئی تمنا سے
وصال اور بھی زیادہ ہوئی جا بہ شرم و حیا کی سر سے اتر گئی مست ہو کر بانہیں لینے لگی سینہ بہ سینہ
لب بلب ہو گئے بے شمار بوسے دینے لگی

حالت شوق و ذوق میں آرام دل کا ہاتھ بڑھانا پری کی طرف



خواجہ حیدر علی آتش مرحوم ؎ بے گنتی بوسے لینگے رخ دلپسند کے ؛ عاشق ترے پڑھے نہیں
علم حساب کو ؛ یہ کیفیت دیکھکر سب پریاں وہاں سے ہٹ گئیں کچھ درختوں میں جا کے چھپیں
کچھ کمرے کے دروازے میں چھپ گئیں فقط ایک خواص باقی رہی جو اس حال سے خبردار تھی
محرم اسرار تھی وہی ساقی رہی یہاں تو یہ صحبت تھی اور وہاں یہ کیفیت تھی کہ جب سے محمود گرا تھا
اوسے کچھ خبر نہ تھی بیہوش پڑا تھا چند پریاں جو اوس طرف جا نکلیں دیکھتی کیا ہیں کہ ایک شخص بوڑھا
ستر اسی برس کا سن و سال سر اور ریش کے سفید بال سبز عمامہ سر پر جامہ عنابی در بر خضر صورت
پیشانی پر نماز کا گھٹا ظاہر مردے کی شکل مگر اچھا ہٹا کٹا ایک درخت کے نیچے بے ہوش پڑا ہے پریاں
دیکھکر متعجب ہوئیں باہم کہنے لگیں کہ ادے اس باغ میں سوائے شہزادے کے اور کون ایسا ہے
جسکا گذر ہو یہ انسان بھی کیسا پیر نابالغ ہے کہ اسکو کچھ اپنی جان کا نہ خطر ہوا آخر ایک جو اون سب میں

کرتے دل کی تھی آگے بڑھی اور محمود کا ہاتھ پکڑ کر اوٹھانے لگی اوسکا جو ہوش آیا آپکو ملک الموت کے
پنجے مین پایا سمجھا کہ قضا آن پہونچی شہزادے کو خدا جانے کیا کیا اب ہماری بھی جان نہین بچتی یہ سمجھکر
عاجزی سے کہنے لگا کہ مین اوس شہزادے کا نوکر ہون جو اس باغ مین آیا ہے غرض سب پریان
محمود کو بیچ مین گھیرے ہوے جہان آرام دل اور ملکہ سیمتن بیٹھے ہوے اختلاط کر رہے تھے لیکر
آئین سیمتن محمود کو دور سے دیکھتے ہی شہزادے کے تئین چھپ گئی اور پوچھنے لگی کہ یہ کون ہے
آرام دل نے کہا صاحب یہ ہمارا یار غمخوار جان نثار ہے اس مصیبت مین اسنے ساتھ دیا ہے
یار وفادار ہے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ محمود آیا پہلے تو ملکہ سیمتن کے حضور مین آداب بجالایا پھر آرام دل
کو تسلیمات کر کے قدمبوس ہوا اور ایک طرف لب فرش مودب بیٹھکر پریون نے حال محمود کی بیہوشی
اور اوسکی خود فراموشی کا حضور مین ملکہ سیمتن کے عرض کیا پری اوسکی باتون کو سنکر زیر لب مسکرائی اور
دیر تک اوس سے ہنستی رہی جب رات بہت گذری محفل رقص و سرود برخاست اور بزم عیش و نشاط
آراستہ ہوئی ملکہ سیمتن نے خواصون کو اشارہ کیا اور فرمایا سحر ساقی نرگس کے دور یہ موسم ہے غنیمت *
پھر کہین جوانی کے مزے یاد کرینگے * بمجرد ایماے ملکہ اوس پری نے ایک جام بادۂ گلفام سے
لبریز کر کے شہزادے کو دیا آرام دل نے وہ ساغر سیمتن کو پلایا اور دوسرا جام اوسکے ہاتھ سے
آپ پیا محمود تو ایک ہی پیالے مین بیہوش ہو گیا پھر تو یہ کیفیت ہوئی کہ سیمتن نشۂ شراب سے بیخود ہو کر
آرام دل کی گود مین لیٹ گئی شہزادے نے جی مین کہا کہ واقعی یہ پری تمھاری عاشق ہے اور سچ
تو یہ ہے کہ صحبت کے بھی لائق ہے عالم شباب ہے اوٹھتی جوانی ہے چلو مزے کر لو یہی لطف زندگانی
ہے الغرض آرام دل نے پری کو گود مین اوٹھا لیا اور بارہ دری کے اندر جا کر چھپر کھٹ مین
لٹا دیا جگانے کے لیے گدگدیان کین آوازین دین چٹکیان لین آخر جب خوب ملا دلا گدگدایا تو ذرا
ملکہ کو ہوش آیا آنکھ جو کھلی وصال یار سے بغل گرم پائی یاوری بخت اور فرط محبت سے باغ باغ
ہو گئی پھولون نسمائی پھر اوسی حالت مستی و سرور مین آرام دل سے کہنے لگی کیون جی ہین اگر صبح
کو تمھین نہ جانے دون تو تم کیا کرو ع ذرا اسکا مجھے جواب تو دو * آرام دل نے کہا صاحب اگر
یہی ارادہ ہے تو ہمین کیا چارہ ہے کسکا اجارہ ہے ع ہرچہ آید بر سر فرزند آدم بگذرد * قہر درویش
برجان درویش اور اسکا مین کیا جواب دون مگر اتنا سمجھ لو کہ اگر عہد شکنی پر کمر باندھو گی تو ہمین زندہ
نپاؤ گی یاد رہے کہ بہت پچھتاؤ گی یہ کہتے ہی خیال جانان مین آنکھون سے آنسو گر پڑے سیمتن پری
نے بانہین لیکر کہا کہ مین تو ہنستی تھی تمھین محک امتحان پر کستی تھی کہ دیکھون تم کتنے ہو دل کے کھرے

یا ہودے ہو شعر ذراسی بات مین رنجیدہ ہوگئے صاحب ❊ شب ست و ناجی دیکھو تو شی
آئی ❊ یہ کہکر ہم آغوش ہوئی نشۂ بادۂ الفت سے بیہوش ہوئی جب ہوش آیا اپنا آغوش دلدار
مین پایا یاوری طالع و مساعدت بخت پر سخت تعجب ہوا غایت مسرت سے اوس وقت یہ شعر
نصیب و کام و لب ہوا **غالب** ❊ وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے ❊ کبھی ہم اونکو
کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین غرض اسیطرح سے غمزہ و ناز و سوز و گداز راز و نیاز کی باہم باتین ہوتین
حسن و عشق کے جلوہ ہاے نیرنگ سے عجب لطف کی باتین رہین دونون اسی لطف مین رہے
کہ سپیدۂ صبح نمودار ہوا یاسمین کا دل بیقرار ہوا **آرام دل** نے محمود کو جگایا محمود نے کہا دیکھئے آپکا
تو پری سے وصال ہے فارس جانا محال ہے سبحان اللہ حضور بھی کیا چیز ہین یا تو یا بین شور و شغف
یا یان سب نکلی خیر شکر خدا کہ اب آپ کی طبیعت کچھ کچھ بہل گئی اک شغل پیدا ہو گیا اور آپ بل
گئی **آرام دل** نے کہا محمود مصلحت وقت یہی تھی جو مین نے کیا بات اسے عزیز اوس نے
رخصت کے لیے قسم کھائی ہے مجھسے قول دیا ہے اگر ہم ایسا کرتے تو تم یہان قید مین جان
سے گذر جاتے کبھی رہائی نہوتی تڑپ تڑپ کر مرجاتے یہ کہکر شہزادہ یاسمین کے پاس آیا اور کہا
اب رخصت پری نے جواب دیا صاحب رخصت چہ معنی دارد تمنے سنا نہین **نسیم لکھنوی**
آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجیے ❊ میرا اس مصرعہ پر عمل ہے تمہارے نزدیک مین تو قائل یہ شہزادے نے
کہا **نسیم لکھنوی** جاتا ہو تو اوسکا غم نکیجے ❊ یہ مصرعہ عمل کے لائق ہے اوس سے اتفاق ہے
یاسمین بولی کہ خوش میرے آپ کے جو عہد پیمان ہوا ہے اوسکو وفا کرتی ہون اگر توقف کروگے تو
ملکہ **حسن افروز** کو یہان لاکر تمہارا کلیجہ ٹھنڈا کرتی ہون **آرام دل** نے کہا بس خدا کے واسطے
آپ اتنی تکلیف نہ کیجیے مجھکو بیک بینی و دو گوش یہان سے رہائی دیجیے صاحب ذرا خیال کرو کہ مین نے
جو اپنا گھر بار چھوڑ کر سلطنت کو خاک مین ملایا تو کیا اسواسطے کہ آپ کے پاس بیٹھ رہون اور مزے
کرون جسکے واسطے سرگردان ہوا ایک عالم کی خاک چھانی خستہ و پریشان ہوا اوسکو آپ
حکومت سے بلوالون یہ تو عاشقی نہوئی زندگی بازی ہوئی محبت نہوئی جعلسازی ہوئی یاسمین
نے کہا ناحق اتنی مشقت اوٹھاتے ہو منزلون بیکار جاتے ہو اگر کہو تو ابھی یہین بیٹھے بٹھائے
معشوق کو بلوالون **آرام دل** نے کہا ذرا اتنا تو سمجھو کیا ہم اتنے نہ تھے کہ شاہ فارس
سے بذریعۂ نامہ و پیام درخواست اپنی شادی کی کرتے مگر اپنا جی ہے اسپر حکومت نہین
چلتی یہ عاشقی ہے یہان کسیکی دال نہین گلتی اب مین تمہارے روکے کب رکتا ہون ہزار کہو

ہین کب مناسب ہون مجھے اپنے معشوق کو یہان بلوانا منظور نہین معاف کیجیے آپ کو اس قدر تکلیف کرنا
کچھ ضرور نہین ہے سمن بری نے دیکھا کہ شہزادہ بگڑ بیٹھا اب کسی طرح نہ مانیگا اصرار کرونگی تو خوب
چھپنے کی زیادہ کچھ بولونگی تو دشمنون کی جان پر بنیگی مصنف مثنوی بحر بس اسلیے عشق کا آزار
تپ فرقت نے کر دیا ہے نزار ؛ اب نہ کچھ تم زبان سے کہنا کہ جو ہون تجھ سے کہہ وہ سب سنا ؛ عقل
زائل ہے ہوگیا ہے خبط ؛ آج کل ہے اسے جنون سے ربط ؛ جب وہ آ نہین تو حیا کرے یہ
نہ کہین آپ کو ہلاک کرے ؛ خدا تو ہو ہی رہی تھی عاشق تھی علاوہ اسکے اپنے قول مین بھی صادق تھی
کہنے لگی اچھا ہم آپ کو اس شرط سے جانے دیتے ہین ایک بات کی قسم کھاؤ تو یہان سے قدم اوٹھانے
دیتے ہین کہ جب آپ اپنے ملک کی طرف مع الخیر والعافیت مراجعت فرمائین تو ہم سے پھر اسی باغ
مین ملاقات کرین اور ہمین بھی اپنے سلک زوجیت مین لائین آرام دل نے کہا ہان یہ بات مجھے
بدل وجان قبول ہے اس امر مین آپ کا اتنا مبالغہ محض فضول ہے مین قسم کھاتا ہون کہ جب
میرا مقصد حاصل ہوگا تو انشاء اللہ تعالے تم بھی فائز المرام ہوگی اگر میرے جی کی آرزو بر آئیگی
تو خدا نے چاہا یہ بات بھی بخوبی انجام ہوگی سمن نے کہا دیکھو تم قسم کھاتے ہو خدا کو شاہد درمیان
لاتے ہو ذرا اپنے قول پر ثابت قدم رہنا ورنہ وعدہ خلافی کی سزا خوب پاؤگے میرے ہاتھ سے
بچکر نجاؤگے اچھا سید محمد خان رند بس اب آپ تشریف لیجائیے ؛ گذری ہی جو کچھ
گذر جائیگی ؛ طبیعت کو ہوگا تعلق چند روز ؛ ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی ؛ مگر محمود کو میرے پاس
چھوڑ جائیے کہ یہی شخص بلکہ حسن افروز پر عاشق ہونے کا باعث ہے اور اس وقت بھی آپکو
ترغیب دیکر لیے چلا ہے اسکی یہی سزا ہے کہ یہان باغ کے ایک گوشے مین بیٹھا ہوا کرے اپنی
جورو کے فراق مین جلا کرے تا اسکو بھی معلوم ہو کہ فراق محبوب اسے کہتے ہین اور عاشق اپنے
معشوقون کے اس طرح دکھ سہتے ہین یون بے قرار رہتے ہین قطعہ معلوم تو ہو تجھ کے صدمون
کی حقیقت ؛ گذری ہے بہت عیش سے اب یاد کرینگے ؛ تم جاؤ بس اب تجھ سے نہ اسمین کرو اصرار
چھوڑا اسے ہمنے انکو نہ آزاد کرینگے ؛ محمود یہ غضبناک گفتگو پری کی سنکر لرز گیا جی کڑا کرکے کہنے لگا
کہ حضور اگر فدوی کو پہلے سے آپکے تعشق کا حال اپنے شہزادے کے ساتھ معلوم ہوتا تو اپنے
آقا کو آپ ہی کی ملاقات کی ترغیب دیتا اس خدمت کے صلہ مین حضور سے خوب انعام لیتا مگر
افسوس مین بڑا بدنصیب ہون کہ اس مضمون سے نہ خبردار ہوا آج اپنے آقا کا ساتھ کرکے
حضور کے نزدیک دشمن ٹھہرا التعذیر کا سزاوار ہوا سمن نے کہا کہ جو کچھ ہو سو ہو مگر تجھے اب نجانے دونگی

تو جتنا چاہی چاہے عمل میں لائیں مینے ایک سنو کی مجھسے کہا حضور یہ نصیب اور خوشا طالع تیرے
کہ آپ مجھکو اس التجا اور تمنا سے اپنے پاس رکھیں اور نہ یہ تقدیر میری کہ حضور مجھے اس باغ مین
رہنے کی اجازت نہیں اس محبت پر بھی اگر مین درخواست جانے کی کرون تو بڑا بدنصیب ہوں
گستاخی معاف بقول شخصے الٰہی صاحب کہ ہم تیرے آستان سے گئے ٭ ہمنے جانا کہ دو جہان
سے گئے ٭ ملکہ سیمتن محمود کی ان حرکتوں اور مسخری کی باتون سے دل مین مارے ہنسی کے لوٹی
جاتی تھی مگر ہنسی کو ضبط کرکے کہنے لگی کہ لو صاحبو اور سنو چپ نچلے کی خوب دیکھو ان شیرین باتوں
کو چہ عشق مین آپ کا بھی فرہاد نام ہوا ہنس مین دانت نہ پیٹ مین آنت حضرت بھی ہمارے محبت
کا دم بھرتے ہین شوق تا کہ مشہور ہوں ہزارون مین ٭ ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین ٭
ارے لوگو ع سینے کی کو بھی لو کام ہوا ٭ ہان کوئی ہے کہ اس نامعقول کو اس بے ادبی کی
سزا دے یہ سنتے ہی دس بیس دیو محمود کی طرف جھپٹے پری نے اشارے سے منع کیا اور نظر کرم
سے دیکھکر دفع کیا آرام دل نے کہا صاحب ہم سنا کرتے تھے کہ لیلی کا کتا بھی پیارا ہوتا ہے
عاشق کو اوسی کے دیکھ لینے کا سہارا ہوتا ہے مگر یہان تو ہم نئی رسم دیکھتے ہین کہ اس غربت مین ایک
ہمارا آدمی ہے اوسکے سب دشمن ہین یہان تک کہ جب آپ کا اشارہ پاتے ہین تو دیو بھی لپک
لپک کر آتے ہین سیمتن نے کہا صاحب سنا یہ تمھاری خاطر ہے کہ مینے اسکو چھوڑ دیا ورنہ یہ اس بیحیائی
اور گستاخی کا خوب مزا چکھتا پھر کبھی ایسا نہ بکتا یہ کہکر انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی آرام دل
کی اونگلی مین پہنا دی اور کہنے لگی کہ اب تمپر کسی طرح کا جادو اثر نکرے گا پھر سفید دیو کہ سردار
سب دیو کا تھا روبرو دست بستہ کھڑا تھا اوسکے سر مین سے پانچ چار بال توڑ کر شہزادے کو
دیے اور کہا کہ جس وقت تمکو کوئی کار مشکل یا کوئی امر ایسا درپیش ہو کہ جسکے انجام کے لیے پیچ
ہو اوس وقت تم ایک بال کو اس مین سے دونون سرے پکڑ کے کھینچنا یہ دیو تمھارے پاس حاضر
ہوگا جو حکم دوگے بجا لائیگا اگر کچھ عذر کرے گا تو بہت سزا پائیگا القصہ آرام دل کو یہ سب مراتب
سمجھا کر پری نے دیو سے فرمایا کہ جہان سے اس باغ کو لایا ہے پھر وہان پہونچا دے اور یہ غزل
پڑھی **مصنف** اے مرے دلربا خدا حافظ ٭ چھوڑ کر مجھکو جا خدا حافظ ٭ تیرا ضامن ہے ضامن
ثامن ٭ سایۂ مصطفے خدا حافظ ٭ پیٹھ جیسے دکھاتا ہے مجھکو ٭ یون ہی منہ بھی دکھا خدا حافظ ٭
مجھکو بیتاب چھوڑے جاتا ہے ٭ اے مرے مہ لقا خدا حافظ ٭ تیری فرقت مین دیکھیے کیا ہو
آگے کیا کیا بلا خدا حافظ ٭ تو نے مجھسے تو بے وفائی کی ٭ خیر اے بیوفا خدا حافظ ٭ جس جگہ جائے تو

معین اللہ ۔ گھر مین رہین سدا خدا حافظ ۔ اے سخن اب گلے لگا کے مجھے ۔ تو بھی کہدے خدا خدا حافظ
شہزادی نے بھی کہا خدا حافظ اور دیوؤن نے آسمان کی طرف اٹھا بلند کرکے ایک آواز دی کہ سارا
مکان اکبارگی تاریکی اور طوفان ہوا کا زور شور وہی سب سامان نظر آیا مگر جہان پری آرام دل
اور محمود تھے وہان یہ سب آثار نہ موجود تھے تھوڑی دیر مین وہ باغ اور مکان جہان پہلے سے تھا قائم
کیا گیا اور شور وغل موقوف ہوا سیمتن پری نے شہزادے سے کہا کہ حضور اب بسم اللہ کیجیے دیر
نہ لگائیے جس طرف سے آپ آئے تھے وہی راہ موجود ہے پھر بلانیوالا وہ معبود ہے حفظ جیسے جاتا ہے
تجھے یار خدا پھر لائے ۔ تجھکو اوسی بات لقا پھر لائے ۔ پھر پری نے شہزادے کو گلے لگا کر رخصت کیا اور
محمود سے کہا کہ اچھا بچا تم بھی جاؤ مگر خبردار میرے شہزادے کا ساتھ نہ چھوڑنا اور خوب خبر رکھیو گے ذرا اسکو
خوب سمجھ لینا محمود نے دونون ہاتھ جوڑکے سلام کرکے عرض کی کہ حضور کیا مقدور جو کبھی اپنے آقا سے
جدا ہون اگر اسمین ذرا خلاف ہو تو بیشک لائق سزا ہون یہ کہکر گھوڑے حاضر لایا آرام دل سوار ہوئے
ہمراہ وہی محمود وفادار ہوا سیمتن پری تا در باغ پہونچانے آئی جونہین شہزادے نے پیٹھ موڑی پری
آنکھون مین آنسو بھر لائی مگر کیا کرے مجبور تھی کہ خاطر محبوب بہر نوع منظور تھی غرض آرام دل پری
سے رخصت ہوکر ملک فارس کو روانہ ہوا یہان محفل کا تمام سرانجام کارخانہ ہوا سیمتن اوسی وقت با چشم
گریان و دل بریان تخت پر سوار ہوکر کوہ قاف مین داخل ہوئی شب و روز غم کھا کھا کے بسر کرنے لگی
شہزادے کے عشق مین مثل ہلال کاہیدہ وہ بدر کامل ہوئی تمام باغ سنسان ہوگیا مسکن زاغ و
بوم وہ مکان ہوگیا یا تو وصال طالب و مطلوب سے ہر چمن و اس پھولون نہین سماتا تھا نہال تھا پھر غور
کرکے جو دیکھا تو گویا خواب تھا یا خیال تھا دنیا جائے دید ہے کبھی وصال یار کبھی فراق دلدار دونون
توام ہین مگر شب وصال گویا عاشقونکو صبح عید ہے فراق کے نام سے صدمہ ہوتا ہے دل پر الم ہین سحر آ
اگرچہ نہایت جانگزا ہے مگر سچ پوچھیے تو کچھ اسمین مزا ہے لا اعلم جو مزا انتظار مین پایا نہ
کبھی وصل یار مین پایا ۔ وزیر صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو ۔ پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

داستان بیقراری صنوبر شہزادی اور اوس شاہ بد باطن کی ستمگاری پھر حسب سوال صنوبر ستمگر جنگ کے شہزادہ سیاہ فام سے اور لاجواب ہونا اوسکا اوس کلام سے اور آشکار ہونا حال آرام دل کا

اوٹھا ساقیا ساغر میکشان ۔ کہ پھر چھیڑون گذری ہوئی داستان ۔ پلا دے مجھے ایک جام شراب ۔ کہ
بیخود ہون سب اور نہ دین کچھ جواب ۔ وہ کیسی تھی شادی کہان کا وصال ۔ نہ حاصل ہوا کچھ بجز

انتقال چونکہ مصنف خاکسار اور خامہ جگر افگار حال صنوبر عاشق زار یون رقم کرتا ہی کہ جب صنوبر بیگم شہزادہ آرام دل سے رخصت ہو کر دلربا کے ساتھ محل مین تشریف لائی وہ آنا کیا تھا گویا اوسکے سر پہ بلا آئی آتے ہی منہ لپیٹ کر چھپر کھٹ مین لیٹ رہی مگر چپکے چپکے روتی رہی آنسوؤن سے منہ دھوتی رہی دلربا کہ محرم راز تھی خیر خواہ جان نثار تھی چھپر کھٹ کے پردے گرا کے پاس بیٹھ گئی اور پنکھا جھلنے لگی جو کوئی پوچھتی کہ دلربا وہ کہان ہین تو اوس سے کہتی کہ ارے چپ رہو بیگم صاحب تمام رات جاگی ہین جی اچھا نہین ہے رات بھر راحت نہین ملی ہے ابھی آنکھ لگی ہے دو گھڑی سو رہنے دو آرام لینے کا نام جب صنوبر کے گوش زد ہوتا بے اختیار کلیجے مین درد ہوتا اپنے حال کو سنبھال کرکے ہچکیان مار مار کے رونے کو جی چاہتا مگر کیا کرے۔ افشائے راز کے سبب ضبط کرتی تھی جو زیادہ بیچین ہوتی تھی تو در پردہ آہون سے ربط کرتی تھی **فرد** جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو ❊ یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو ❊ یہان تو اسکو اتنی ہی بات غنیمت تھی کہ سونے کا بہانہ تھا وہان لوگون کو ریت رسم کی پڑی تھی اور یہی کارخانہ تھا یعنے زنانی مجلس محل مین آراستہ ہوئی سمدھنین آکر مجلس مین بیٹھین ڈومنیان گانے لگین اتنے مین غل ہوا کہ دولھا محل مین آتا ہے یہ سنکے جتنی چھپنے والیان تھین چارون طرف کوٹھون پر چڑھ گئین کچھ پردے مین چھپ چھپ کے دیکھنے لگین جو ذرا بیحیا تھین وہ وہین اڑ گئین دیکھتے کیا ہین کہ ایک لڑکا حبشی کی صورت سنیچر کی مورت سر گنجا ہاتھ ٹنڈا پانون سے لنگڑا سر مین بڑے بڑے گڑھے ہمیق انسان تھا یا بچہ شیطان غرض نطفہ بے تحقیق **شعر** شتر لب غول منظر خوک دندان خرس پیشانی ❊ تصدق میشود ہر دم برو غول بیابانی ❊ **نسیم لکھنوی** دانت اسکے گورکن قضا کے ❊ دو سنبھلنے رہ عدم کے ناکے ❊ زنبور سیاہ خال اوسکے ❊ برگد کی جٹائین بال اوسکے ❊ دو چار خوصون کے بیچ مین کہ خاص اوسی کی طرف کی تھین جریب کے سہارے سے زمین پر پانون سے اٹو کرتا ہوا اس لنگڑے پن پر لنبے لنبے قدم رکھتا ہوا آکر مسند پر اپنی مان کے پاس بیٹھ گیا اس ماجرائے حیرت افزا اور سانحہ ہوش ربا سے سارے محل مین ایک تہلکہ عظیم واقع ہوا کسی نے زانو پیٹ کر کہا کہ ہے ہے لوگو یہی ہماری شہزادی کا دولھا ہے کوئی بولی نہین ری دیوانہ معلوم ہوتا ہے رستہ بھولا ہے کوئی رو کر کہنے لگی کہ ہائے یہی کمبخت ہماری بیگم کے نصیب مین لکھا تھا کسی نے کہا کہ اسمین کسکا اجارہ ہے اونکی تقدیر مین یونہین ہونا تھا ایک نے کہا بہن ہم تو سنتے تھے کہ حضرت جہان پناہ بارات کے روز دولھا کے یہان تشریف لے گئے تھے اور دولھا کو اپنی آنکھ سے دیکھکر بہت خوش ہوئے تھے مگر ماشاءاللہ وہ تو برعکس اسکے ظہور مین آیا سب لوگون کو کیا خیال تھا اور کیا ہوگیا ادھر تو یہ غوغا

تھا اودھر یہ سانحہ برپا تھا کہ بیگم صاحبہ نے جو داماد کی شکل دیکھی پہلے تو خوف سے ڈری پھر سمدھن
سے پوچھنے لگی کہ کیون بی بی یہی آپ کے صاحبزادے ہین جنکے ساتھ میری لڑکی کی شادی ہوئی ہے
وہ بھی شہزادے ہین پھر کہا لوگو بتاؤ کہ میری بچی کہان ہے دلربا نے کہا حضور یہان چھپر کھٹ مین آرام
کرتی ہین بادشاہ بیگم نے کہا مجھے ہرگز اعتبار نہین تم لڑکی کو کمرے مین لے جاؤ اور دالان مین قفل لگاؤ
دلربا شہزادی کو دوسرے کمرے مین لے گئی دو چار خواصون کو حفاظت کے واسطے اپنے پاس رکھا
اور مکان کو مقفل کر دیا حضور جب تک باہر رہی جان دینے پر مستعد برابر رہی اپنے جی مین سمجھی ہوئی
تھی کہ اگر ذرا بھی اوس مردود کی طرف سے کسی امر مین سبقت ہوئی تو فوراً آپ کو ہلاک کر ڈالونگی اس پلید
کو پاک کرونگی کہ نہ ہم ہونگے نہ فلک کے جور و ستم ہونگے مگر جب جا کے محفوظ مین آپ کو دیکھا شکر خدا کیا
اور کہا کہ دلربا دیکھیے کیا ظہور برپا ہوتا ہے اماجان اون بدبختون سے اس قدر اوبھی تو ہین لیکن خدا
خیر کرے دیکھیے کیا ہوتا ہے اور ہماری آبرو کا تو خدا حافظ و نگہبان ہے کیونکہ ہم تو پہلے ہی اپنی جان
اوس جان جہان پر تصدق کیے بیٹھے ہین مگر افسوس یہی ہے کہ جب تک یہ کمبخت دم ہے فراق محبوب
و وصال نامحبوب ہمارا ہمدم ہے **جرات** خدا کے واسطے سینہ کو کوئی چاک کرو ؂ کہ جان بلب ہین
بہت دل کے اضطراب سے ہم ؂ **ولہ** مرض عشق کو تھوڑا نہ سمجھنا اے دل ؂ ایکدن کام کرے گا یہی آزار
تمام ؂ یہ کہتے ہی سیل اشک آنکھون سے جاری ہوا پھر وہی رونا اور غشی کا عالم طاری ہوا دلربا نے
ہر چند سمجھایا خاطر آشفتہ کو بہلایا کہ بیگم برائے خدا تمھین اپنے اوسی محبوب کی قسم جسے چاہتی ہو ذرا اپنے
دل کو ٹھہراؤ اور کسی خیال مین بہلاؤ کسی اور شغل سے تسکین دو مگر بھلا اوسکی کون سنتا تھا **لا ادری**
جسپہ گذری ہو یہ وہی جانے ؂ جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے ؂ عشق کا مزا عاشق ہی خوب جانتا ہے اس
ستمگار کی تیغ جفا کے سامنے وہی سینہ سپر کرتا ہے کلیجہ تانتا ہے **خواجہ وزیر** دشمن بھی اپنے دوست سے
یارب جدا نہو ؂ نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو ؂ القصہ بادشاہ بیگم نے ایک خواجہ سرا کو حکم دیا کہ اس پلید کا
ہاتھ پکڑ کے کالا منہ کر خواجہ سرا نے بموجب حکم دولھا کے قریب آ کر دست بستہ عرض کی کہ خداوند ہم حضور کے بندے اور
فرمانبردار ہین مگر کیا کرین حکم حاکم مرگ مفاجات اس سے ناچار ہین اب عرض یہ ہے کہ حضور یہان سے
اوٹھین اور باہر تشریف لے چلین شہزادہ ایک تو غصے مین بھرا بیٹھا ہوا تھا یہ سب باتین سنکر اور بھی
جلگیا ایسا طیش مین آیا کہ جامے کے باہر نکل گیا پھر وہی چھڑی جو چلنے کے وقت بار تھی یا بے شکستہ کی
مددگار تھی اوٹھا کر خواجہ سرا کے سر مین اس زور سے ماری کہ سر دو ٹکڑے بلا فرق ہو گیا دریاے خون
مین سر سے پاؤن تک غرق ہو گیا اس واردات سے محل مین ایک تہلکہ پڑ گیا سارا کھیل بگڑ گیا جہان پناہ

کو خبر ہوئی وہ سنتے ہی گھبرائے ہوئے محل مین تشریف لائے ساتھ وزیر اعظم بھی آئے بادشاہ نے
محل مین جاکر دیکھا کہ بسنت خواجہ سرا خون مین ڈوبا ہوا ہے عجب حال ہے کہین دستار کہین جوتا کہین
رومال ہے طرفین کی خواصین آپس مین نفسی نفسی کر رہی ہین طعن و تشنیع کا بازار گرم ہے نفسانیت پر مرتی
ہین بیگم صاحب نے بادشاہ سے کہا کہ حضور ذرا اپنے داماد فرخندہ نہاد کو ملاحظہ کرین پہلے یہ ملاحظہ کیجئے کہ دیکھا
ہے کچھ اوسکے ہاتھ مین دین جو نہین بادشاہ نے اوس زنگی شہزادے کو دیکھا حیرت سے انگشت بدندان
ہوا دیر تک اسی طرح عالم تحیر مین رہا مآل کار سوچکر نہایت تفکر مین رہا آخر اوس بادشاہ کی جبا ساری پر
ایسا غصہ آیا کہ اگر وہ اس وقت وہان موجود ہوتا تو بیشک نیست و نابود ہوتا مگر بادشاہ نے وقت
بگاڑنا مناسب نجانا غصہ کو ضبط کرکے اپنے سمدھی کو بلوایا وہ آیا دونون نے کرسیون پر جلوس فرمایا
بادشاہ نے دولھا کے باپ سے کہا کہ درمیان سلاطین عظام اور شاہان ذی الاحتشام کے ایسی
دغابازیان اور افترا پردازیان ہمنے تو کبھی تواریخ مین دیکھین اور نہ کبھی سنین بھلا یہ کیا حرکت تھی
کہ آپ نے اپنے لڑکے کو تو چھپا دیا اور ایک شخص غیر کو دولھا بناکر نکاح پڑھوا دیا پھر ارادہ ہے
کہ دولہن کو یہان سے زبردستی لیجائینگے حکومت کو کام فرمائینگے دولھا کے باپ نے جواب دیا
کہ صاحب آپ کیا فرماتے ہین یہ میرا وہی لڑکا ہے جسکو آپ نے برات کے روز دیکھا ہے بادشاہ نے
کہا سبحان اللہ شاید آپ نے مجھکو اندھا بنایا بھولا سمجھکر یہ فقرہ سنایا یہ گفتگو دبدبہ ہورہی تھی کہ دلربا
نے اپنے بادشاہ سے عرض کی خداوند چھوٹی بیگم صاحبہ فرماتی ہین کہ مین اپنا مقدمہ آپ فیصل کرونگی
آپ کسی طرح کا تردد نفرمائین مگر امیدوار ہون کہ آپ دونون صاحب مع شہزادہ بلند اقبال ذرا پردہ کے قریب
تشریف لائین جو مین سوال کرون شہزادے اوسکا جواب دین اور حضور غور فرمائین اگر فی الحقیقت یہ
وہی شخص ہین جنکے ساتھ میرا نکاح ہوا ہے تو پھر اسکا تردد کیا ہے جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ہوا ورنہ بصورت
خلاف جیسا ہوگا سمجھا جائیگا یہ کلام شہزادی کا دولھا کے باپ نے پسند فرمایا بیٹے کا ہاتھ پکڑ کے
قریب دالان کے آیا شاہ عالم پناہ نے بھی بموجب درخواست شہزادی وہین جلوس فرمایا دلربا نے
حضور کی طرف سے اوس زنگی ملعون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحب آپ نے بعد نکاح کل شب کو کہان
آرام کیا تھا کس جگہ سوئے تھے کس مکان مین مقام کیا تھا پہلے اس سوال کا جواب دیجیے تو پھر
آگے حوصلہ کیجیے شہزادہ پہلے تو سنکر خاموش رہا پھر اپنے باپ کے اصرار سے کہنے لگا کہ مین تو
اپنے خیمے مین روز جہان سوتا تھا وہان سویا تھا یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ بس کیجیے اسی بات پر اختتام
ہے زیادہ گفتگو طول کلام ہے ہمکو خوب معلوم ہوا کہ آپ وہی شہزادے ہین زیادہ کہنے کے

ناحق ارادے مین پہر اوسکے باپ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بسم اللہ اب دیر نہ لگائیے بہت جلد
یہان سے تشریف لیجائیے نہین تو خدا جانے کیا ہوجائیگا یاد رکھیے کہ حشر برپا ہوجائے گا بادشاہ
یہ سنکر بڑے غصے مین اوٹھا اور بیٹے کو ہمراہ لیے اپنے فرودگاہ مین آیا آتے ہی فوج مین طبل جنگ
بجوا دیا افسرون کو لڑائی کا حکم سنا دیا اور کہا کہ اگر زندہ ہون تو اس قلعے کو توڑ دونگا اسنے مجھے ذلیل کیا
ہے مین بھی اسکی اینٹ لے ہی کے چھوڑونگا یہان وزیر با تدبیر نے اپنے بادشاہ کے تیور بدلے ہوئے
دیکھے فوج کو آراستگی کا حکم دیا تہا جوان پر توپین چڑہا دی تہین تمام قلعے کو آراستہ کیا تہا جب اس
بادشاہ کو معہ اسباب لشکر جاتے دیکھا اپنے گمان کا شک جاتا رہا یقین ہوا پہر تو اوسنے شہر اور
قلعے کا قرار واقعی بندوبست کرلیا لاکھون من غلہ قلعے مین بہر لیا ہر چیز کا ہر جگہ انبار تہا کسی چیز کی کمی نہ
تہی فقط اسی بات کا انتظار رہتا کہ پہلے اودہر سے سبقت ہو تو پہر ادہر سے مار دہاڑ کی نوبت ہو
یہان بادشاہ صنوبر کے پاس آیا اور بہت سا پیار کرکے پوچہنے لگا کہ بیٹا بیان تو کر یہ کیا قصہ ہے
کیا واردات ہے عقل حیران ہے کہ تو اس قدر ملول کیون ہے یہ کیا بات ہے صنوبر اس کلام کو سنکر
اس قدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی آخر ضعف سے غش آگیا بادشاہ کی گود مین گر پڑی **مثنوی**
مصنف عشق کی ہے عجب فسونکاری ۔ ہے سہا انسوز اسکی چنگاری ۔ کہین طرہ ہے یہ حسینو نکا
کہین غازہ ہے مہ جبینون کا ۔ یہی کرتا ہے عاشقون کو تباہ ۔ الحذر الحذر معاذ اللہ ۔ خوف آتا ہے
نام سے اسکے ۔ دل لرزتا ہے کام سے اسکے ۔ یہی مجنون کا دستگیر ہوا ۔ یہی فرہاد کا مشیر ہوا
یہی وجہ فغان بلبل ہے ۔ یہی پیوستہ رگ گل ہے ۔ یہی سرو بیان گلشن ہے ۔ یہی قمری کا طوق گردن
ہے ۔ یہی عاشق کا دل جلاتا ہے ۔ یہی نیرنگیان دکھاتا ہے ۔ یہی باغ جہان مین خار ہوا ۔ گلرخون کے
گلے کا ہار ہوا ۔ الغرض رہتا ہے یہی دل مین ۔ یہی ہے سبکے آب اور گل مین ۔ بادشاہ صنوبر کو
چہاتی سے لگا کے بے اختیار رونے لگا دامن و آستین اشکون سے بھگونے لگا دیر تک یہی حال
رہا دلبر صدمہ رہا نڈھال رہا آخر بادشاہ نے کہا کہ بیٹیا بتا تو سہی کہ تیرے دل پر کیا گذر رہی ہے تو کیون اسقدر
بیتاب ہے اور رو روکے اپنی جان ہلکان کر رہی ہے مین بھی تو سنون اگر کسی نے کچھ کہا ہو اوسکی زبان
نکلوا ڈالون جو کسی سے کچھ خدا نخواستہ اور طرح کا صدمہ پہونچا ہو تو بیان کر کہ اوسکو سزا دون غرض بادشاہ
نے ہر چند صنوبر سے پوچھا مگر وہان تو خیال مین کوئی اور ہی پیارا تہا اظہار مطلب کا کب یارا تہا سکتے کا
عالم ہوگیا کچھ جواب نہ دیا جب تو بادشاہ اپنے دل مین سمجہا کہ **حضرت غالب** بیخودی بے سبب
نہین **غالب** ۔ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے ۔ پہر دلربا سے فرمایا کہ سچ بتا یہ کیا معاملہ ہے نہین تو

ابھی زندہ ہو پیارے میں تیرا اوسکا نام و نشان تیرا حرف غلط کی طرح صفحۂ دنیا سے مٹا دونگا دلربا اس گفتگو سے لرزان ہوئی ہاتھ جوڑکر کہنے لگی کہ حضور اس داستان کو ابتدا سے انتہا تک سنیں اور بیگم کے صحت کی کچھ تدبیر کریں کہ جب شادی کی دھوم ہوئی تھی تو ہماری بیگم کو یہ خبر اوڑتے اوڑتے معلوم ہوئی تھی کہ وہ دولھا بہت بدشکل ہے یہ سنکر بدرجہ کمال الم ہوا محل شادی خانہ ماتم نظر آنے لگا لوگون کی بیخبری پر بہت غصہ آیا دل ہی دل مین پیچتاب کھایا شرم سے کچھ کہہ نہ سکیں اندر ہی اندر گھٹنے لگیں سر رونے چہرہ زرد ہونے لگا منہ پر ہوائیاں اوڑنے لگیں مینے غمگین دیکھکر سبب رنجش کا پوچھا مجھسے حال دل ظاہر کیا راز نہفتہ سے اس کنیز کو ماہر کیا مینے دل بہلانے کی بہت تدبیر کی مگر اونکا وہی حال انھین سب باتون کی طرف خیال رہا میرے افہام و تفہیم نے کچھ نہ تاثیر کی آخر جب نکاح ہو چکا دولھا رنگ محل مین گیا اوس وقت سبھون نے آکر دولہن کو گھیر لیا اور کہنا شروع کیا کہ حضور کسی طرح کا تفکر اور تردد خاطر مبارک مین نہ لائیے صورت غمگین بدل ڈالیے ہمنے آپکے دولھا کو دیکھا ہے ماشاء اللہ نہایت خوب صورت نوجوان ہین چشم بددور بہت حسین رشک خوبان جہان ہین نظم قمر اوسکی جبین سے داغ کھائے ٭ مہ نو پیش ابرو سر جھکائے ٭ حضور بخدا اسے لاکھ زیادہ برگ گل سے اوسکے چہرے پر صفائی ہے ٭ مین اون ہاتھون کے صدقے جسنے وہ صورت بنائی ہے ٭ جناب عالی جس قدر تعریف اور توصیف مین اوس شہزادے کے وہ لوگ مبالغہ کرتے تھے اوسی قدر ہماری بیگم صاحبہ جھوٹ جانتی تھیں زار زار روتی تھیں اور کسیکا کہنا نہین مانتی تھیں آخر جب لوگون نے دیکھا کہ انکا شک کسی طرح رفع نہین ہوتا ناچار کہا کہ اچھا اگر ہمارا کہنا آپکے نزدیک راست نہین ہے تو آپ چلکر اپنی آنکھ سے دیکھ لین اس مین کچھ مضائقے کی بات نہین ہے یہ سنکر ہماری بیگم سبکے کہنے سننے سے گئین خواصون کے ہمراہ بحفاظت تمام رنگ محل مین گئین اور دیکھتے ہی بیک نگاہ اوس حور شمائل غارتگر کشور دل کو دل دے بیٹھیں سودائے عشق مول لے بیٹھیں اور بے چین ہوکر قصد اوسکے پاس جانیکا کیا اس ارادے سے ہم سب نے اونکو منع کیا مگر اونھون نے کسی کی نہ سنی اور بے خوف و خطر شوق ملاقات مین اوسکے پاس جا بیٹھیں جسنے منع کیا اوسکو دو چار سخت سست سنا بیٹھیں اور جاکر پہلے اوسکا نام ملک کا پتا اور احوال دریافت کیا عند الاستفسار معلوم ہوا کہ شاہ چین کا فرزند ارجمند ہے ملکہ حسن افروز شہزادی ملک فارس کے عشق مین درد مند ہے اوسی کی تلاش مین مسافرانہ چلا جاتا تھا اثنائے راہ سے کوئی اوس گم کردہ کاروان صبر و قرار اور رہ سے نادیدہ یار کو یہان لے آیا اور جبراً قہراً دولھا بناکے ہماری بیگم کے ساتھ نکاح پڑھوا دیا

جناب عالی جب یہ حقیقت ہماری بیگم کو معلوم ہوئی تو گویا ع سمند شوق پہ اک اور تازیانہ ہوا شہ دشمنون کی اور بری حالت ہوگئی ایک تو اپنی خوبی قسمت کا غم دوسرے عشق کا ظلم و ستم تیسرے معشوق کو اپنی طرف التفات نہ کرنا چوتھے بیوفائی محبوب کا الم طرہ یہ کہ وہ بھی عشق کے ہاتھون مبتلا رہے اندوہ و غم یہ سب خیالات اوسکی بیتابی کا سبب ہوا آخر تو ادھر یہ دم بخود ہوئی غشی کی نوبت ہوگئی یہ حال دیکھکر اوس بت بیوفا کے دل پر غیرت عشق کا اثر ہوا لیکن اوسنے ہماری بیگم سے وعدہ کیا کہ انشاءاللہ تعالے مین عنقریب فارس سے فائز المرام ہوکر آتا ہون اور تمکو اپنی سلک زوجیت مین لاکر اپنے ملک کو لیجاتا ہون از بسکہ عشق ہماری بیگم صاحبہ کا صادق اور وعدہ بھی اوس غیرت ماہ کا واثق معلوم ہوتا ہے تو کیا عجب کہ عنقریب ہماری صاحبزادی کی تمنا سے دلی بر آئے شب فراق کٹے روز وصال کی سحر آئے لا ادری یا رب اندر دل آن خسرو شیرین انداز چہ کہ بر جہت گذری یہ سنکر فرمان روائے کشور بادشاہ اس حال کو سنکر آب دیدہ ہوگیا اور صنوبر غمدیدہ و مضطر کو کہ اوسوقت تک اوسکی چشم نرگسی سے قطرات اشک شبنم آسا ٹپک رہے تھے گلے لگایا اور بہت تسکین دیکر فرمایا کہ بی بی اپنے دل کو غمگین نکرو مین تمھارے دولھا کو جس طرح سے ممکن ہوگا تلاش کرکے بلواؤنگا اوس موذی بدذات ابلیس صفات کو خوب ٹھیک بناؤنگا یہ کہکر محل سے برآمد ہوا وزیر اعظم کہ دست بستہ حاضر تھا تسلیم بجا لایا اور ہاتھ جوڑکر یہ کلمہ زبان پر لایا کہ خداوندا اوس بادشاہ روسیاہ کیلئے زیر دیوار شہر پناہ کے سب سامان لڑائی کا کیا ہے اور اپنی فوج کو آج کی رات ہمارے شہر مین شبخون مارنے کا حکم دیا ہے لیکن خاکسار نے سب سامان جنگ و جدال واسطے سزادہی اوس بدخصال کے طیار کر رکھا ہے تمام فوج کو آمادہ جنگ و پیکار کر رکھا ہے اب اس بارگاہ سے جیسا حکم نفاذ پاوے ویسا عمل مین آوے بادشاہ وزیر با تدبیر کی دانش و ہوشیاری پر بہت مسرور ہوا اور اوسی دم تخت پر جلوس فرمایا پھر اوسی وزیر کو خلعت فاخرہ اور جواہرات بیش بہا سے سرفراز فرماکے ساری فوج کا سالار کیا اور حکم دیا کہ ابھی جاؤ اور اوس روسیاہ کو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ وزیر اعظم تسلیم و آداب بجا لایا اور تلوار کمر سے لگا بعزم خونریزی روانہ ہوا اب آیندہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہان کیا ماجرا گذرا

پہونچنا آرام دل کا ملک تبریز مین اور مبتلا ہونا جادوے زن فتنہ انگیز مین پھر آوارہ ہونا محمود وفادار کا اور سراغ نپانا آرام دل شیفتہ و دل فگار کا

لا ساقی وہ شراب کہ جسمین ہون مستیان	پیکر جسے مین توڑدون سبو اور گلابیان

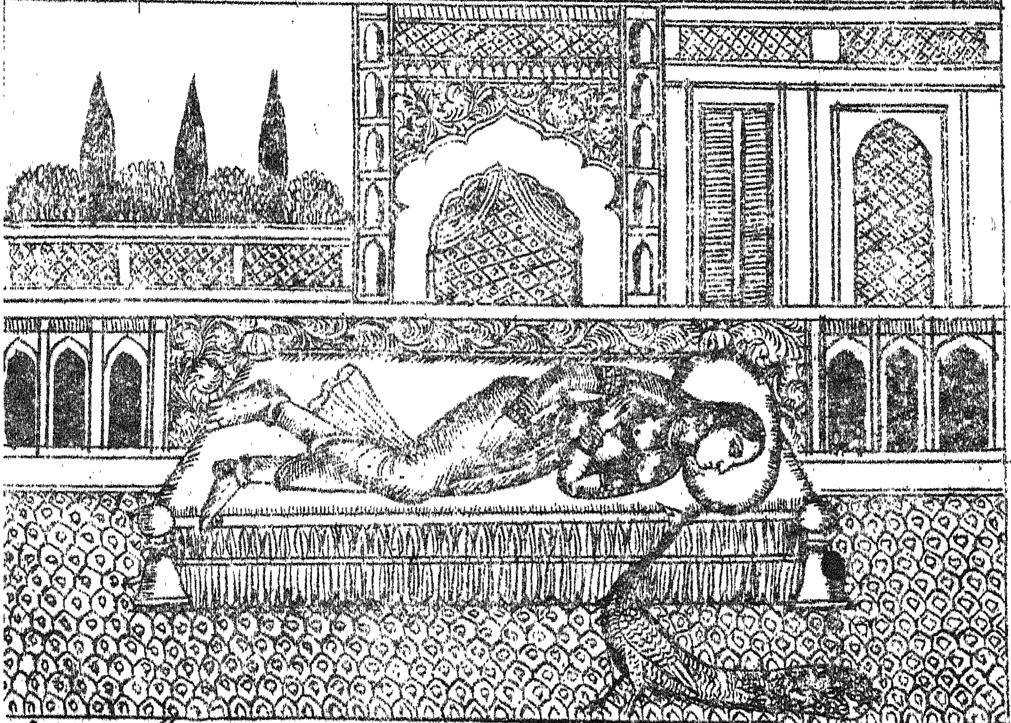
فرقت مین اوسکی اب مری حالت سقیم ہے ؛ جورون سے اس فلک کے عذاب الیم ہے
ایسا ہوا ہون زار کہ حالت نہین رہی ؛ حالت تو کیا کہ پہلی وہ صورت نہین رہی ؛ محرران سحر
نمونہ خامہ ہاے جادو نگار حال آرام دل عاشق زار بے قرار کو با چشم اشکبار رشتۂ تحریر مین یون
منسلک کرتے ہین کہ وہ بادیہ پیماے مراحل جانبازی اور رہ نورد وادی جانگدازی ہمراہ محمود وفادار
کے اوسی سمند باد رفتار پر سوار ہر روز نہ دانہ نہ پانی کھاتا پیتا چلا جاتا تھا فراق یار اور شوق دلدار
مین ہر دم زار زار روتا تھا محمود تسکین دیتا تو کہتا جراءت عزیز کیا کہون رونا مین اپنی چشم گریان کا
ہین کتنے ہی دریا گر بچہڑون پاٹ دامان کا ؛ جنون سے دیکھو تبہ مرے حال پریشان کا ؛ قدم سی
کو آیا چاک تا دامن گریبان کا ؛ تنگ آئے ہین ہم وحشی کہان دل کھول کر روئین ؛ کہ وحشت پر
ہمارے تنگ ہے عرصہ بیابان کا ؛ غرض ہر وقت لب پر آہ کلیجے مین درد تھا دنیا کو خاک جانتا تھا
سب طرف سے دل سرد تھا ایک روز اسی طرح رفتہ رفتہ بعد خرابی بسیار ایک شہر قطعہ دار اور خوشگوار
مین اوسکا گذار ہوا فلک کج رفتار اور زمانہ ناہنجار کی خواہش سے طرفہ ماجرا روبکار ہوا آرام دل شہر کے
اندر گیا اور سراے مین اوترا لوگون سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام اور حاکم اس ملک کا کون ذی احتشام
ہے اونھون نے جواب دیا کہ اس شہر کو تبریز کہتے ہین حاکم یہان کا سلیمان شکوہ قند زنام ہے اور
آپ کس ملک مین رہتے ہین محمود نے کہا بھائی مسافر ہین پریشان خاطر ہین آرام دل نے
محمود سے کہا کہ تقدیر یہان تک تو لائی ہے بعد مدت شہر کی صورت نظر آئی ہے چلو ذرا سیر کر لین دل
بہلا لین غرض گھوڑے سراے مین چھوڑے پیادہ پا چوک کی طرف روانہ ہوے اثناے راہ مین ایک
عورت ضعیفہ سے ملاقات ہوئی اوسنے پہلے تو جھک کر سلام کیا اور پھر یون کلام کیا کہ حضور مجھکو آپ
مسافر معلوم ہوتے ہین اور ایسا خیال مین آتا ہے کہ شاید ابھی کوئی دور و دراز کا سفر کیے چلے آتے ہین
محمود نے جواب دیا کہ ہان نیک بخت بیشک مسافر ہین اور تو سچ کہتی ہے ہم ابھی چلے آتے ہین پھر اوس
ضعیفہ نے کہا صاحب حکم ہمارے سردار کا یہ ہے کہ جو کوئی مسافر اس شہر مین آئے وہ پہلے ہمارا مہمان
ہو جائے اب مین امیدوار ہون کہ آپ دونون صاحب ہمارے آقا کے مکان پر چلین محمود نے کہا
واہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام صاحب ہم تمھارے آقا کو کیا جانین وہ کون ہین ہم اپنا حرج کرین
جو تمھارا کہنا مانین عورت نے کہا حضور خفا نہون شہر مین اگر رہیے گا تو رات بھر آرام فرمائیے گا صبحکو
جہان جاتے ہین وہان چلے جائیگا پھر اس سے بہتر کیا ہے رات بھر سرا مین نہ رہیے ہمارے ہی
مکان پر چلکر استراحت فرمائیے اس شہر کے ایک رئیس اعظم سے ملاقات کیجیے اونکے خلق و مروت اور

باتون سے لطف اوٹھا ئیے سینئے جو آپ کو با اخلاق پایا تو یہ کلمہ میری زبان پر آیا قہر و کرمہاے
تو مارا گرو گستاخ * وگرنہ این قدر طاقت کجا بود * اب احوال اوس سروار اور شہزادے کے سنئے
مین اس قدر اصرار کا باعث سنئے کہ شاہ قندز کی ایک بیٹی تھی بہت خوبصورت نازنین سیمین ایام
طفولیت مین دود ا اوسکی اوسے علم سحر پڑھایا کرتی تھی اور جادو کا فن سکھایا کرتی تھی تھوڑے عرصے
مین وہ شہزادی اس علم مین طاق اور اس فن مین شہرۂ آفاق ہوئی جب سن شعور پایا تو شوہر
کا شوق ہوا ماہرویون کی ہمنشینی کا ذوق ہوا اکثر چھپ چھپ کے لوگون کے گھر جایا کرتی اور جو خوبصورت
پاتی تو اپنے معشوقون کو پوشیدہ محل مین بلوایا کرتی شدہ شدہ اس بیحیائی اور سلطنت کی
کی خبر بادشاہ تک پہونچی بادشاہ نے اپنی لڑکی سے استفسار کیا اوسنے کچھ جواب
خاموشی کو اختیار کیا بادشاہ اس بیباکی سے نہایت غصہ مین آیا اوسکے چپ رہنے سے
باتون پر گمان تھا صاف یقین لایا سحر کے خوف سے کچھ کہہ نہ سکا مگر ہاتھ پکڑ کے اپنے محل سے
نکال دیا اس شہزادی نے شہر مین ایک سمت بہت بڑا احاطہ گھروا کر اوسمین مکانات اور باغات
طلسمات کے تعمیر کروائے جب مدعاے دل خاطر حصول ہوا پھر تو یہ معمول ہوا کہ سر شام اوس
کو کہ صبح پیری سے اوسپر پالا پڑا تھا جستجو مین کسی مسافر گم کردہ راہ کے بھیجا کرتی اور جب کوئی دام
مین آجاتا تو اوس سے رات بھر جشن کیا کرتی القصہ بار آمدم بر سر مطلب کہ اوس بڑھیا قہر کی پڑیا نے
ایسی چکنی چپڑی باتین کین اور دام مکر پھیلا کر وہ گھاتین کین کہ آرام دل نے اوسسے انکار کرنا
بعید از اخلاق جانا اور دعوت نامناسب سمجھ کر اوس عورت کے ساتھ ہولیا وہ دلالہ شیطان کی
خالہ آرام دل اور محمود کو ایک مکان مین لے گئی صدر دالان مین مسند پہ بٹھایا اور پھر آ کر باہر کے
دروازون مین قفل دے گئی نسیم لکھنوی صیاد نی لالی پھانس کر صید * کرسی پہ بٹھائے نقش دیوار
پھر دوسرے مکان مین گئی آرام دل اس مکان کی عمارت جواہرات اور سنگ مرمر کی لطافت دیکھ
رہا تھا مقابل اوس مکان کے ایک باغ تھا نہایت خوش قطع ہر چار طرف سے مربع اگر وصف باغ
مین خامۂ دبستان سراے شمہ بیان اوسکا اپنی زبان پر لائے تو مخل مراد باور نہو قصہ ان ہی
ناتمام رہجائے قطع نظر اوس بہار کے عجائبات اور طلسمات ایسے عجائب اور
غرائب تھے کہ دیکھنے والون کے ہوش باختہ حواس غائب تھے اندر بارہ دری مین بانی آرام دل
اور محمود بیٹھے تھے یہ کیفیت تھی کہ کبھی تو سارا مکان مع فرش فروش اور سب سامان سرخ گلابی
ہوجاتا کبھی زرد کبھی سبز کبھی آبی ہوجاتا کبھی تمام روشنی ایکبارگی گل ہوجاتی کبھی اوسمین * دو چند روشنی

پھر اوسی طرح بالکل ہو جاتی کبھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ درخت مشعل آدمیوں کے چلتے ہیں کبھی یہ نظر آتا
تھا کہ شعلہ ہاے آتشبار ہر درخت کے برگ و بار سے نکلتے ہیں غرض وہ شہزادی دوسرے مکان میں
بیٹھی ہوئی یہ سب کمال دکھا رہی تھی ان حرکتوں سے اون دونوں کو ڈرا رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ
شہزادی اوسی پیرزال کے ہمراہ ناز و انداز سے آ کر آرام دل کے برابر مسند پر بیٹھ گئی انگشتری سلیمانی
جو شہزادے کے پہنے تھی پہلے خوف سے ڈری پھر جی میں کہنے لگی کہ کسی طرح اس انگوٹھی کو لیجیے پھر گفتگو کیجیے
یہ سمجھ کر اوس پری پیکر نے آرام دل سے کہا لا اعلم آپ مشتاق تھے منت سوے ہمارے آئے ہین ہم آپکی نظر
لیے سے کبھی ہو تو یہ جاتے ہیں بھلا وصال کی جبابی نہین تو ذرا مصافحہ تو ہو کہ کر ہاتھ آگے
بڑھایا آرام دل نے بھی جلدی سے ہاتھ ملایا عورت نے ہاتھ پکڑتے ہی پہنچا پکڑا اپنے انگلی سے
اس خوبصورتی کے ساتھ انگوٹھی اوتار لی کہ شہزادے کو مطلق خبر نہ ہوئی جب انگوٹھی کی طرف سے
جمعیت خاطر ہوئی تو آرام دل سے کہنے لگی کہ صاحب جو کوئی اس شہر میں مسافرانہ وارد ہوتا ہے
وہ پہلے ایک شب ہمارے پاس سوتا ہے پس آج تم آئے ہو ہمارے پاس رہو آرام دل نے کہا
صاحب رہنا کس جانور کا نام ہے ہم نہ سمجھے یہ کیسا کلام ہے عورت مکار فتنہ روزگار نے کہا ذرا توقف
کرو رہنے کے معنی بتا دونگی ذرا دم لو میں خود ہی سکھا دونگی محمود اوسکے نخرے پر جا لگیا ناک بھون
چڑھا کے شہزادے سے کہنے لگا حضور یہ عورت مکار ساحرہ معلوم ہوتی ہے کچھ خوبصورت بھی نہین ہے
اگر غربت میں ایسی ہی آپکو رنڈی بازی سوجھی ہے تو اور کسی خوب صورت با اخلاق عورت عاشق مزاج
معشوق وضع کے پاس چلیے مصنف حسن یوسف بیان لیا ہے ؛ پھر نظارہ زلیخا باید ؛
اور یہاں تو جب تک بیٹھیے گا یونہین افسردہ خاطر رہیے گا عورت سنتے ہی غضب میں آئی غصے سے
کف منہ میں بھر لائی اور نگاہ گرم سے محمود کی طرف دیکھا زمین پر ایک ٹھوکر ماری کہ زمین شق ہو گئی یہ
حال دیکھکر آرام دل اور محمود کی رنگت فق ہو گئی زمین پھٹتے ہی ایک حبشی سیاہ شمشیر
بکف آیا ساحرہ نے آرام دل کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ پہلے اس شخص کے پانوں میں زنجیر ڈال کر
اوس موذی بدذات کو جلد ہمارے سامنے سے لیجا کر قتل کر بموجب حکم شہزادی کے اوس حبشی نے ایک
زنجیر طلائی شہزادے کے پانوں میں ڈالدی اور محمود کا ہاتھ پکڑ کے وہاں سے لیگیا ایک ٹیلے پر کھڑا کر کے
چاہا کہ ایک ہی وار میں اوس غریب کا کام تمام کرے محمود نے رو کر کہا کہ اے شخص مجھ بیگناہ نحیف و
ضعیف کو مار کر کیا تیرے ہاتھ آئیگا جگہ نیکی کی دنیا سے کیا یہی خون ناحق کا الزام مواخذہ تیرے ساتھ
جائیگا مصنف چھوڑ کر بندہ خدا دیگا ؛ اجر اسکا تجھے خدا دیگا ؛ حبشی کو اوسکی ضعیفی اور بیکسی

رحم آیا قتل عاشق سے سر دست ہاتھ اوٹھایا اور کہنے لگا کہ خبردار پھر کبھی اس طرف رخ نکیجیو جا مین نے
تجھے چھوڑ دیا مگر پھر شہزادی کے پاس جا کے میرے اوپر آفت لائے ایسا غضب نکیجیو الا آدمی
بھاگتا ہے تو بھاگ یہان سے دور ہو دیکھا بانے نکوئی چیل ہو دور ہو محمود نے سلام کر کے کہا لا اعلم
اگر بر روید از تن صد زبان ہم ۔ ادا ے شکر کردن کے توانم ۔ مصنف خدا تجھکو دلشاد رکھے مدام
کیا تو نے احسان مجھپر سلام ۔ یہ کہکے وہان سے ایسا بھاگا کہ پھر پیچھے پھر کے نہ دیکھا سرا ے مین آکر
دم لیا شاہزادے کی بیکسی اور گرفتاری پر رو رو کے تر دامن و آستین کرنے لگا اپنی بے وقوفی اور
یاوہ گوئی پر ہزارون لعنت اور نفرین کرنے لگا یہان حبشی نے آکر اوس شہزادی سے عرض کی کہ
خانہ زاد اوس بد نہاد کو مار کر ایک کوئین مین ڈال آیا ہے ساحرہ نے کہا جا بس یہی کام تھا حبشی تسلیم
کر کے غائب ہو گیا آرام دل نے جو احوال پر اختلال محمود کے مارے جانیکا سنا ہجوم غم سے کلیجہ
پھٹنے لگا اوسکی رفاقت اور جانبازی پر بہت افسوس کیا وصال یار سے بالکل مایوس ہوا اس
اوستادی پر دورے پیر فلک کا قدسوس ہوا اور کہا مصحفی اے فلک آپ کو آشنا جو پھرایا تو نے ۔
کوئی معشوق بھی عاشق سے ملایا تو نے ۔ شہزادے کو جبتک محمود وفادار کی صحبت رہی دل کو
ہر طرح تقویت رہی اب تو ساحرہ کے دام تزویر مین پا بزنجیر ہوا ہا ے گزیکبیک شکستہ ہو گیا صورت تصویر
ہوا اپنی خوبی قسمت اور گردش فلک پر پہلے تو بہت ہنسا پھر اپنی بیکسی اور بے بسی پر بے اختیار رو دیا ساحرہ
کے خوف سے آنسو باہر نہ آنے دیے چپکے ہی چپکے گھونٹ کر پیے اور فرمایا صفیر بلگرامی
ہجر دلدار مین گر آئے اُمنڈ کر آنسو ۔ رازدار ایسے ہین ہم پی گئے یکسر آنسو ۔ بدمزاجی سے مین اوسکے
نہین رو سکتا ہون ۔ اور رکھتے ہین یہان جوش سمندر آنسو ۔ چشم گرم اوسنے دکھائی جو مرے رونے پر
رہ گئے دامن مژگان سے لپٹ کر آنسو ۔ ہو گیا خشک لہو ہلے مرے جسم کا سب ۔ خون دل آتا ہے
اب آنکھون سے نکلکر آنسو ۔ اے صفیر اوسکے نہ آگے کبھی رونا ہرگز ۔ پی لو آئے بھی اگر آنکھون کے اندر
آنسو ۔ رقت کو جو ضبط کیا دل پر بڑا صدمہ پہونچا ضبط ہوا اُبکائی کے ساتھ منہ سے خون ڈالا دنجرا شتی
ربط ہوا سوزش غم نے دل کو پانی پانی کر ڈالا خوب دل کا بخار نکالا آرام دل کے چہرے کا رنگ
زرد ہو گیا غش پر غش آنے لگے تمام بدن دفعتہ سرد ہو گیا عورت اس حادثے سے سخت حیران
ہوئی شب وصال مین یار کا یہ حال دیکھکر نہایت پریشان ہوئی جلد جلد گلاب کیوڑہ بید مشک
چھڑک کر ہوش مین لائی اور کہنے لگی کیون جی یہ ہمسے دغا بازی کرتے ہو اپنا یہ حال بنا کر
ہمین ڈراتے ہو ہمسے نہین ڈرتے ہو بس خیر اسی مین ہے کہ رونے دھونے کو موقوف کرو

اور ساغر تمنا مجھ سے صاحب جمال کا شراب وصال سے بھر دو یہ سنکے آرام دل کے تن بدن
مین آگ لگ گئی ایک تو پہلے ہی بیٹھا سوخت ہو رہا تھا رو رو کے اپنی جان کھو رہا تھا دوسرے اور
بھی آتش غضب سینے مین بھڑک گئی اپنی جان سے تو بیزار تھا سو چاہت کر گئی مار ڈالے گی
بہت خوب ہوگا میرا بکھیڑا چکیگا وہ بھی اپنے جی کی حسرت مٹا لیگی یہ سمجھکر اور یا علی کہکر زنجیر مین
اس زور سے جھٹکا مارا کہ ہر بند اسکا شل ہوے آشفتہ یہ علیحدہ علیحدہ ہو گیا اور زنجیر کو پھینک یہ
کہتا ہوا چلا کہ دیکھین بھلا اب تو ہمین کس طرح روکتی ہے منہ تو دیکھین کس منہ سے روکتی ہے
آتش مرد وہ ہے کہ جو ہمکو سر میدان روکے * عورت یہ کیفیت دیکھکر غصے سے لال ہو گئی تمام
جسم مین لرزہ آگیا جان وبال ہو گئی اور تو کچھ نہ بن آئی تھوڑی خاک زمین سے اوٹھا کر اوسپر کچھ پڑھتی
ہوئی شہزادے کے پیچھے دوڑی اور دروازے کے قریب جا کر آرام دل کے اوپر وہ خاک ڈالدی
خاک پڑنا تھا کہ آرام دل جامہ انسانی چھوڑ بشکل مور بنگیا ساحرہ نے جھٹ پٹ اس مور کو پکڑ لیا
اور دالان مین لا کر چھوڑ دیا پھر کہنے لگی کیون چلے نہ گئے * مصرع * اب تو مر جاؤگے دن رات
پڑے یان روکے * پھر ایک زنجیر پاؤن مین ڈال دی اور آپ با سایش تمام پلنگ پر جا لیٹ رہی



شہزادے نے اپنے دل مین کہا کہ ابھی سے بے طور پھنسے ہو اوس سے دو چند رو وگے جتنا تمام عمر نے
ہو پھر تھک کر چھاتی پر غم کا پتھر رکھکر ایک طرف کونے مین ہو بیٹھا اور بصد حسرت دیا اس نے شعر

چپکے ساحرہ کی جان کو رو بیٹھا اور در و دیوار سے نقش پا کی طرح خلق یان مجھے ؛ اے مگر قسمت ہیچ گئی
تو کہاں مجھے ۔ جب نصف شب اسی رنج و تعب میں کٹ گئی فراق یار میں ساحرہ کی نیند اچٹ گئی
بیتاب ہو کر پلنگ سے اوٹھی اور کچھ پڑھ کے شہزادے پر دم کرنے لگی دم کرتے ہی آرام دل صورت
حیوانی سے ہیئت انسانی میں آیا اور اپنے تئیں بجمیع الوجوہ صحیح و سالم پایا شکر خدا سے بجا نیاز
کا بجا لایا ساحرہ نے کہا کہ تو نے معلوم کیا کہ میں نے پھر تجھے انسان کیوں بنا دیا آرام دل نے کچھ
جواب نہ دیا اور تیوری چڑھا کے سر نیچے کر لیا عورت نے جلدی سے ہاتھ پکڑ کے پلنگ پر کھینچ لیا اور
کہا صفیر کہتے ہیں دیکھو تو ہمارے پلنگ پر ۔ ہم لوٹتے ہیں دردوں کے مارے پلنگ پر ۔ رات آئی
اٹھی اور نہ ہوئی یاں بغل بھی گرم ۔ تڑپے ہر ایک آن میں سارے پلنگ پر ۔ آرام دل نے بھی طوعاً
و کرہاً ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیے جو وہ کہتی تھی یہ کرتا تھا وہ ساغر امید وصال میں مست کرتی تھی یہ شیشہ
آتشین سے بھی دو آتشہ بھرتا تھا غرض اوس شہزادی نے آرام دل سے بخوبی کام دل حاصل
کیا جب کامیاب ہوئی تو لطف زندگی پایا جان و دل شہزادے پر نثار کیا عاشق ہو گئی جی ہی میں اور
مزا سمجھا مسکرا کر کہنے لگی کیوں جانی اب بھی سمجھے رہنا اسے کہتے ہیں اور عاشقوں کے پاس معشوق
اسی طرح رہتے ہیں آرام دل نے کہا اچھا اب ہمنے تمہارا کہنا کیا تمہارے سبب سے کتنا بڑا صدمہ
اپنی جان پر لیا اب تم بھی اپنا وعدہ وفا کرو کہ صبح کو ہمیں رخصت برضا کرو شہزادی یہ سنکر بہت ہنسی
اور کہنے لگی واہ واہ کیا خوب ارے دیوانے جب تک میں تیرے وصال سے محروم تھی جب تک تو
صرف ایک پاس سخن تھا کچھ حقیقت نہ معلوم تھی اب وصل سے میں نے اپنے جی کی مراد پائی ہے
طبیعت کو اور بھی لذت ہاتھ آئی ہے میں ہرگز نہ جانے دونگی اور جو زیادہ گفتگو کرے گا تو خیر نہیں ہے
سر کی قسم تجھکو بھی مار ڈالوں گی اور آپ کو بھی ہلاک کرونگی یہ سنکے آرام دل غریق بحر تفکر ہوا اور
دل میں کہنے لگا ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۔ ہائے میں اس ساعت کو نہیں پاتا جب
میں اوس بڑھیا کے ساتھ یہاں آیا تھا افسوس وہ وقت ہاتھ نہیں آتا جس دم میرا نصیب مجھے
یہاں لایا تھا مثنوی عشق کیا کیا نہ جی جلائیگا ۔ خاک کیا کیا نہ یہ اوڑائے گا ۔ جان مرا اب تو ہے
افسوس ۔ کیوں رے دل تجھپہ کیا بنی افسوس ۔ چاک دامن ہے اور سینہ ہے شق ۔ رنگ چہرے کا
ہو گیا ہے فق ۔ جان لبوں پر ہے بیقراری ہے ۔ دم ہے جب تک یہ آہ و زاری ہے ۔ نزع
میں ہوں اب آ رے پیارے ۔ صورت اپنی دکھا مرے پیارے ۔ دل سراپردہ محبت لست
دیدہ آئینہ دار طلعت لست ۔ آخر اسی خرابی اور پریشانی میں ساری رات کٹ گئی حال ابتر اوس

بیقرار ستم رسیدہ روزگار کا دیکھکر صبح کی بھی چھاتی پھٹ گئی اوس عورت ساحرہ نے پھر شہزادے کو اوسی طرح سے بنا دیا اور پانون مین وہی زنجیر طلائی ڈال کر باغ مین چھوڑ دیا غرض اوس شہزادے نے تمام ہی دستور کیا معشوق صاحب جمال پاکر وصال سے دل مسرور کیا شب کو آرام دل کو صورت اصلی مین لاکر عشرت کرتی اور دن کو ہو بنا کر پھر وہی زنجیر پانون مین پھرتی یہان محمود جب سے اس شہر مین آیا تھا ڈرتا تھا کبھی کبھی اوس کوچہ مین جاتا باہر سے شہزادے کا سراغ لگاتا جب کچھہ پتا نپاتا ناچار پھر کر چلا آتا آخر اسی گردش اور دوا دوش مین چند مہینے کا عرصہ گذرا جب محمود ناچار ہو گیا اور کوئی تدبیر آرام دل تک پہونچنے کی بن نہ آئی تو یہ دل مین ٹھہرائی کہ اب اس ہمائے اوج حسن و خوبی کی خبر اوس شہنشاہ کشور رعنائی پروردہ ناز و نعم مدہوش شراب زیبائی کو پہونچانی چاہیے یہ سمجھکر باخاطر فگار و سینہ داغدار ملک فارس کی طرف روانہ ہوا تیر بیداد فلک ستم ایجاد کا ہدف ہوا نشانہ ہوا +

پہونچنا محمود کا اپنے ملک مین اور باریاب ہونا دربار ملکہ حسن افروز مین نذر دینا تصویر شہزادہ آرام دل کا اور عاشق ہونا اوس ماہ کامل کا اور جلنا شعلہ رخسار کے سوز مین

مراجی تو بس بہر ہے ساقیا + کسی اور کو اب تو ساغر پلا + کہ جس طرح مین ایک ہون بادہ نوش + اوسی طرح سب کو ہو جوش و خروش + میکشان خانہ خمار و بادہ نوشان انجمن دلدار شراب داستان کو شیشہ بیان مین یون بھرتے ہین کہ محمود دو مہینے کے بعد ہزارون صدمے اور مصیبتین اوٹھا کر با چشم پر آب و جگر کباب خستہ و خراب ہوتا ہوا اپنے ملک مین پہونچا شب بھر اپنے گھر رہکر صبحدم بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوا دیر تک حاضر دربار رہا مگر ملکہ حسن افروز کی ملاقات کے لیے از حد بے قرار رہا جب دربار برخاست ہوا محمود نے ایک خواجہ سرا سے کہا کہ حضور مین ملکۂ آفاق چھوٹی بیگم صاحبہ کے جاکر عرض کر کہ خانہ زاد قدیم مورد عنایات عمیم یعنے محمود تاجر بعد مدت دراز کے سفر دور و دراز سے آیا ہے اور تمنا ملازمت اور قدمبوسی کی از بس رکھتا ہے ملکہ حسن افروز اوس دم اپنے مصاحبون اور سہیلیون کے ساتھہ کھیل مین مشغول تھی نہ کچھہ فکر تھی نہ کسی طرح طبع نازک ملول تھی خواجہ سرا نے آکر بعد شکر و سپاس محمود کی عرض داشت کو بعنوان شایستہ التماس کیا ملکہ حسن افروز نے فرمایا محمود میرے واسطے اکثر اچھی اچھی خبرین

لایا ہوگا ہان جلد حاضر ہو خواجہ سرا باہر آیا اور محمود کو بلایا **ملکہ حسن افروز** دالان مین مسند زرین پر جا بیٹھی اور محمود کے واسطے ایک پلنگڑی جواہر نگار بچھوا دی اوسپر سفید اطلس کی چادر کھچوا دی محمود نے آکر پہلے آداب دربار شاہانہ ادا کیا پھر موجب حکم شہزادی کے تسلیم کر کے بیٹھ گیا شہزادی نے فرمایا محمود کہو کہان کہان کی سیر کی اتنے دن کہان رہے کب آئے کس کس ملک مین پھرے ہمارے واسطے کیا کیا سوغات لائے محمود نے کہا حضور کیا عرض کرون میرا قصہ بہت دراز اور ماجرا جانگداز ہے خلاصہ یہ ہے کہ غلام اب کے مرتبہ ایک چیز خاص حضور کے واسطے لایا ہے شہزادی نے کہا محمود بھلا ہم بھی تو دیکھین وہ کیا چیز ہے جو تجھکو ایسی عزیز ہے محمود نے کہا وہ چیز ایسی نہین ہے جو سب کے سامنے دکھاؤن اگر حضور سبکو ہٹا دین اور تخلیہ کرین تو البتہ سامنے لاؤن دکھاؤن شہزادی کو اوسکے دیکھنے کا کمال شوق ہوا عشق فتنہ انگیز کو دل لگی کا ذوق ہوا **مثنوی** عشق ہے قہر عشق ہے بیداد ❊ عشق ہے ظلم عشق ہے جلاد ❊ جہان دیکھو اسی کا چرچا ہے ❊ جہان سنیے اسی کا غوغا ہے ❊ ایک اندھیر ہے زمانے مین ❊ دخل اسکا ہے ہر گھرانے مین ❊ الغرض کچھ عجیب حالت ہے ❊ اسکا ہر فعل جائے حیرت ہے ❊ ملکہ نے حکم دیا کہ سب لوگ یہان سے چلے جائین اور جب تک حکم نہ پائین نہ آئین جب تنہائی ہو لی محمود نے موقع پا کر تصویر **آرام دل** کی کہ اپنے ہاتھ سے کھینچی تھی **ملکہ حسن افروز** کے حضور مین حضرت عشق کے ہاتھ بھجوا دی اور یون عرض کی کہ خداوند نعمت خاکسار نے بڑی جان لڑائی ہے جب یہ تصویر بے نظیر ایک بدر منیر کی ہاتھ آئی ہے شہزادی نے تصویر جو ہاتھ مین لی تصویر لیتے ہی تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا دل دھڑکنے لگا سر وجد مین آکر پھڑکنے لگا سچ ہے **نظامی** دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ❊ از سوے کینہ کینہ واز سوے مہر مہر ❊ تصویر کھولکر جو ملاحظہ کی ہوش و حواس جاتے رہے طاقت سلب ہو گئی بدن سنسنا گیا سکتا ہو گیا ابر غم مزرعہ دل پر چھا گیا **سودا** حیران ہو کیون دیکھ اوسے جانے والا تصویر ہے وہ سلمہ اللہ تعالے ❊ دل نے بے اختیار چاہا کہ اس تصویر کو کلیجے مین رکھ لیجیے آنکھون نے اشارہ کیا کہ اسکو ہماری پتلی بنائیے یہان جگہ دیجیے زبان نے زبان درازی کی کہ پہلے دعا تو دیجیے غرض سب کا کہنا کیا پہلے تو چھاتی سے لگایا دو ایک بوسے لیکر آنکھون سے ملا پھر بلائین لیکر جان و دل اوسپر سے قربان کیا دل نیاز منزل مین حضرت عشق کا گھر ہوا آگے عیش آباد تھا اب غم نگر ہوا دریاے محبت جوش مین آیا شہزادی کے جذبہ دل نے خوب اثر دکھایا **شعر** خون رگ مجنون سے ٹپکا فصد لیلے نے جو لی ❊ عشق مین تاثیر ہے پر جذب کامل چاہیے ❊ خیال مژگان یار کا

مین نشتر جو چبھا آنکھون سے خون کی ندی بہنے لگی بیتابی دل کو بہت ضبط کیا مگر نہ رہ سکی رو کر کہنے لگی
مصنف دل کسی شوخ پہ آیا ہے خدا خیر کرے ؛ لے جیگا اسنے پھنسایا ہے خدا خیر کرے ؛ خواب
مین جسکا نہ آیا تھا کبھی مجھکو خیال ؛ وہ ان آنکھون نے دکھایا ہے خدا خیر کرے ؛ دیکھ تصویر تری اے
سر اوج اقبال ؛ اور عالم نظر آیا ہے خدا خیر کرے ؛ اب تو یہ حال ہے کیا ہوئیگا آگے آگے ؛ دل مین
یہ خوف سمایا ہے خدا خیر کرے ؛ جیسے بھلائے سخن عشق قیامت زا نے ؛ ایک اندھیر مچایا ہے
خدا خیر کرے ؛ آخر محمود سے کہنے لگی کہ برائے خدا سچ بتا یہ کسکی تصویر ہے تجھے میرے سر کی قسم جلد کہہ یہ کون
شہنشاہ حسن اور سپہر خوبی کا ماہ منیر ہے نہین تو دل تنور عشق سے موم کے مانند پگھل جائیگا یا دیکھنا کہ ابھی
دم نکل جائیگا محمود نے اپنے جی مین کہا کہ نشانہ تو کارگر ہوا شہزادے کے عشق کا اسکے دل پر اثر
ہوا مگر ایسا نہو یہ راز افشا ہو جاے جلد اسکو تسکین دو مبادا کوئی فتنہ برپا ہو جاوے **شعر** عشق
اور مشک چھپائے سے نہین چھپتے ہین یہ ؛ بر سر راہ ہی پٹتا ہے ڈھنڈھورا انکا ؛ یہ سمجھکر کہنے لگا
حضور یہ کیا غضب کرتی ہین کہ رنج والم سے بے سبب کرتی ہین رونے دھونے کو موقوف کیجے
اور ذرا دو باتین میری سن لیجیے شہزادی نے کہا اے محمود **ف** عشق مین اپنی جان کھوئینگے ہم
ابھی کیا روئے اور روئینگے ہم ؛ یہان تو چشمہ چشم سے ایک دریا بہتا ہے تجھے اس بات سے کیا
مطلب تو اپنی کہہ کیا کہتا ہے محمود نے کہا حضور یہ تصویر شہزادہ آرام دل خلف شاہ چین کی ہے
جسکے دیکھنے سے ماہ چہاردہم اپنی پیشانی پر داغ ندامت اوٹھاتا ہے یہ شبیہ اوس نازنین زہرہ جبین
کی ہے **فرد** تو بلقیس ہے گر سلیمان ہے وہ ؛ تو زہرہ ہے گر ماہ تابان ہے وہ ؛ یہ سنکے زیادہ تر
بیتاب ہو گئی بقول شخصے **ف** گفتگوے یار بھی دیدار سے کچھ کم نہین ؛ آرزوے وصل وصل یار سے
کچھ کم نہین ؛ اور کہنے لگی کہ محمود تجھے کس بات کا پردہ ہے واسطے خداے لایزال کے بیان جلد ا
اوسکے حال سے مجھے اچھی طرح آگاہ کر اور سرگذشت اپنی کہہ سنا محمود اندر گیا ملکہ نے محمود کی صورت
دیکھتے ہی ایک آہ سینہ سوزان سے بھری اور رومال سے آنسو پونچھکر کہنے لگی کہ محمود بہر خدا جلد بتا
کہ وہ شہزادہ کہان ہے جسکی یہ تصویر ہے دل اب قابو مین نہین ہر دم اندوہ کثیر ہے **مصنف**
خدا کے واسطے اوسکا پتا بتا قاصد ؛ کہان ہے وہ مہ تابان بتا بتا قاصد ؛ محمود نے کہا حضور
اس آہ و زاری اور بیقراری سے تو کام نہ نکلے گا اگر کوئی دیکھ لیگا میرے واسطے ضرر ہے جان کا
خطرہ ہے اس سے یہی بات بہتر ہے کہ ذرا آپ دم لیجیے مبادا کہین دشمنون کو صدمہ پہونچے ایسا
نہ ستم کیجیے جو مین عرض کرون پہلے اوسے سنیے صحراے بیخودی مین تنکے نہ چنیے عرض محمود نے



سب حال اپنا ملک چین مین جانا آرام دل سے ملاقات کرکے تصویر ملکہ دکھانا پھر شہزادیکا عاشق ہوکر دیوانہ وار طلب وصال مین آوارہ ہونا سب عیان کیا مگر صنوبر شہزادی اور سمن بر پری کے حال کو مصلحتاً نہ بیان کیا اور کہا کہ شہزادہ ایک ساحرہ کے پیچ مین آگیا ہے دیکھیے خدا کب اوس مکار عورت محتبہ فردگا سے اوسکو نجات دیتا ہے یہ طور جلکہ کہا گیا ہے ملکہ حسن افروز شراب محبت سے ایک تو سرشار ہو رہی تھی اس حال کو سنکر اور بھی مدہوش ہو گئی ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے یہ اشعار پڑھتے پڑھتے بیہوش ہوگئی حضرت اسد اللہ خان غالب

دل مرا سوز نہان سے بے محابا جل گیا * آتش خاموش کے مانند گویا جل گیا * دل مین ذوق وصل یاد یار تک باقی نہین * آگ اس گھر مین لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا *

محمود نے جلدی سے گلاب کیوڑہ چھڑکا ہوش مین لایا ملکہ حسن افروز نے آنکھ کھولی اور فرمایا

جرأت حال یہ کچھ تو ہے اب دل کی توانائی کا * کہ یہ طاقت نہین لون نام شکیبائی کا *

محمود ہاتھ جوڑکر قدمون پر گر پڑا اور بولا کہ حضور واسطے خدا کے ایسا رنج و غم نہ کھائیے یہ کیا غضب ہے اس طرح صدمے نہ اوٹھائیے دیکھیے پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب بھی کہتا ہون کہ ایسا نہو کہین رفتہ رفتہ شاہ کو خبر پہونچے دوست دشمن ہر جگہ ہین دیوار ہم گوش دارد میری جان مفت جائے آپ کا کیا نقصان ہو بیٹھے بٹھائے مجھپر آفت آسکے اب توقف کیجیے دل کو تسکین دیجیے دیکھیے تو مین کیا کرتا ہون اور کیا تماشا دکھاتا ہون پھر وادی تلاش مین قدم دھرتا ہون بحول اللہ المستعان تھوڑے عرصے مین محبوب کو پہلو مین لا بٹھاتا ہون یہ سب باتین عشق آمیز اور فتنہ انگیز ہو رہی تھین کہ ملکہ کی مانی جسنے اوسے دودھ پلایا تھا دالان مین آئی اوسکو دیکھتے ہی محمود کی روح بدن مین تھرائی ہوش جاتے

رہے سکتے کا عالم ہوا ملکہ حسن افروز کو بھی اپنی رسوائی کا غم ہوا مانی نے شہزادی سے کہا بیگم یہ کیا حال ہے اس طرح کیون سر جھاڑ منہ پہاڑ بیٹھی ہو جی تو بحال ہے ملکہ نے آنکھین نیچی کر لین اور کچھ جواب نہ دیا ع نہ ہنستے نہ کچھ کہا مگر آنسو نکل پڑے ۔ مانی پہلے ہی سب حال پرویز کے پاس کھڑی ہو کر سن چکی تھی مسکرا کر کہنے لگی کہ بیگم مین سب حال سن چکی ہون تم مجھسے راز دل نہ چھپاؤ کچھ بات کرو یونہین ناحق گھٹ گھٹ کے اپنا دل نہ کڑھاؤ مجھے تمھارے سر کی قسم ہے مین کسی سے نہ کہونگی تم مجھسے اپنے دل کی بات تو کہو حتی الوسع کوشش مین رہونگی آخر جب بہت تنگ کیا تو ملکہ حسن افروز نے کہا جیا جرات پوچھو نہ کچھ سبب مرے حال تباہ کا ۔ الفت کا یہ ثمر ہے نتیجہ ہے چاہ کا ۔ شیفتہ کس مزے سے مین لذت کو اوسکی دون ۔ کچھ دل ہی جانتا ہے مزا دل کی چاہ کا ۔ اے مانی مین کیا حال بیان کرون اور تمھین اس بات کا کیا جواب دون ع دل من داند و من دانم و داند دل من ۔ یہ کہتے ہی بیخود ہو گئی دل بھر آیا زخم جگر اوبھر آیا مانی کے گلے لگ کر خوب روئی ایسی روئی کہ پھر غش آگیا دوا نے جھنجھلا کر کہا کہ لڑکی نہ کچھ کہتی ہے نہ سنتی ہے زار زار روتی ہے ناحق رو رو کے آپ کو ہلاک کرتی ہے جان کھوتی ہے غرض بہزار دشواری پھر ہوش آیا پھر مانی نے پوچھا پھر یہی فرمایا ع دل من داند و من دانم و داند دل من ۔ محمود نے دیکھا کہ دوا خیر خواہ معلوم ہوتی ہے اور حال بھی سن چکی ہے کہنے لگا صاحب مین بڑی دیر سے بک رہا ہون سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا ہون کہ حضور واسطے خدا کے چند روز صبر کیجیے مین ابھی پھر جاتا ہون اور جس طرح ہو سکتا ہے شہزادے کو لاتا ہون مگر میری بات مطلق نہین مانتی ہین وعدہ کرتا ہون مگر جھوٹ جانتی ہین مانی نے کہا ع اے باد صبا اینہمہ آوردہ تست ۔ اے محمود تو نے بڑا غضب کیا کہ شہزادی کو گرفتار رنج و تعب کیا اب دیکھیے وہ شہزادہ کس گھڑی یہان آتا ہے اور میری لڑکی کے دل سے یہ غم و الم کب جاتا ہے محمود نے کہا جیا تم کیا کہتی ہو بیگم صاحبہ کچھ اپنی زبان سے کہین اور مجھے رخصت کرین دیکھو تو مین ابھی جاتا ہون یا نہین اور چھ مہینے کے عرصے مین شہزادے کو یہان لاتا ہون یا نہین یہ سنکر ملکہ حسن افروز نے آنکھ کھولی اور نہایت ضعف اور ناتوانی سے مانی کی طرف دیکھکر بولی کہ دیکھو مانی محمود کیا کہتا ہے تم بھی ذرا اس بات کی شاہد رہنا یہ مجھے زبان دیتا ہے ۔ اگر اسمین ذرا خلاف ہوگا ۔ سن لینا کہ مطلع صاف ہوگا ۔ پھر مہر اپنے نام کی کہ لعل بدخشان پر کندہ تھی اونگلی مین سے نکال کر محمود کے ہاتھ مین دی اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر کہنے لگی کہ محمود اوس جان جہان آرام دل عاشقان کو مجھ گمنام کی یہ نشانی دینا اور میری طرف سے بدست بستہ عرض کرنا مصنف ع خون دل کا ن شراب ہے تجھ بن ۔ دل بریان کباب ہے تجھ بن ۔ تیری فرقت مین

زندگی ہے عذاب ❊ اور مرنا ثواب ہے تجھ بن ❊ کوئی مونس نہ کوئی ہے غمخوار ❊ میری مٹی خراب ہے تجھ بن ❊ قہر غم خوب گھر کے آیا ہے ❊ چشم ہر دم پر آب ہے تجھ بن ❊ برق رخشاں پہ خندہ زن ہے آب ❊ دل کو وہ اضطراب ہے تجھ بن ❊ نالوں نے رعد کو کیا ہے خجل ❊ شور و غل بے حساب ہے تجھ بن ❊ اب فنا ہونگے ہم کوئی دم میں ❊ جان شکل حباب ہے تجھ بن ❊ اے شہ حسن التفات تو کر ❊ کشور دل خراب ہے تجھ بن ❊ آتشیں رخ دکھا سخن مجھکو ❊ دل مرا آب آب ہے تجھ بن ❊ دل میں مطلق تاب و تواں نہیں حال دل کیا کہوں قابو میں اپنی زبان نہیں ہر وقت جان دینے پر مستعد ہوتی ہوں بیقراری سے زار زار روتی ہوں جب یہ خیال آتا ہے کہ بے تیری ملاقات کے مر جاؤنگی حسرت اپنے وصال کا تیرے دل پر دھر جانا دل قبول نکریگا الزام اسکا مجھپر دھریگا ٹھہر جاتی ہوں دل کا پاس کر جاتی ہوں اور سچ تو یہ ہے کہ سید محمد خان رند فرقت میں ترے جان نکلتی بھی نہیں جاتی ❊ او جان جہان جان تو یوں دی نہیں جاتی ❊ اب اگر تم ہمارے شیدا اور معشوق باوفا ہو تو بہر خدا ایک نظر مجھ خستہ جان مہجور خاطر پریشان کو جمال جہان آرا اپنا دکھا جاؤ اور ایک مرتبہ مجھ بیمار اجل گرفتہ وقف صد آزار کو شربت دیدار پلا جاؤ ❊ رند دست قدرت پہ جان و دل صدقے ❊ تیری صورت پہ جان و دل صدقے ❊ آ جاؤ بس اب راہ خدا سے یار دکھاؤ ❊ مشتاق ہوں شیدا ہوں دیدار دکھاؤ ❊ یہ کہکر کچھ جی میں جو آگیا لیٹے لیٹے قلم اوٹھایا باچشم اشکبار یہ چند اشعار نامہ لکھے اور محمود کے حوالے کیے

نامہ ملکہ حسن افروز از مصنف

گل گلزار حسن و رعنائی	بلبل شاخسار زیبائی	شہسوار سمند ناز و ادا	نوبہار حدیقۂ زیبا
میرے دلدار میرے عاشق زار	میرے غمخوار میرے جان نثار	بعد صد شوق وصل جسمانی	بعد صد ذوق وصل روحانی
تیری تصویر جب سے آئی نظر	محو حیرت ہوں آ مرے لب پر	اللہ اللہ ترا یہ حسن و جمال	چشم بد دور روز و شب مہ و سال
رخ پر نور مہر عالمتاب	رنگ رخسار سرخ جوش شباب	نہیں ہے زلف کی جفا کی پناہ	یہ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ
چشم بیمار نے کیا بیمار	نگہ مست نے کیا سرشار	دل کو باندھا کمند گیسو نے	ذبح کر ڈالا تیغ ابرو نے
دہن تنگ نے کیا دلتنگ	رنگ چہرے کا دیکھ اوڑ گیا رنگ	سینے نے وصل کا کیا طالب	ہو میسر گمان سے غالب
ہاتھوں نے خوب [illegible] کی	لشکر ہوش کی صفائی کی	جب سے دیکھی تری کمر کی لچک	بیکلی ہے مجھے صنم اب تک
قد قیامت بلا ہے آفت ہے	چتونوں میں عجب شرارت ہے	سو غرض سر سے پاؤں تک آفت	زید اللہ حسن [illegible] رخت
اب سناؤں تمہیں ہم اسکا نام	جسکو عشاق نے کیا ہے سلام	کون وہ عشق خانمان برباد	ظالم و قاتل و ستم ایجاد
عشق کو کہیے مجمع الآفات	عشق موذی بلا اور بدذات	عشق ظلم و ستم ہے آفت ہے	عشق بے مہر و بے مروت ہے

عشق رہتا ہے دل مین ہو کر داغ ❊ اس غم آباد کا یہی ہے چراغ
تلخکامی اسی سے حاصل ہے ❊ ذائقہ اسکا سم قاتل ہے
رشتۂ عمر کو زبانہ ہے ❊ توسن جان کو تازیانہ ہے
دل ہی سبکا خون کرتا ہے ❊ یہی پیدا جنون کرتا ہے
میرے دل مین بھی گھر کیا اسنے ❊ آخر اپنا اثر کیا اسنے
تپ فرقت سے جسم جلتا ہے ❊ دل سے ہر دم دھوان نکلتا ہے
خون دل چشم تر سے جاری ہے ❊ زخم دل پر ہمارے کاری ہے
سخت بیچین ہون خدا کی قسم ❊ تیرے ہی چشم سرمہ سا کی قسم
ہجر مین تیرے اب تو مرتے ہین ❊ کوئی دن زندگی کے بھرتے ہین
ناتوانی سے اب یہ حالت ہے ❊ بات کرنا بھی اک قیامت ہے
کبھی ہوتے ہین جان سے بیزار ❊ کبھی روتے ہین آہ زار و نزار
کبھی بلبل کیطرح نالان ہین ❊ کبھی سنبل صفت پریشان ہین
کبھی جوش جنون سے وحشت ہے ❊ کبھی کچھ آپ ہی آپ رقت ہے
آنکھین شبنم کیطرح گریان ہین ❊ کبھی نرگس کیطرح حیران ہین
کبھی صدیا دکھایا آنکھون نے ❊ کبھی سر تک ڈبویا آنکھون نے
کبھی دل آبلہ سا پکتا ہے ❊ کبھی آنکھون سے خون ٹپکتا ہے
ایسے جینے سے کاش مر جائین ❊ جان سے اپنی ہم گذر جائین
مگر ہم کیا کرین کہ ہین مجبور ❊ ہے زمین سخت آسمان ہے دور
اب جدائی بہت ستاتی ہے ❊ آمری جان کہ جان جاتی ہے
مہر کر دے گا اب بیان سخن ❊ بڑی آفت ہے یہ زبان سخن

اور نامہ کو لفافہ کر کے یہ شعر شیخ محمد ابراہیم ذوق کا بصد ذوق و شوق لکھا اور محمود کے حوالے کیا ذوق مرحوم یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجاے مہر ❊ آنکھ اپنی ہو لفافہ خط پر لگی ہوئی ❊ محمود نامہ لیکر ملکہ سے رخصت ہوا وقت رخصت شہزادی نے کئی کشتیان زر و جواہر معمور محمود کو عنایت کین اور خلعت سے سرفراز کیا محمود آداب بجالایا نصر من اللہ و فتح قریب کہکر رخصت ہوا اور صبحدم ملک تبریز کیطرف روانہ ہوا

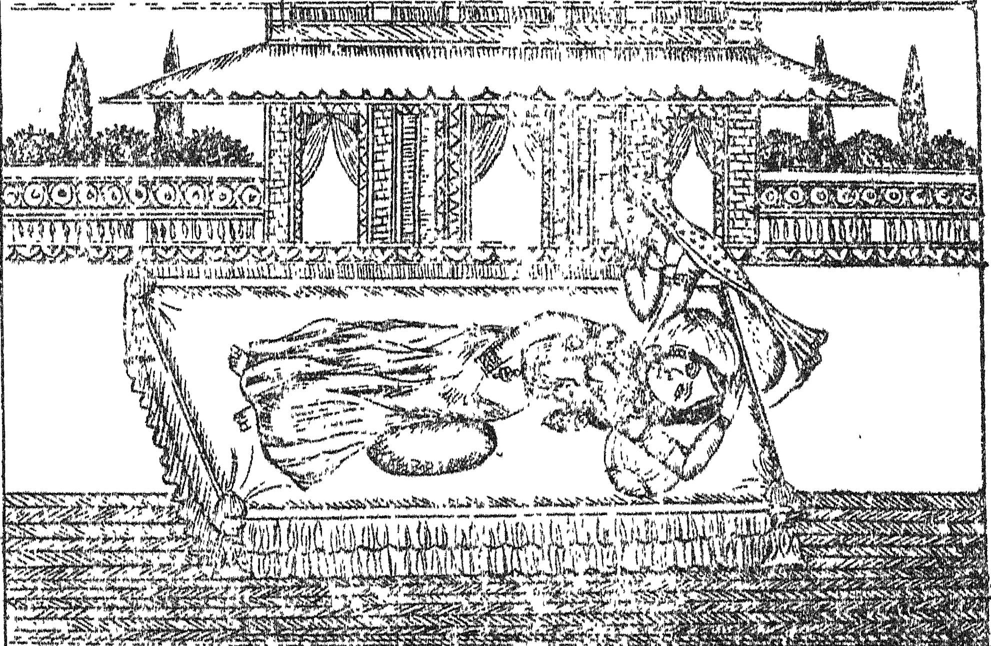
داستان بیقرار ہونا ملکہ حسن افروز کا فراق دلدار مین اور آگاہ ہونا شاہ فارس کا شہزادی کی بے قراری سے اور حال دریافت کے لیے آنا اور ہی حالت اضطرار مین

[illegible] ساقی نے دی شراب سخن ❊ بھر گئی عشق سے کتاب سخن ❊ کہین عاشق پڑے سسکتے ہین ❊ کہین معشوق بھی پھڑکتے ہین ❊ اب ذرا اور بھی دے اک اک جام ❊ کہ یہ محفل بخیر ہو انجام ❊ شہسواران عرصۂ عشقبازی و خارسان صحراے جانگدازی مسافران بادیۂ ناکامی بردوش باختہ ہوش از خود فراموش لکھتے ہین کہ جب محمود ملکہ حسن افروز سراپا گداز و ہمہ تن سوز سے رخصت ہو کر شہزادہ آرام دل کی تلاش مین نکلا یہان طپش دل فردوس منزل مین زیادہ ہوئی بسمل کی طرح تڑپنے لگی جان دینے پر آمادہ ہوئی جب وحشت خاطر زیادہ پائی عقیلہ تو تھی اپنے دل کو سمجھاتی

رند اے دل نہ تڑپ اتنا گیا ہے مرا قاصد ٭ آج آئی خبر یار کی یا کل خبر آئی ٭ رند دل بیتاب شتاب
آئیگا قاصد نہ تڑپ ٭ راہ مین دیر لگے گی فقط آتے جاتے ٭ سمجھاتے سمجھاتے جب خیال یار پیش
کرتا آنسو نکل آتے پھر وہی نقشے ہوجاتے بیتابی زور کرتی بیقراری دل مین شور کرتی مانی نے کہا بیگم
خدا کے لیے ایسی بے قرار نہو آہ وزاری کو موقوف کرو ڈرتی ہون کہ اس حال سے کوئی خبردار
نہو ملکہ نے کہا اے جیا جرات شعلہ و برق و شرر بھی ہمنے دیکھے پر کوئی ٭ بیقراری مین نیا یا اس
دل بیتاب سا ٭ دل ہے کہ فریاد خدا جانے کہ کیا آفت ہے یہ ٭ تلملاتا ہے پڑا پہلو مین اک سیماب
سا ٭ جیا مین کیا کرون دل کو کیونکر سمجھاؤن جو شے اپنے قابو مین نہو تو پھر اوس پر کسیکا بس نہین چلتا
ہے درد دل دے دیا ہے اک بت کافر کے ہاتھ مین ٭ اب حق مین دیکھیے مرے اللہ کیا کرے
مانی نے کہا بی بی یہ خبط ہے ذرا سنبھلو یہ مقام ضبط ہے خدا کی عنایت سے نا امید نہو اوسی کو یاد
کرو مژدہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ سے جی شاد کرو اب اوٹھو ہاتھ منہ دھو ڈالو دل کو سنبھالو دیکھو
خاصہ کا وقت آیا ہے لوگ اس حال مین دیکھین گے تو کیا کہینگے یہ کیا بیہودہ پن جی مین سمایا ہے
کچھ سمجھ مین نہین آتا بس ہر دم رونا ہے بی بی اللہ حافظ و نگہبان ہے جو ایسا رونا دھونا ہے
خیر وہ بھی اک بات تھی ہوگئی اب دیکھو محمود گیا ہے کیا جواب لیکر آتا ہے ملکہ نے کہا مانی للہ تم اس
مقدمے مین دخل نہ دو مجھے نہ ستاؤ تم نہین جانتی ہو مین جس حال مین ہون مجھے اوسی حال مین
رہنے دو میرا مغز نکھاؤ **میر تقی** انداز وہی سمجھے مرے دل کی جاہ کا ٭ زخمی ہوا کوئی ہوئے کسیکی
نگاہ کا ٭ یہ کہکر اوٹھی اور چھپر کھٹ مین جا لیٹ رہی تصویر کو چھاتی سے لگا کر ایک شور مچایا اور بصد
حسرت و یاس رو کر فرمایا **نسیم دہلوی** نہ تم رہین نہ دل پہلو مین روئین آہ کس کسکو ٭ مقام شکر ہے
دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہے ٭ اس عرصے مین قمر النسا وزیرزادی جو شہزادی کی ہمسن تھی بلکہ
شہزادی سے بھی کمسن تھی شیش محل مین آئی ملکہ کو جو ندیکھا بہت گھبرائی مانی سے کہنے لگی کیون
مانی بیگم صاحب کیا ابھی تک سوتی ہین کیا سبب ہے جو بیدار نہین ہوتی ہین مانی کہ انجام کار کے
فکر مین غوطے کھا رہی تھی دل سے سو سو تدبیرین بنا رہی تھی کچھ نہ بولی قمر النسا چھپر کھٹ کے
پاس آکر پردہ اوٹھا کر دیکھتی کیا ہے کہ شہزادی کی آنکھین نرگس وار کسی کے انتظار مین وا ہین مگر
آنکھون سے دو دریا رواں ہین گویا گنگا جمنا ہین رنگ چہرے کا زعفرانی ہے لب خشک ہین دل
مین سوز نہانی ہے گرمی عشق سے پیشانی عرق آلود ہے کسیکے تصور مین سکتے کا عالم ہے
چین دل کا مفقود ہے جب بیتابی دل زیادہ ہوتی ہے یہ غزل پڑھتی ہے اور روتی ہے

حال دل زار ہی کیا ہونا ہے	سخت دشوار ہی کیا ہونا ہے [illegible]	دل ہمارا ہے وفا کیا جانے جان زار اس کی گرو لگی ہاتھوں الہی ایسے شراب الفت	لو گرفتار ہے ہم کیا ہونا ہے سخت ناچار ہی کیا ہونا ہے مست و سرشار ہی کیا ہونا ہے

قمر النسا یہ حال دیکھکر متحیر ہوئی چھکے چھوٹ گئے رشتہ استقلال ٹوٹ گیا [illegible] ششدر ہوئی گھبرا کر کہنے لگی بیگم مزاج کیسا ہے خدا کے لیے فرمایئے تو یہ کیا ہے [illegible] افروز نے منہ پھیر کر جواب دیا کہ ہاں سکھی اچھی ہیں قمر النسا فرط محبت سے بیقرار ہو کر مائی [illegible] دیکھو تو تمھاری بیگم کے دشمنوں کا کیا حال ہے



تمہیں کچھ خبر بھی ہے کیا مجھ پر تیر پڑ گئے عقل پر پڑ دال ہے مائی گھبرا کر کہنے لگی کیوں بی بی خیر تو ہے قمر النسا نے کہا بھئی واللہ تمنے کبھی خیال کیا کہ ہر دم پاس رہتی ہو اور پھر خیر تو ہے کس منہ سے کہتی ہو یہ کہکر گھبرائی ہوئی بیگم صاحب کے پاس گئی جا کر سب حال بیان کیا رو رو کے تر دامان کیا بیگم صاحبہ اور سب خواصیں سراسیمہ و پریشان افتان و خیزان شہزادی کے پاس آئیں بیگم صاحبہ تلملاتیں بیقرار ملکہ سے کہنے لگیں کہ میری جان کہو تو جی کیسا ہے میں تیری واری کیوں تیرا حال ایسا ہے ملکہ نے کہا اماں جان کیا کہوں دل میں درد ہے تمام بدن میں اعضا شکنی ہے دیکھیے چہرہ زرد ہے کلیجہ منہ کی راہ نکلا آتا ہے کچھ ایسا درد اٹھتا ہے کہ جی بیٹھا جاتا ہے رونے کو بے اختیار دل چاہتا ہے مگر اب تک تو ضبط کیے ہوں آگے دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے حضرت غالب

پھر کچھ ایک دل کو بے قراری ہے ۔ سینہ جو یاسے زخم کاری ہے ۔ یہ سرگذشت سنکر بیگم صاحبہ کے
ہوش اوڑ گئے پانو اچھالنے لگے اور تو کچھ بن نہ آیا گھبرا کر فرمایا کہ ارے کوئی حضور کو خبر کر دے سنتے ہی ایک خواجہ سرا
دوڑا گیا بادشاہ کے حضور میں سب حال گزارش کیا بادشاہ کہ اوس وقت تسبیح خانہ میں مشغول
یاد الٰہی تھے شہزادی کی حالات کی خبر سنکر محل میں تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بیٹا کہو کیا سبب
ہے جو تمکو اس قدر رنج و تعب ہے ملکہ نے کہا جناب عالی میں بھی حیران ہون کہ اس بیخودی کا باعث
کیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل خود بخود نکلا آتا ہے تمام بدن سنسناتا ہے لوگون کی کثرت
اور شور غل سے دم رکتا ہے تن بدن میں آگ لگ رہی ہے تمام جسم پھنکتا ہے خدا جانے کیا
آفت آسمانی اس دل کمبخت پر نازل ہوئی ہے کہ اسقدر روتی ہون مگر ابتک تسکین نہین حاصل
ہوئی ہے بادشاہ باخاطر پریشان روتے ہوے باہر تشریف لائے اور مسیح الزمان حکیم
احسن اللہ خان کو علاج کے واسطے بھیجا تب حکیم صاحب آئے مانی نے ملکہ کو ہوشیار کیا
حکیم صاحب کے آنے سے خبردار کیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر ایک آہ سینہ سوزان سے بھری یہ کہا اور پھر
آنکھ بند کر لی لاچار نبض دیکھنے اے طبیب ہاتھ لگا اور دوا ۔ میری تو یہ مشکل ہے ہاے
ہاے اور دوا ۔ حکیم صاحب نے کہا حضور یہ کیا فرماتی ہین ناحق رو رو کے اپنے مرض کو بڑھاتی
ہین ذرا نبض دکھلائیے پھر تابعدار جو دوائین دے اوسے نوش فرمائیے دیکھیے تو کیا جلد آرام
ہوتا ہے اور یہ کہتے تھے کہ بابند دوائین دیکر یہ مرض کھوتا ہے ملکہ نے خفا ہو کر جواب دیا کہ حکیم صاحب
آپ سے ... کیا مرض کیا تشخیص کیا جو آپ دوا بھی اپنے ساتھ لیتے آئے ہین جائیے
مطلق ... آپ ناحق دوا دیتے آئے ہین حسن ہو از سر بالین من برخیز ای ناداں
... درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست ۔ قمر النسا کہ نہایت زیرک اور دانا تھی شہزادی
کے ... کلام سے فوراً دریافت کر گئی کہ ہو نہو یہ بادہ سودا وہی عشق کا رجوع ہے آفتاب
محبت کا مشرق سینہ سے طلوع ہے مگر ابھی شروع ہے بقول شخصے ع کہ عشق و مشک را نتوان
نہفتن ۔ دل مین تو سمجھ گئی مگر اوس وقت کچھ نبولی بیگم صاحبہ بھی اس کلام سے ہوشیار ہوئین
مانی کو الگ لیجا کر کہنے لگین کہ مانی تمکو تو معلوم ہوگا کہو تو یہ ماجرا کیا ہے وہ کیا چیز ہے جو اندر ہی اندر
اسکے دل کو ستاتی ہے مانی ہو نہو مجھے تو لڑکی کے کلام سے عشق کی بو آتی ہے جب مانی نے دیکھا
کہ راز آشکار ہوا بخبر آتی اب چارہ نہین حال ظاہر سارا ہوا بیگم صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کے شہزادی کے قریب
لا لائی اور تصویر جو ملکہ کے سینے سے لگی ہوئی تھی آہستہ سے اوٹھا کر دکھائی بادشاہ بیگم تصویر دیکھتے ہی

ہزار جان سے اوس جان جہان پر نثار ہو گئین صورت دیکھتے ہی بیقرار ہو گئین مسکرا کر فرمانے
لگین کہ ہائی یہ کس یوسف ثانی کی تصویر ہے اور یہ کون شہنشاہ والاجاہ صاحب عز و توقیر ہے
مانی نے اوڑا یہ آتا اتنا حقیقت حال بے اختلال محمود کا آنا اور تصویر دکھانا شہزادی کا عاشق ہونا
اور مبتلا اوس شہزادہ پر محمود کا جانا سب بیان کیا بیگم صاحب نے جب حال شہزادی کے عشق کا سنا
نال کار ہو چکی غمگین ہوئی مگر اور اطراف کی طرف سے کچھ شک ہوا دل کو ذرا تسکین ہوئی مانی
کو لگے ایسا کہ سمجھایا کہ تم جہان دیدہ ہو فرا لڑکی کی دلداری کرتی رہنا شوق کمبخت نے اسکے دل
کو تنگ کر دیا ہے تم دم بدم غمخواری کرتی رہنا اور کہنا کہ بی بی گھبراؤ نہین خاطر جمع رکھو جس کی تمنے تصویر دیکھی
ہے تمہاری اماں جان اوسی شہزادے کے ساتھ تمہاری شادی کرینگی ذرا اپنے دل کو تسکین دو
صبر سے بیٹھی رہو انشاء اللہ تعالی بہت جلد گلہاے مقصود سے تمہاری گود بھر دینگی یہ کہکر بیگم صاحبہ
ماہ حسن افروز کے پاس آئین اس طرح کی گفتگو تو زبان پر نہ لائین مگر آغوش مین لیکر پیار کیا
پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا میری جان تمھین اللہ کی امان ہمسے کچھہ بات تو کرو بیگم یہ عجیب بات ہے
دیکھو ہر دم ٹھنڈی ٹھنڈی سانس نہ بھرو ملکہ نے کہا اماں جان شعر آپکی باتون سے یہ اور بھی
دل دکھتا ہے ؏ جائیے مہر خدا یا نئے کہ دم رکتا ہے ؏ بھلا ہم کیا بات کرین آپ بزرگ ہین آپکو
اس بات کا کیا جواب دین درد کسی سے کیا بیان کیجیے اس اپنے حال ابتر کو ؏ دل اوسکے
ہاتھہ سے بیٹھے جیسے جانا پہچانا ؏ آخر جب بیگم صاحبہ نے دیکھا کہ بات کرنے سے طبیعت
پر جوش آتا ہے آدمی کی صورت سے نفرت ہے کلام سے دم گھبراتا ہے ناچار خاص محل مین تشریف
لائین ہمراہ اپنے وہ تصویر بھی لیتی آئین بادشاہ جو محل مین آئے بیگم صاحبہ نے تخلیہ کیا اور شاہ
سے طلب مشورہ کیا جب حضور آ کر بیٹھے بیگم صاحبہ نے وہ تصویر بادشاہ کو دکھائی شاہ والاجاہ
بیک نگاہ حیران انگشت بدندان دست قدرت کے قربان ہو کر رہ گئے اور فرمانے لگے بیگم یہ کون
خجستہ نہاد ہے آدمزاد تو نہین معلوم ہوتا شاید پریزاد ہے بیگم نے کہا حضور مین پہلے آپ سے یہ
پوچھتی ہون کہ اگر یہ شخص آپکی صاحبزادی کے ساتھہ شادی کی درخواست کرے تو آپ کو منظور ہے
بادشاہ نے کہا صاحب اگر یہ کوئی شہزادہ عالیخاندان والا دودمان ہے تو خیر کیا مضائقہ منظور ہے
ورنہ ابھی ان باتون کا کیا مذکور ہے بیگم صاحبہ نے کہا سنیے یہ تصویر شہزادہ آرام دل پسر شاہ چین
کی ہے جو آپکی ملکہ کا حسن و جمال سنکر عاشق ہوا ہے یہ تصویر اوس نازنین مہ جبین کی ہے محمود
سوداگر متاع خوبی سمجھکر لایا تھا اور آپکی صاحبزادی کے حضور مین نذر گذرانا تھا پس دیکھنا کیا تھا

گویا قیامت کا آنا تھا جب سے یہ تصویر دیکھی ہے لڑکی اوسکی عاشق زار ہے فرط محبت سے بے قرار ہے
نہ تو دشمن بیمار ہین نہ خدانخواستہ کچھہ آسیب ہے مگر حضرت عشق پڑھے جن سوار ہین یہ سب اونھین
کا فریب ہے اور فی الحقیقت صورت اچھی جہان کو پسند ہے معشوق باوفا کہان ملتا ہے اسی سبب سے
دل عاشق دردمند ہے خوش نصیبون کو ایسے بھی ملجاتے ہین کہ جذبہ محبت کھینچ ہین ہو کر آپ ہی
دوڑے چلے آتے ہین اب آپ کو اختیار ہے چاہے ہمارے فرزند کی خوشی کیجیے یا اپنی ضد (?) بندی (?) سے
ہے اور جو آپ سچ پوچھئے مین تو یہ بات ہماری یاد رکھیے کہ اگر حیرانی عقل کا ماتم [illegible] مین
تو قیامت تک ایسا شہزادہ خوب صورت نگاہ مین والا خاندان باعز و تمکین اندھیرے گھر کا اوجالا
نملیگا اور بالفرض اگر ہزار خرابی کوئی مل بھی گیا تو یاد رہے کہ آپکی صاحبزادی کا چاہنے والا نہ ملیگا
مصنف دنیا مین اگر ڈھونڈھیے تو کیا نہین ملتا + پر چاہنے والا ہمین ملتا نہین ملتا + بادشاہ
اس حال کو سنکر دیر تک بحر تفکر مین غوطہ زن رہا پھر بہت سوچ کر کہا کہ اچھا مین اسکا جواب پھر دونگا
تم لڑکی کو سمجھاؤ خاطر آشفتہ بہلاؤ بیگم صاحبہ نے کہا بھلا جس بشر پر عشق کا سایہ ہوتا ہے اور جسکو
وصال یار کی دھن ہوتی ہے وہ کسکی سنتا ہے بقول ناسخ ہر گھڑی کہتے ہو صاحب صبر کر +
بندہ عاشق ہے دیا ایوب ہے + ایسے شخص کو کچھہ کہنا یا سمجھانا فقط ستانا اور ناحق جی جلانا ہے
بادشاہ خاموش اوٹھے اور تصویر ہاتھہ مین لیے باہر تشریف لائے وہان ملکہ **حسن افروز**
نے جو فرصت پائی معشوق کی یاد آئی غشی سے کچھہ افاقہ ہوا تھا آنکھہ کھولی چشم نم باز سے فلک کو دیکھکر
کف افسوس ملے اور دہنی طرف سے بائین طرف کروٹ لیکر پھر وہی شعر زبان پر لائی **نسیم دہلوی**
نہ تم ہو پہلو مین نہ دل پہلو مین روئین آہ کس کس کو + مقام شکر ہے دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہے +
دل امڈا آتا ہے ارخوش (?) گلے مل مل کے رونیکو + کمر بستہ سفر جنت مقرر کوئی آتا ہے + گذرتی ہین بڑی تکلیف سے
راتین جدائی کی + ملین پھر دیکھیے ہم اب دیکھیے وہ دن کب آتا ہے + مین صدقے اے اجل آجا
شب فرقت مین جلدی سے + ہماری جان جاتی ہے ترا کیا ہمین جاتا ہے + **نسیم دہلوی** اب ناتوانی
سے یہ عالم ہے + کوئی ہمکو اوٹھاتا ہے کوئی ہمکو بٹھاتا ہے + یہ پڑھکر خوب روئی جب رونے سے بھی عاجز آئی تو یہ مثلث
کا بند لب پر لائی **مومن خان مرحوم** منظور ہے کچھہ اور کہ اشک آنکھہ سے چلے + من گریستم گریہ
بعالم کنند ولے + میرسید بت بہ نرگس شہلا گریستن + ہین خون فشانیان عبث اے چشم اشکبار + جز گریہ کار
دل نگر پیسر (?) شود زیار + صد سال میتوان بہ تمنا گریستن + کبھی جو دل گھبراتا تو یہ شعر لب پر آتا تھا
لب جانبخش کی الفت مین لب پر جان آئی ہے + مریض عشق مرتا ہے مسیحا کی دوہائی ہے

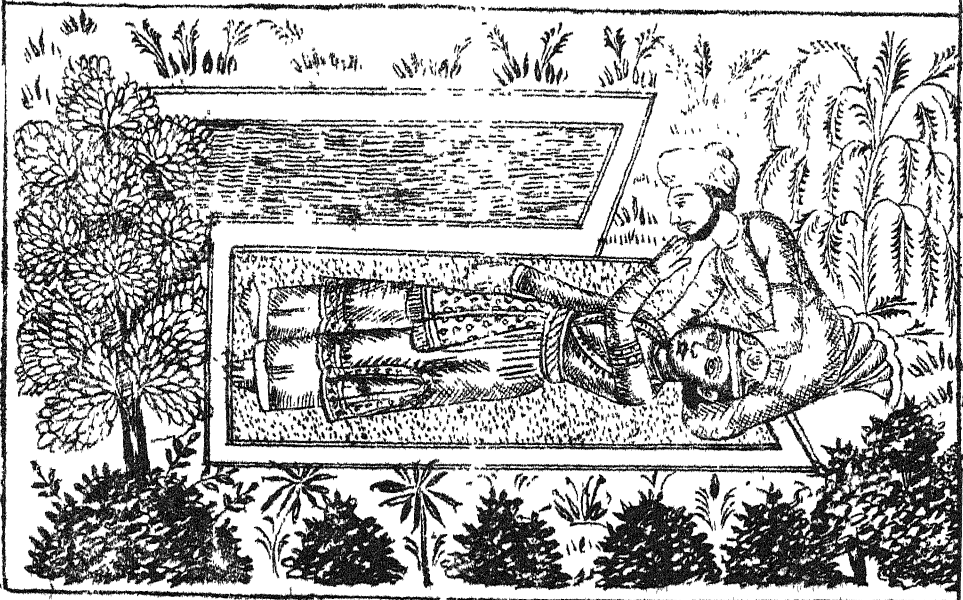
اس بیقراری اور آہ وزاری مین تصویر کا جو خیال آیا جا بجا ڈھونڈھا اور نہ پایا تو بے اختیار ہو گئی آپ مین نرہی مانی کے گریبان مین ہاتھ ڈال کر کہنے لگی کہ دیکھو مانی مین تیرا گریبان چاک کرونگی میری چیز میرے حوالے کرو نہین تو ابھی اپنے تئین ہلاک کرونگی مانی نے کہا بیگم خیر ہے دشمنون کو کیا ہو گیا خدا سے ڈرو بیٹے تو آج تک ایسی باتین نہ کبھی دیکھین نہ سنین ماشاء اللہ چشم بد دور ابھی تو تصویر ہی دیکھی ہے جب صورت دیکھو گی تو زمین پر پاؤن نہ رکھو گی ملکہ نے کہا ہان سچ کہتی ہو تمنے ابھی دنیا مین کیا دیکھا ہے تم تو ابھی پیر نا بالغ ہو بال دھوپ مین سفید ہو گئے ہین اچھا تم ہی اپنی کہو تو کیا کہتی ہو مانی نے کہا لڑکی بیگم صاحبہ نے بھی وہ تصویر دیکھی اور جب مجھسے حال دریافت کر کے بہت خوش ہوئین اور فرماتی تھین کہ انشاء اللہ تعالے مین اپنی لڑکی کی شادی اوسی شہزادے کے ساتھ کرونگی اور یہ تصویر حضور کے دکھانے کو لیگئین ہین ملکہ یہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی رنگ زعفرانی گلابی ہو گیا باغ باغ ہو کر اور مسکرا کر یہ شعر زبان پر لائی مرزا رفیع سودا ہجر اور وصل سے کچھ کام نہین ہے مجھکو * بات وہ کیجے کہ ٹک دل کو ہو تسکین جس مین * مانی مجھے اس سے کیا مطلب کہ امان جان کیا کہتی تھین اور باوا جان کیا کہتے تھے تم میری تصویر دینے والی کون تھین خدا کی قسم مانی خیر اسی مین ہے کہ میری تصویر مجھے منگا دو مانی نے قمر النساء سے کہا کہ بی بی کچھ سمجھ مین نہین آتا خدا جانے اوس بالشت بھر کاغذ مین کیا رکھا ہے ذرا تم جاؤ اور بیگم صاحبہ سے وہ مانگ لاؤ وہ گئی اور بیگم صاحبہ سے سب حقیقت کہی اونھون نے اوسی وقت تصویر منگوائی اور قمر النساء کے ہاتھ شہزادی کے پاس بھجوائی جب تصویر آئی دل نے ذرا توانائی پائی رات دن اوسی کا شغل ہر دم اشعار برجستہ اور برمحل میر حسن غزل یا رباعی و یا کوئی فرد * اسی ڈھب کے پڑھنا کہ * جس مین درد * کبھی صبا یار کی طرف سے پاس ہجوم غم سے رنگ فق چہرہ اوداس کبھی جو درد دل سوا ہوا تو پیچ و تاب کھا کر بائین طرف ہاتھ سے دبا دیتی تک خاموش رہی صدمے سے بیہوش رہی جب آنکھ کھولی دل کو ڈھونڈھا پہنا نہ پایا نالون کو ضبط کیا اور فرمایا حضرت غالب کیوں دے کے دل کوئی نوا سنج فغان کیون ہو * نہ جب دل ہی سینے مین ہین تو پھر منہ مین زبان کیون ہو * کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو * نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازدان کیون ہو * وفا کیسی کہان کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا * تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستان کیون ہو * یہ کہہ سکتے ہو ہم دل مین نہین ہین پر یہ بتلاؤ * کہ جب دل مین تمھین تم ہو تو آنکھون سے نہان کیون ہو * غرض ہر دم سوز عشق سے آہ و زاری تھی التہاب قلب سے بیقراری تھی کسی عنوان دل کو قرار نہ تھا سب نصیحت کرنے والے تھے مگر کوئی غمخوار نہ تھا

رہائی اوس گرفتار دام محبت کی عورت بدذات کے جال سے پھر ملک فارس کی طرف روانہ ہونا اوس بادیہ پیماے عرصۂ الفت کا محمود سے ملنا اور آگاہ ہونا ملکہ حسن افروز کے حال سے

ہان پلادے ساقیا اک اور جام ٭ مستیون کا اب دکھا عالم تمام ٭ نشے کا لب بادۂ گلفام دیکھ اس آغاز کا انجام تو ٭ طلسم کشایان جادۂ سخن و نخلت نشینان گوشۂ رنج و محن عقدہاے حال گرفتاران کو ناخن تدبیر سے یون کھولتے ہین کہ ایک شب وہی عورت ساحرہ حسب معمول آرام دل کے پاس بیٹھی اختلاط کی باتین کر رہی تھی اثناے گفتگو مین شہزادے کی نظر اوس تصویر پری پر جو ساحرہ اپنے ہاتھ مین پہنے ہوے تھی دیکھتے ہی سمن پری کی باتون کا خیال آگیا جی مین کہنے لگا خیر پھر آنکھ بچا کر اور ایک بال کو اون بالون مین سے جو بازو پر بندھے ہوے تھے نکال کر دونون طرف سے پکڑ کے کھینچا کچھ دیر نہ گذری ہوگی کہ سفید دیو ہزارون دیو ہمراہ لیے ہوے آرام دل کے حضور مین حاضر ہوا آداب و تسلیمات بجالایا اور شہزادے کو اس حال مین دیکھکر سخت متحیر ہوا اوسکا ایسا ساحرہ دیوون کی شکل دیکھتے ہی بسرعت تمام حجرہ مین گئی اور غضبناک ہو کر ایک ٹھوکر زمین پر ماری زمین شق ہوگئی صدہا حبشی شمشیر برہنہ ہاتھون مین لیے غل مچاتے باہر نکلے دار و گیر کا ہنگامہ ہوا سب درہم برہم وہ کارخانہ ہوا دونون طرف سے تلوارین چلنے لگین زمین سے خون کی ندیان اوبلنے لگین آرام دل نے سفید دیو سے کہا کہ کھڑا کیا دیکھتا ہے جا اور میری انگشتری اوس قحبہ سے چھین لا سفید دیو انگشتری کا نام سنتے ہی زرد ہوگیا خوف سے ہراسان ہوا بید کی طرح لرزان ہوا جی مین کہنے لگا بڑا غضب ہوا کہ انگشتری سلیمانی اوسکے ہاتھ آئی اب مین شہزادے کی رہائی کی کیا تدبیر کرون سوچتے سوچتے ایک کشتی نظر آئی کہ زمین و آسمان کے بیچ مین گردش مین ہے یہ دیکھتے ہی اوسکی طرف لپکا اور ایک ہی حملے مین اوسکو اپنے قبضے مین کر زمین پر لایا اوس کشتی مین ایک پنجرہ اور اوس پنجرے مین ایک مینا بند تھی دیو اوس مینا کو نکالکر آرام دل کے پاس لایا اور کہا کہ حضور اس مینا کے جسم مین اس ساحرہ کی روح ہے آپ اسے خوب تکلیف دیکر مار ڈالیے دل کا حوصلہ نکالیے پہلے اسکا ایک بازو توڑ لیے پھر دوسرا پھر ایک ٹانگ پھر دوسری ٹانگ پھر خوب زور سے اسکی گردن مروڑ لیے غرض جیتا نچوڑ لیے آرام دل

مینا کو ہاتھہ مین لیکر جاہتا تھا کہ پہلے بازو توڑے ساحرہ نے غل مچایا کہ او شہزادے دیکھہ کیا ستم کرتا ہے
میرے احسان بھول گیا او محسن کش تو میرے غضب سے نہین ڈرتا ہے مصنف ابھی سمجھکے مزا
چکھا دونگی خاک ہو جائیگا جلا دونگی ٭ سفید دیو نے جواب دیا کہ او بدبخت ننگ خاندان شہنشاہ
قاف جو تم سب کا پیر و مرشد اور اوستاد ہے تو نہین جانتی کہ یہ شہزادہ اوسکا داماد ہے بس خیر اسی
مین ہے کہ وہ انگشتری لا ورنہ اپنی جان سے ہاتھہ اوٹھا ساحرہ نے کہا اچھا تو قسم کھا کہ انگشتری
لیکے مینا کو چھوڑ دونگا دیو نے کہا مجھے خاکپاے سلیمان کی قسم اگر تو انگشتری دیگی تو مین بھی تیری
مینا چھوڑوا دونگا ورنہ پھر وہی قسم کھاتا ہون کہ مینا کو مار ڈالونگا اور اس شہر کو بیخ و بنیاد سے
کھود واکر ہوا پر اوڑوا دونگا ساحرہ نے جب دیکھا کہ سواے صلح کے اب کوئی چارہ نہین ناچار
وہ انگشتری سفید دیو کی طرف پھینکی دیو نے جلدی سے شہزادے کی اونگلی مین پہنا کر یون عرض کی
کہ خداوندا اب اس مینا کو چھوڑ دیجیے اور مع الخیر یہان سے تشریف لے چلیے آرام دل نے مینا
کو چھوڑ دیا اور دروازے کے باہر آکر شکر خداے کریم بجا لایا پھر دیو کو رخصت کر کے کمر ہمت چست
باندھی ملک جانان کی راہ لی اور یہ فرمایا ذوق رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ئے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے ٭ مے عشق سے سرشار تھا چومتا تھا خار بیابان
کام پہ قدم چومتا تھا جب کوئی کانٹا آبلہ پا مین چبھ جاتا تو ہنسکر فرماتا خواجہ حیدر علی آتش
آبلے پانون کے کیا تو نے ہمارے توڑے ٭ خار صحراے جنون عرش کے تارے توڑے ٭
کی حدت تپ فرقت کی شدت اپنے حال زار پر رقت صدمہ دوری سے مرنے کی نوبت اس حال
مین جو آرام جان کا خیال آتا تو جنون اور زیادہ ہوتا یہ کہتا اور حضرت غالب دیوانگی
سے دوش پہ زنار بھی نہین ٭ یعنے ہماری جیب مین اک تار بھی نہین ٭ شوریدگی کے ہاتھ سے
ہے سر وبال دوش ٭ صحرا مین اے خدا کوئی دیوار بھی نہین ٭ ملنا اگر ترا نہین آسان تو سہل
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین ٭ بے عشق عمر کٹ نہین سکتی ہے اور یہان ٭ طاقت بقدر لذت
آزار بھی نہین ٭ دل مین ہے یار کے صف مژگان سے روکشی ٭ حالانکہ طاقت خلش خار بھی نہین ٭
اسی طرح ہزارون آفتین اور مصیبتین جھیلتا ہوا جان پر کھیلتا ہوا چلا جاتا تھا فلک کے جور و ستم سے
جب گھبراتا تھا تو یہ اشعار زبان پر لاتا تھا شیخ محمد ابراہیم ذوق رکھہ بکدبس اے چرخ ستمگر
ہمکو ٭ ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو ٭ اور ہمدرد کہان ہو نہ ہوا لگے حضرت دل ٭ درد اس تمکو ہمارا
ہو تھا ما ہمکو ٭ ہر قدم پانون پہ سر رکھتے ہین خار سر دشت ٭ اے جنون تو نے ہی کانٹون مین گھسیٹا ہمکو

دل مین تھے قطرۂ خون چند سو بانند حباب ٭ نہ رہی وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو ٭ ہم تبرک ہین
بس اب کر لے زیارت مجنون ٭ سر پہ پھرتا ہے لیئے آبلہ پا ہمکو ٭ ایک دن چلتے چلتے راہ کی
ماندگی سے عاجز آیا تاب و طاقت نے جواب دیا بہت گھبرایا ایک درخت سایہ دار نظر آیا شہزادے
نے افتان خیزان بہر کیف اپنے تئین وہان تک پہونچایا بیتاب تو ہو ہی رہا تھا آتے ہی یہ شعر
پڑھا اور لب چشمہ گر پڑا حیرات نزع مین بھی تری صورت کو نہ دیکھا افسوس ٭ مرتے مرتے بھی نہ
ارمان نظر کا نکلا ٭ محمود کہ انکی تلاش مین دیوانہ وار دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ملک تبریز کی طرف چلا
جاتا تھا حسن اتفاق سے اُس نزاس صحرای پُر فضا مین اوسکا بھی گذر ہوا بلکہ حسن افروز کے جذب
دل کا اثر ہوا محمود نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص جو رفلک ستم پیشہ سے پامال سرگردان پریشان
خراب حال کسی کے فراق مین حالت تباہ کوئی سنگ نہ ساتھ مگر بیکسی ہمراہ ٹھنڈی چھاؤن مین پڑا
سوتا ہے اوسکی بیکسی پر ہر برگ درخت کف افسوس مل مل روتا ہے قریب جو آیا شہزادہ آرام دل
کو پایا مارے خوشی کے جامے سے باہر نکل گیا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے مگر شہزادہ آرام دل
پروردہ ناز و نعم کی مصیبت اور بیکسی کا خیال کر کے غمگین ہوا اور سنبھل گیا جلدی سے پانی کا
چھپٹا دیکر ہوش مین لایا شہزادے نے محمود کو جو اپنے بالین پر بیٹھے دیکھا سمجھا کہ شاید مین خواب
دیکھتا ہون محمود کے گلے لگ کر خوب رویا اور کہا کہ ای محمود جبسے تو مر گیا مجھے زندہ در گور کر گیا محمود
نے کہا جناب عالی مین زندہ ہون اور ویسا ہی بندہ ہون آپ مجھے مردہ بناتے ہین عالم
خواب نہین یہ بیداری ہے یہ کیا کلمہ زبان مبارک سے



فرماتے ہین آرام دل یہ سنتے ہی گھبراکر اوٹھہ بیٹھا اور ہائے محمود کہکر لیٹ گیا دیر تک روتا رہا اشکو
سے منہ دھوتا رہا آخر محمود نے کہا حضور بہر خدا آپ چپ رہیے میری سنیے اور اپنی کہیے آرام دل
نے کہا تسکین جسکا رفیق جس سے جدا ہو گیا ہو یار ٭ وہ اپنی بیکسی پہ نہ رووے تو کیا کرے
محمود نے کہا خدا حضور کو تا قیامت سلامت رکھے یہ بیجا ہے اگر خدا کے فضل سے کہا اب تو
زندہ ملا پھر اب کس بات کا گلا شہزادے نے فرمایا اے محمود حضرت غالب سا گر کوئی
تا قیامت سلامت ٭ پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت ٭ ہمکو مرے عشق نے بنایا شب ٭ گئے
سے خداوند نعمت سلامت ٭ غرض آرام دل نے محمود سے اپنا حال پہنچ وہ احوال بیان
کیا پھر محمود نے اپنا قصہ پر غصہ بیان کیا اور کہا کہ جسکے واسطے آپ ایسے بیتاب ہین جس
کے آپ عاشق زار ہین شوق جسکا رہ رہ کے دھیان آتا ہے ٭ جسپہ دم دیتے ہین
کہاتے ہین بیٹھے ہین نہ سوتے ہین ٭ واسطے جسکے روز روتے ہین ٭ اوسے حضور کے احوال
آگاہ کیا اوسنے تو سنکے کچھہ التفات نکیا اور اپنے اوسنے غلامون برابر بھی نہ سمجھا آرام دل
یہ سنکر خاموش رہا پھر کچھہ سونچکے کہنے لگا جرأت اس دل سے جو ملا نہ دل اوس رشک ماہ کا ٭
ہے یہ قصور اپنے ہی بخت سیاہ کا ٭ یہ کہتے ہی آنسو نکل پڑے رونے لگا رشتہ تصور یار مین
گوہر اشک پرونے لگا محمود نے کہا حضور سمجھنا تو درکنار آپ کی شان مین بڑی بڑی گستاخیان
کین ہین بلکہ مجھے چند سطرین بھی لکھکر دین ہین اور کہا ہے کہ جہان کہین اوس اجل گرفتہ کو
پانا تو یہ پرچہ دکھانا یہ کہکر نامہ شہزادے کے ہاتھہ مین دیا آرام دل نے کہا ع ہرچہ از دوست
میرسد نیکوست ٭ پھر پوچھا یہ خود اوس کافر ادا نے لکھا ہے یا دوسرے سے لکھوایا ہے محمود
نے کہا حضور اپنے ہاتھہ سے تحریر فرمایا ہے دیکھیے تو کیسا کیسا رنگ دکھایا ہے آرام دل
نے کہا خیر جو کچھہ ہو سو ہو شفق اسکو بھی ہم ہزار سمجھتے ہین مغتنم ٭ آتے ہین اوسکے خط جو شکایت
بھرے ہوے ٭ اور اے محمود لا ادرے ہاتھہ کا اوسکے خط لکھا لایا ٭ تیرے قاصد مین
ہاتھہ کے صدقے ٭ یہ کہکر نامہ لیا پہلے سات بار تصدق ہوا پھر بوسہ لیکر بصد ذوق و شوق کھولا
نسیم گو سرمہ خموشی نے کھلایا ٭ تحریر کو آنکھون سے لگایا ٭ قاصد سے کلام لطف بولا ٭ خط صورت
چشم شتاق کھولا ٭ وہ نامہ کہ عنبرین رقم تھا ٭ قسمت کا نوشتہ یک قلم تھا ٭ تحریر تھی سرگذشت
ساری ٭ کچھہ یاس تھی کچھہ امیدواری ٭ نامہ شوقیہ دیکھتے ہی ایسا ہنسا کہ رونا آگیا اتنی خوشی
ہوئی کہ پیرہن مین نہ سمایا لفظ لفظ پڑھکے اوسکی ہوا اپنے شوق مین اپنے ورق دل کو برباد کیا

آنکھون سے خون رو رو کے اوسکے حرف حرف پر صاد کیا اس چھیڑ چھاڑ مین زخم دل پھر آلا ہوا شرر محبت دو آتشہ ہوئی نشہ اور دوبالا ہوا پہلے ایک ہی جان سے چاہتا تھا اب ہزار جان سے پیار کرنے لگا جان و دل دونون نثار کرنے لگا الفت مین وہ مزہ پایا کہ یہ شعر زبان پر برجستہ آیا صفیر عشق کے فعل مین ہمنے مزا پایا ہے ✤ دل تو کیا جان بھی کرتا ہون فدا الفت ✤ خنجر عشق زخم دلپر کاری لگا زخم دہن ار ہو گیا مرغ بسمل کی طرح گرفتار ہو گیا فیض نمک چھڑکا گیا اچھا ہوا فیض ✤ دہان زخم اب تک بے مزا تھا ✤ پھر تو محمود نے سب حقیقت ملکہ کی بیقراری اور پریشانی اپنی دوادوش اور سرگردانی سے بیان کی اور وہ مہر ملکہ کی نشانی دی اور کہا کہ آج حضور اسی جا بسر کرین انشاء اللہ تعالی کل صبح کو پھر عزم سفر کرین آرام دل کو ہر چند سیماب دار قرار نہ تھا مگر اپنی ضد سے کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا بڑی زک دیکھا چکا تھا محمود کے کہنے کو عمل مین لایا اور اوس شب وہین بستر لگایا شب کو یاد دلدار ستانے لگی چاندنی رات رولانے لگی بیقراری سوا ہوئی تو اس شعر سے زبان آشنائی ہوئی صفیر بلگرامی شب فرقت مین

نہین مجھپہ ہے شبنم پڑی ✤ روتے ہین حال دل زار یہ تارے دریا

ملک فارس مین پہونچنا آرام دل کا اور باغ حیات بخش مین جانا ملکہ حسن افروز حور شمائل کا

پھول سے لبریز بھر کر ساقیا ✤ بادہ گلرنگ کا ساغر پلا ✤ دیکھ پھر باغ معانی کی بہار ✤ عاشق و معشوق مین بوس و کنار ✤ زبان راقمان کیفیت گلزار اور خامہ سخنشیان جادو نگار سے زمین قرطاس پر یون پھول جھڑتے ہین کہ جب زاہد شب زندہ دار ماہتاب تسبیح کہکشان ہاتھ مین لیکر حجرہ مغرب مین در آیا اور نگار آتشین رخ مہر آفتاب نے پردہ مشرق سے چہرہ انور دکھایا شہزادے نے کمر ہمت چست باندھی اور محمود کے ہمراہ چل نکلا ہر روز منزلین طے کرتا بلبل وار اوس گل گلستان رعنائی کا دم بھرتا چلا جاتا تھا بارے چند روز مین ملک فارس مین داخل ہوا تمناے خاطر بر آئی مقصد دل حاصل ہوا آرام دل نے پوچھا یہ کون مقام ہے محمود نے کہا ملک دل آرام ہے شہزادے نے فرمایا مصنف بخت اسعد کوچہ دلدار مین لایا مجھے ✤ بعد مدت یان تلک گردون نے پہونچایا مجھے ✤ اور کہا اے محمود للہ اب دیر نہ لگا جلد اوس آرام جان سے ملا محمود نے عرض کی کہ حضور اس قدر جلدی نفرمایئے ذرا دم لیجیے ٹھہر جایئے پھر محمود شہزادے کو اپنے مکان میں لے گیا سامان ضیافت کیا اور بہت سی قدر و منزلت کر کے مدارات مین مصروف ہوا اب یہان سے کچھ حال ملکہ جگر افگار کا گوش کیجیے

اب سب فراموش کیجیے کہ ایک روز ملکہ حسن افروز کو فراق دلدار مین غفلت جو آگئی عالم خواب مین دیکھا کہ آرام دل تھا دشت خوفناک مین ایک درخت کے نیچے پڑا زار زار رو رہا ہے یہ کہتا ہے اور درد دل سے بے قرار ہو رہا ہے جرأت نزع مین بھی تری صورت کو نہ دیکھا افسوس مر گئے پر بھی نہ ارمان نظر کا نکلا ❊ یہ خواب پریشان اور احوال بیتابی جانان دیکھکر یکایک چونک پڑی گھبرا کر اوٹھ بیٹھی دیر تک زاویہ نشین رنج و محن رہی بحر تفکر مین غوطہ زن رہی پھر بے قرار ہوکر اور رو کر مانی سے کہنے لگی کہ مانی وہ رشک مسیحا کب آئیگا ہم تمام ہو جائینگے جب آئیگا ع پس ازان کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ❊ وہ بولی بی بی صبر کرو چندے اور دل پر جبر کرو ع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ❊ ملکہ نے کہا یہان تو ہر دم نفس واپسین ہے ہائے افسوس تسلی خاطر کی کوئی صورت نہین ہے حضرت غالب کوئی امید بر نہین آتی ❊ کوئی صورت نظر نہین آتی ❊ آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی ❊ اب کسی بات پر نہین آتی ❊ مرتے ہین آرزو مین مرنے کے ❊ موت آتی ہے پر نہین آتی ❊ غرض مدام اس ناکام کو آہ و نالہ سے کام تھا سوائے مانی اور قمر النسا کے کسی سے گفتگو تھی نہ کلام تھا نظیر اکبر آبادی کوئی کچھ پوچھے تو منہ دیکھکے چپ رہ جانا ❊ نہ تکلم نہ اشارت نہ حکایت نہ سخن ❊ اوس دن قریب شام قمر النسا نے آکر کہا کہ بیگم صاحب سوتی ہو یا حسب معمول روتی ہو ملکہ نے کہا جرأت خیال خواب کہاں سوز غم سے جلتے ہین تمام رات پڑے کروٹین بدلتے ہین ❊ قمر النسا نے کہا حضور خدا آپ کا غم و الم دور کرے خاطر اندوہ ناک مسرور کرے آج مین باغ حیات بخش مین گئی تھی سبحان اللہ عجب تیاری ہے ہر روش پر گلگشت باد بہاری ہے حضور بھی آج اوس باغ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم فرمایئے گل و بوٹے کی سیر سے دو گھڑی جی بہلایئے ملکہ نے فرمایا مجھے معاف کرو یہین پڑا رہنے دو رنج تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون ❊ طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے ❊ قمر النسا نے کہا حضور خدا کے واسطے چلیے اگر آپ کا دل نہین چاہتا تو میری ہی خاطر کیجیے ملکہ حسن افروز کہ قمر النسا کو دل سے پیار کرتی تھی اوسکی خاطر سے اوٹھی اور عجب ناز و انداز سے قمر النسا کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر حیات بخش کی سیر کے واسطے چلی دو چار قدم گئی ہوگی کہ اتنے ہی حرکت سے رگ رگ سنسنا گئی ضعف کے سبب سر سے پاؤن تک پسینے مین نہا گئی یہ حال جو دیکھا ہنسکر فرمایا صبر کرتے ضعف سے تو حضرت دل ❊ ہو گئے آخر بس ایک آہ مین تم ❊ غرض وہ باغ متصل خاص محل تھا وہان تک جانا بہت سہل تھا بہزار خرابی و دشواری باغ مین داخل ہوئی قمر النسا کو مسرت حاصل

ہوئی لا اعلم چمن گلشن میں جب خرام کیا ۔ سرو آزاد کو غلام کیا ۔ فلک نے باغ میں ابر تیرہ کی
طیاری دیکھی فراق یار میں روح تن سے جدا ہونے لگی گل رعنا کے جس سے ساعت دلارام میں
شبنم وار زار زار رونے لگی سرو قد کو دیکھا تو جانان کی یاد میں نظر سے رفتہ ہوئی سنبل زلف
کو پریشان دیکھکر یاد کاکل یار جان کو بلا ہوگئی نرگس شہلا کے لیے چشم جانان سے گرفتہ میں آنکھوں
میں آنسو بھر لائی سمن یاسمین بدن کو دیکھا اسی چمن کے تبسم کی یاد آئی لالہ کی دیدہ سے دل
عشق اور بڑھا داغ جنون چمکا ایک آہ سرد سوزان سے شعلہ بڑھا مصرع ہوا اسے لالہ
کو فلک نے دیئے مجھکو چار داغ ۔ سینہ ہمراہ کرا ک دل ہزار داغ ۔ قدم اوٹھاتی تھی زمین پاؤں
پکڑتی تھی سنبل یار کی شوق بر زلف پریشان ہوتی تھی بگڑتی تھی سوسن صد زبان کی غمازی اور بدنامی
کچھ زبان پر نہ لاسکتی تھی ۔۔۔ ایک ۔۔۔ انگور کو دیکھتے ہی یاد چشم
میگون جانان میں آنکھیں ۔۔۔ ہوا القصہ اسی حال سے
خواصوں اور سہیلیوں کے بیچ میں ہر روش پر ۔۔۔ ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتی تخت
الماس پر جو لب نہر موتی محل کے سامنے بچھا تھا شامیانہ سرخ اطلس کا اوپر کھچا ہوا تھا آکر جلوہ
فرمایا سامنے مینا بازار نظر آیا کہ نہر کے کنارے صد ہا عورتین دوکانوں میں صرافے اور بزازے اور جواہر
اور میوہ فروشی کی آراستہ کیے ہیں سودے والیاں ۔۔۔ جواہر اور پوشاک پر تکلف سے اپنے جسم کو
پیراستہ کیے ہیں جواہر فروش ۔ عجب ۔۔۔ کہ کان ۔۔۔ ہے بال بال میں



موتی پروئے ہین ید قدرت کے دھوئے ہین دانت سلک مروارید ہین چشم و گوش ایسے
کہ دیدہ ہین نہ شنیدہ ہین رنگ رخسار لعل بدخشان ہے لب یاقوت ہین ہاتھ شاخ مرجان ہے
حلقۂ کف دست لبان الماس صاف اور خوشنما ہے حنا کی خاک سے اور ہی لطافت پیدا
ہے کلائی صاف ہیرے کی تیری ہے چہرۂ انور ہین کرن کی دمک ہے مسی مالیدہ لب نیلم ہین
زمرد کے مُندے انگشتون پر ہین آئینہ رخسار ہین سبزی کی جھلک ہے حقہ لعل رعنا ہے
پستان ہین یا شفتالو ہین دو انار اصفہان ہین دھکدھکی عاشقون کی دلا دیتی ہے ناف شکم گرداب
بلا ہے کمر بحر حسن مین موج خیز ہے سونے کا ہیکل سجا ہے سینہ تکیہ لگائے جواہرات بیش بہا
جنکی تلاش مین جوئندہ کا دل بہا بہا پھرتا ہے کشتیون مین چنے ہوئے سب بیٹھی ہین خریدار دل
کو دیتی ہین بیچ کیا ہین گویا دل عاشقون کا مول لیتی ہین بزاز پیشہ والیان بصد تکلف فرش
اطلس پر انواع انواع طرح کے تھان جامدانی کامدانی حریر و کتان لیے ہوئے اپنا بناؤ کیے
ہوئے بیٹھی ہین اونکا دیدار گویا نین سکھ ہے آنکھین سکھ پاتی ہین راحتین ہاتھ آتی ہین کہین ململ
کہین ڈوریا کہین بافتہ ہے اون پھول سے رخسارون پر بلبل چشم حیران ہے تافتہ حواس باختہ ہے
دل مومن پریشان ہے تیر مژگان جگر کے پار ہوتے گولیس ہین چہرے پر بکھرے ہوئے گیسو ہین
تیغ ابرو نگاہ جادو قتل عشاق کے سب سامان درپیش ہین آنکھین ایسی کہ جنکے تصور مین کمخواب آئے سیم تن
زیب کیے بیٹھی ہین جسم کی رعنائی پر نہالیف افسوس ململ ہے جا لیے دست رنگین اطلس سرخ کا ایک
نمونا ہے بازار حسن کا ہر گھڑی حسن دونا ہے **میوہ فروش** اور مالنین وضیع و شریف اشیائے
لطیف لطیف دوکان لطافت مین سجائے بیٹھی ہین خریداری کا بازار گرم ہے کشمش کے خریدارون
کی کثرت سے کشمکش ہے چلغوزون کا انبار کیے بیٹھی ہین حسن مین لاثانی ہین خریدار پروانے ہین
رنگ رخ گویا انار کے دانے ہین آپس مین بولتی ہین کہ اتنے میوون کی کشتیان اکی خوب آئی ہین
زلفین خریدارون کے دلون کی دام ہین آنکھین شہلا سیاہ دو بادام ہین نہال قد مین رخسار
گلنار حسن کے دو سیب ہین دور کنندہ آسیب ہین جنکی خواہش مین دل ناشکیب ہین وہ سیب
کیا ہین ملند سیب فرق ہے مسی کی اودا ہٹ سے جامن شرمندہ ہے مولسری دہن ہے پستان
سخت ولایتی انار ہین یا پیوندی آم کے درخت مین خام و کیریان ہین یا دو نارنگیان ہے خریدار مین ناف
چرخ شکم پر قطب تارا ہے خریدار بہت ہین کیا اسے کہ نخل خرما مین ایک ہی چھوہارا ہے انگورکی
قطیان سامنے رکھی ہین ہر ایک ناز و ادا مین بیباک ہے اکیلے دو کیلے کو بھانپتی ہین مدام کیلے

کی تاک ہے وہ نہر کیا تھی گویا تختۂ بلور تھی بلکہ سراسر نور تھی اندر سے باہر تک بالکل فرش سنگ مرمر کا سبزہ کی تحریر اور گل بوٹے کی ساخت سے رشک گلزار جنان جابجا نیلم پکھراج عقیق یمنی جڑا ہوا پانی اوسمین ایسا رواں جس طرح تختۂ بلور پر فرش آب رواں اوسمین منقش کٹہرا ہوا تمام جس طرح آب رواں پر چاندنی کا سماں اوسکا کام پانی اوسکا آبداری مین گوہر خوش آب بلکہ گوہر بھی بے آب جیسے شبنم مین بہ از گلاب اوس مین مچھلیاں سرخ زرد نایاب جنکے دیکھنے سے مرغ دل سیخ آہ پر کباب جانور آبی ہر ایک لاجواب کہین بط کہین مرغابی کہین سرخاب مثل پستان دوشیزہ ہر ایک حباب غیرت ہر زلف خوبان جہان اوسکی امواج کا پیچ و تاب شہزادے کی آمد آمد کی خبر سنکر مالنون نے دستہ دستہ گلدستہ لاکر لب نہر دونوں طرف چن دیئے داروغہ باغ نے صدہا خوان میوہ جات بطور ڈالی کے لگا کر اور انواع انواع طرح کے گلدستے گل زعفران اور کیتکی اور مدن بان سے بنا کر ملکہ حسن افروز کے نذر کیے اور مرغان خوش الحان شاما دہیر پدڑا لال بلبل ہزار داستان طوطی شیرین مقال کہ مہندی کے برجوں پر بند تھے کھولے اونکی نواسنجی خوش بیانی نے ہر ایک کو بے چین کر دیا ایسے بولے کوئی اوڑکر سرو پر جا بیٹھا کسی نے شمشاد کو گلے لگایا کوئی زعفران کے تختے مین جاکر ہنسی کے مارے پھڑکنے لگا کسی کا دل خوف باغبان اور بیم صیاد سے دھڑکنے لگا کوئی نہر کے کنارے بال و پر کھولکر نہانے لگا کوئی مچھلی کی صید کو نہر مین غوطہ لگانے لگا بلبل نے عجیب عجیب حرکتیں کین کہ پہلے چند صدائین دین پھر ہاے گل کہہ کر شاخ گل پر جا بیٹھا گلچین کو دیکھکر خار کھا بیٹھا آہ و فغان کرنے لگا اوسی کا دم بھرنے لگا کبھی باواز بلند یہ مطلع پڑھا شیخ ناسخ بلبل ہون بوستان جناب امیر کا روح القدس ہے نام مرے ہم صفیر کا ؎ کبھی بادل دردمند یہ مطلع رند پڑھا رند منقار سے ہزار مشقت سے پر کھلے ؎ یارب یہ خیر مرے صیاد پر کھلے ؎ کبھی غنچے کے تصدق ہوتا اور مست ہوکر زمین پر گر پڑتا کبھی پھر اوڑکر ادھر جاتا نسیم کے جھونکون سے بار جو بنا تا تو صبا سے پر کھولکر دو دو چونچین لڑتا کبھی قابو پاکر گل کا بوسہ لیتا خوش ہوکر دم بھرتا اور پکار پکار کے یہ دعائین دیتا مصنف بھر گیا ہے گل امید سے دامن اپنا ؎ باغبان تجھکو مبارک رہے گلشن اپنا ؎ ملکہ حسن افروز یہ کیفیت ملاحظہ کر رہی تھی مگر کیا مقدور کہ چہرے پر ذرا بشاشت کا نام ہوا اور دل سے درد رنج و آلام ہو وہی ہر دم اشک جاری اور بے خودی کا عالم طاری کبھی کچھ جی مین آیا تو اوسی بلبل سے مخاطب ہوکر فرمایا رند آ عندلیب مل کے کرین آہ و زاریاں ؎ تو ہاے گل پکار مین چلاؤن ہاے دل ؎ ورنہ کچھ اسکی بھی پروا نہین لب سخن سے مطلق آشنا نہین

داستان دعوت وصال طالب مطلوب آرام دل کا موتی محل

مین جانا اور ملاقات ملکہ خوش صفات پری لقا یعنی ملکہ حسن افروز خوش شمائل سے لطف اوٹھانا

تشنہ لب ہین مرگئے ساقیا آ اودھی پیالہ شراب کا ۞ روز وصال ہین نہین موقع حجاب کا ۞ مین بادہ خوار ہون ساقی شراب دے ۞ زاہد تو ہی بتا کہ عمل ہے ثواب کا ۞ مضمون وصل اسمین رقم ہے تو چاہیے چسپان ہو اب ہر ایک ورق اس کتاب کا ۞ محرران داستان مرغوب وراقمان حال وصال طالب ومطلوب کیفیت قران السعدین یون لکھتے ہین کہ جب آفتاب سوختہ آتش ہاجگر کباب عملدۂ مغرب مین گیا اور ماہتاب اپنی محبوبہ مشتری کو لیکر حجرۂ مشرق سے برآمد ہوا ملکہ حسن افروز وہان سے اوٹھ کر با دل داغدار زار زار روتی ہوئی موتی محل مین تشریف لائی اور آتے ہی غش آگیا چھپر کھٹ مین گر پڑی قمر النسا اور خواصون نے جلد جلد گلاب کیوڑہ چھڑک کر اوٹھایا جب کچھ ہوش آیا تو فرمایا مصنف عاشق کا دل زار ستانا نہین اچھا ہے اے ہمنفسو مجھکو جگانا نہین اچھا قمر النسا نے عرض کی حضور گلزار کی بہار اور روشنی کی کیفیت تو اب دیکھنے کے قابل ہے آپ ذرا دل کو سنبھالیے اس رنج والم سے کیا حاصل ہے غرض قمر النسا نے شہزادی کا ہاتھ پکڑ کے اوٹھایا اور برآمدے مین کرسی جواہر نگار پر لا بٹھایا موتی محل عجب تکلف کا مکان رفیع الشان تھا کہ اسمین بجاے سنگ لعل بدخشان یاقوت کی اینٹین لکڑی کی جگہ شاخ مرجان بجاے آہن سیم اور سیم طلائی ملمع تھا سارا مکان مرصع تھا جا بجا خوشہاے دردانہ لٹکتے تھے استرکاری زمین مین انکے چونے کی بجتی ویکیتا سفال کے بدلے ٹھوکرین کھایا کرتے تھے اسی واسطے موتی محل نام تھا واقعی اسم بامسمے تھا شام ہوتے ہی روشنی کا ٹھاٹھ ہوا وحشیون کا دل اوچاٹ ہوا ادھر ماہ تابان فلک پر نمایان ہوا ادھر لب نہر اور ہر روش پر کہ لالٹینین قد آدم دو دو چار چار قدم پر نصب تھین روشن ہوئین ہر درخت فیضان روشنی سے سرو چراغان ہوا ہر شجر بلکہ تمام باغ چراغ کی روشنی سے کرۂ نور ہوگیا شہزادی کا جمال جہان آرا ایک عالم کو تجلی طور ہوگیا روشنی کی کیفیت دیکھکر غنچہ وگل فرط انبساط سے پھول گئے مرغان آبی تڑپ کر باہر نکل آئے پرند جانور درختون پر بسیر الینا بھول گئے قمر النسا نے محل مین سامان جشن کیا فراشون نے سقفی اور فرشی جھاڑون مین شمعہاے کافوری کو روشن کیا رنگین شیشہ آلات سے تمام انجمن کو غیرت گلشن کیا تمام جھاڑ کنول جھابے ہاندیون گلگون مین خدا جھوٹھ نہ بلوائے تو پانچ لاکھ شمعین روشن ہوئین قد آدم آئینون مین تختہ لالہ پھولا مرغ نگاہ

اوس محفل مین آکر پردا ز بھولا اہل حرفہ سب کام چھوڑ کر اوسی طرف دیکھنے لگے شہر والون کو دھوکا ہوا
کہ موتی محل مین آگ لگی تماشائی متحیر ہوے باشندگان دہلی کو پھول والون کی سیر یاد آئی خوشی
سے بھول گئے اہل لکھنؤ ایسے محو ہوے کہ حسین آباد کی روشنی بھول گئے اوس روشنی کے آگے
چاند ماند ہوا چمک دمک کی سب حقیقت گرد ہو گئی گرمی شعلہ کے حضور چاندنی پر اوس پڑی اوس پہ
چاندنی سرد ہو گئی پروانون کے باہر ہی باہر پر جلے شمع تک نہ رسائی ہوئی سمندر گھبرا کر نہر مین ڈوب گیا
کیا قدرت کبریائی ہوئی اس عرصے مین کسی نے خبر دی کہ محمود حاضر ہے یہ سنتے ہی ملکہ حسن افروز
کا فرط سرور سے کلیجا پھٹنے لگا گھبراہٹ سے دم اوٹلنے لگا قمر النسا سے فرمایا بیساختہ زبان پر آیا
کہ ارے خدا کے لیے لوگون نے غل کیون مچایا ہے میرا مغز کھایا ہے خیر تم اس شر کو یہان سے
دفع کرو مجھے خفقان ہوتا ہے لہذا ان سب کو یہان سے دفع کرو قمر النسا لیکہ ذی شعور تھی گنواری
تھی مگر بہت دور تھی ایماے ملکہ سمجھ گئی خواصون کو نکال دیا ہر ایک کو سرہانے سے ٹال دیا جیا اکر
قمر النسا اور فقط ایک خواص ملکہ کے پاس رہی اوسپر بھی ملکہ بیچاری ہی آتش عشق سینے مین بھڑک رہی
تھی عندلیب روح قفس تن مین پھڑک رہی تھی زار زار آنکھون سے آنسو جاری تھے سکتہ کا عالم تھا ہجوم اندوہ
والم سے ساکت دم تھا کبھی امید وصال تھی کبھی یاس چہرہ اوداس طبیعت پر ملال حال پریشان تھا
اور جوش جنون مین یہ شعر ورد زبان تھا حضرت غالب مدظلہ العالی ۔ کہتے تو ہو تم سب
کہ بت غالیہ مو آئے ۔ یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وہ آئے ۔ پہلے تو بہت ضبط کیا مگر نہ سنبھلی غش
آگیا بیٹھے بیٹھے گر پڑی بدن سنسنا گیا اس عرصہ مین آرام دل محل مین تشریف لایا قمر النسا نے
صورت دیکھتے ہی درود پڑھا صل علیٰ زبان پر آیا آرام دل اپنے آرام دل کا یہ حال دیکھکر زار جان
سے نثار ہوا فرط محبت سے بیقرار ہوا اور دوڑ کر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا تلوون سے آنکھین ملنے لگا
روتے روتے ہچکی بندھ گئی دم ساٹکنے لگا سبحان اللہ کیا محل اور کیا وقت ہے گل وبلبل کا وصال ہے
نرگس چشم عاشق زار پاے نازک دلدار سے پامال ہے مگر عاشق کی جان کو یہی سخت عذاب ہے کہ
نہ ہجر مین چین نہ وصل مین آرام آغاز کا تو یہ انجام ہوا اب دیکھیے کیا ہو غرض عاشق کی مٹی خراب ہے
سر معشوق پاے عاشق پر دیکھا عشق نے ترک ادب سمجھا شہزادے کے دل مین چٹکی لی چونکایا
ملکہ حسن افروز کو ہوش آیا سر جو اوپر اوٹھایا سر دلدار اپنے پانون پر پایا آہستہ سے بلائین
لیں اور اوٹھکر مسند پر ہو بیٹھی از سر نو دل وجگر سے ہاتھ دھو بیٹھی شعر عشق نے جادو
کیا بیتاب و مفتون ہو گئی ۔ پہلے لیلی تھی اب اوس مجنون پہ مجنون ہو گئی ۔ قمر النسا نے

آرام دل کو لخلخہ سونگھایا پایا ہے ہوش میں آیا اوٹھ بیٹھا مگر اوس گلستان رعنائی غنچہ لب سرو بوستان زیبائی کو دیکھکر مثل تصویر چین ورکیت ہو گیا شمیم زلف معنبر سے سرمست ہو گیا چشم میگون کی دید سے سرشار ہوا خمار بادۂ جنون کا اوتار ہوا **مصنف** زہر چڑھا صید بلا ہو گیا عشق نے پھر دونا رنگ کیا ہو گیا ملکہ **حسن افروز** نے کہا کیون صاحب آپ کون تھے جو پرائے مکان میں بے اجازت تشریف لائے کیا سبب کہ بے تکلف چلے آئے **آرام دل** نے کہا اللہ میری زبان کس دل سے کہتی ہو اور کس منہ سے کہتی ہو کیا ہی آرام دل ہی کہتی ہو اتنا کہکر ضبط نکر سکا قدمون پر گر پڑا ملکہ **حسن افروز** بھی بے خود ہو کر ہم آغوش ہو کر رونے لگی پیرہن یار آنسوؤن سے بھگونے لگی ایسی روئی کہ ناتوانی سے غش آ گیا **مصنف** واہ رے عشق خوب کام کیا دو باتون مین بس تمام کیا قمر النسا حال زار دونون عاشق بیقرار کا دیکھکر بیتاب ہو گئی دل بھر آیا



زار زار رونے لگی دونون عاشقان صادق کے گرد پھر پھر کے نثار ہونے لگی دیر تک یہی حالت طاری رہی سب کو بیقراری رہی آخر قمر النسا نے اپنی آنکھون سے آنسو پونچھکر دونون شیفتہ یکدگر عاشقان سوختہ جگر پہ گلاب چھڑکا کیوڑے کا چھینٹا دیا اوسکی زلف کی بو اوسے سونگھائی اوسکی کاکل اوسکے رخ پر گرائی دونون نے لخلخون کا کام کیا **آرام دل** کو ہوش آیا یہ شعر زبان پر لایا

لا اعلم فرد شکر خدا کہ ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ۔۔ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید ملکہ **حسن افروز** نے بھی آنکھ کھولی اور بے قرار ہو کر بولی **شعر** ستاؤ مجھے دل کھول کے رو لینے دو ۔۔ ہے سمجھا تو یہان جی مجھے کھو لینے دو ۔۔ قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے رونا موقوف کرو یہ خوشی کا

اوٹھا رکھیں اب زخم دل مرہم وصال سے بھرو **آرام دل** نے کہا صاحب اب جو ہو سو تو ہمارا
ہی جی جلا کھا او کھین کہا ہے انکو کی قسم ہے ہین کو بیٹھو جواب کچھ غم و الم خاطر مین لاؤ غرض ہزار دشواری
آرام دل اور قمر النسا نے ہاتھ پکڑ کے اوٹھایا طاقت جسم مین کہان تھی گاؤ تکیے سے لگا کر
بٹھایا **آرام دل** نے ملکہ کے دل بہلانے کے لیے اپنا قصہ آغاز کیا پہلے تذکرہ وفاداری محمود خان کا
کیا پھر از تاریخ روانگی وطن تا روز ملاقات تمام سرگذشت رنج و محن ملک وار اب ہمت پریون کا بیجا
اور حال شادی کا صنوبر شہزادی کی پھر اوسی بیابان مین آنا پھر ملکہ سمن پری کی ملاقات پھر اس
ساحرہ کے ساتھ گذری ہوئی واردات سب بیان کی قمر النسا نے کہا بس حضور اب ان باتون کا
کیا مذکور ہے **مثل** ہر گذشتہ صلوٰۃ ہے کیے کہ خدا نے بڑی مشکل آسان کی **ملکہ حسن افروز** پہلے تو
چپکی بیٹھی سنا کی پھر قمر النسا سے کہنے لگی کہ ابھی مشکل کہان آسان ہوئی ہے ابھی تو دل کو بڑا تعلق
ہے کہ وہان کا تعلق لاحق ہے دو دو سے وار مدار ہین باہم شادی کے اقرار ہین واللہ ایسا بھی
بے وقوف دنیا مین کوئی ہوگا کہ والدین سے ہم شادی نہ کی تو گھبرا کر اپنا ملک چھوڑا انکے ہین کا
بیان ہے کہ کیسی کیسی ذلت اوٹھائی صدمے کھینچے محنت اوٹھائی سلسلۂ الفت سررشتۂ نکات
سب سے توڑا غیرون سے اخلاص جوڑا پھر جو خدا نے شادی کا سامان کیا تو صنوبر کی آشنائی
کی خبر سنکر جل گئی جامے سے باہر نکل گئی اوس بیچارے پر کیسا کیسا گمان کیا وہان سے تو زرد رو
آئے پری کو جو دیکھا سایہ ہوگیا دیوانے بنگئے اوس سے منہ کالا کیا جہان کی خاک چھان کے اب
یہان سرخرو آئے بھلا پھر ایسون سے دل لگانا اپنا اچھا بھلا جی جنگاجی کرنا آپ کو بیٹھے بٹھائے
جنجال مین پھنسانا کڑہی اوٹھانا کیا ہے جب اورون سے بے وفائی کی تو ہمین آپ سے
کب امید وفا ہے بس صاحب میرا سلام ہے آپ کا تو یہی کام ہے اب آپ ہماری صحبت کے
لائق نہین معلوم ہوا اوٹھائی گیرے ہین عاشق نہین اپنے مطلب کے آشنا ہین ناحق وفا کا
نام بدنام کرتے پھرتے ہین حقیقتاً بے وفا ہین دغابازی آپکا کام ہے عاشقی معشوقی کسکا نام ہے آپکو
صنوبر شہزادی مبارک ہو سمن پری کے ساتھ شادی مبارک ہو مین بیچاری مصیبت کی ماری
بے بساط و دور از نشاط و انبساط و لتنگ بدرنگ پیچھے کیا جانون وہ جگ سلامت رہے
اب تو بارہ ہین دس نہین اٹھارہ ہین بھلا اب مین کس گنتی مین ہون یہ چالین میری بلا جانے
اوس سے کہو جو سچ مانے ✽ مردون کے کلام بیڈھب ہین ✽ بیوفا و مفتری سب ہین ✽
آرام دل نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا یہ قصہ بیڈھب ہوا رند نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے

گئی پھر فقیر یار خدا خیر کرے ⁂ کہنے لگا صاحب حضرت غالب عشق مجھکو نہیں وحشت ہی سہی
میری وحشت تری شہرت ہی سہی ⁂ قطع کیجے نہ تعلق ہمسے ⁂ کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی ⁂
ہم کوئی ترک وفا کرتے ہین ⁂ نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی ⁂ ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے ⁂ بے نیازی
تری عادت ہی سہی ⁂ پھر عرض کی کہ صاحب بھلا دیکھو تو ہمنے تمھاری جستجو مین کو بکو خاک چھانی سب
لوگ سمجھاتے رہے خاطر آشفتہ بہلاتے رہے مگر ہمنے کسیکی نہ سنی ایک نہ مانی آپ کی طلب وصال مین اپنا
برا حال کیا سلطنت اور حکومت کا کچھ نہ خیال کیا اگر ہمین شادی سے فقط خانہ آبادی مدعا ہوتا
اور آپ سے دل نہ لگا ہوتا تو صنوبر شہزادی کیا تھی اور سمن مالزادی کیا تھی ہم اپنی شادی اور
نکاح کر لیتے لیکن بخدا تم بھی کیا بشر ہو دل مین کیا کیا بدگمانی ہے کہان کا قصہ کہان کی کہانی ہے
میان صاحب پھر کیون سنو کہ شادیین کی ہو ہو لخت جگر ہو ملکہ حسن افروز نے کہا واہ کیا احسان
جتاتے آئے ہین ماشاء اللہ بگڑی بات کو بنانے آئے ہین صاحب کسنے کہا تھا انکا فارس مین
جاؤ کون ہاتھ پاؤن پڑا تھا کہ خدا کے لیے تم یہان آؤ قمر النسا نے کہا کہ بیگم عجیب سیر ہے ان باتون
سے کیا حاصل کچھ آپ کو خیر سے جانے دیجیے دور کیجیے باہم صحبت عیش و نشاط کر کے شہزادے کا
دل شاد اپنا دل مسرور کیجیے یہ کہکر صراحی آب آتشین کی اوٹھائی اور ایک جام لبریز کر کے آرام دل
کے سامنے لائی شہزادے نے ساغر شہزادی کے منہ سے لگایا ملکہ حسن افروز نے جھنجھلا کر ایک
ہاتھ اس زور سے مارا کہ وہ جام آرام دل کے ہاتھ سے گر پڑا اور بگڑ کر فرمایا کہ نہ ہمنے کبھی شراب
پی اور نہ ہم اسکے عادی تمکو شوق ہے تم پیو مگر للہ ہمسے نہ بولو ہمین نہ ستاؤ جنکے ساتھ پہلے شراب
پی چکے ہو اونھین کے ساتھ پیو وہین جاؤ سید محمد خان رند ہوا کیا چاہ سے حاصل
نہ جا ہوسکے تو کیا ہوگا ⁂ ملا یہ کچھ محبت مین خفا ہو گئے تو کیا ہوگا ⁂ مجھے حاصل ہوا کیا آپ کے دلبر
بنانے سے ⁂ اگر اورون کے اب تم دلربا ہو گئے تو کیا ہوگا ⁂ جلانا اور رولانا ہر گھڑی ہر بات پر لڑنا
یہ پائی وصل مین لذت جدا ہو گئے تو کیا ہوگا ⁂ آرام دل یہ غضب مجمل تیوری پر بل پڑا دیکھکر
اور کمان ابرو کو چلہ غضب چڑھا دیکھکر سہم گیا اوس گوشہ نشین پردہ عصمت کی ناخوشی کا حقیقتا وہم سے
بے قرار ہو گیا تیر غم سے کلیجے کے پار ہو گیا بسمل ہو کر قدمون پر گر پڑا عفو تقصیر چاہنے لگا درد دل سے کراہنے
جب بے قراری از حد طاری ہوئی تو ملکہ حسن افروز نے اوس شوریدہ سر کا سر اوٹھایا اپنے
گلے سے لگایا بیقرار ہوئی معشوق مست ناز اور عاشق جانباز پر جان و دل سے نثار آخر اوس شکر خو
نے قصور اوس بیخود دور از سرور کا بدل معاف کیا غبار دل رو کے دھویا آئینہ خاطر کو کدورت سے

صاف کیا قمر النسا نے ایک اور جام دافع رنج و آلام آرام دل کو دیکر دیا [illegible]
ملکہ کو تو نہ پلایا مگر اوسکے دست نگارین سے آپ پیا پھر تو ایسی صحبت کیفیت [illegible]
مثل گردش ایام جسکے بیچ مین آیا کشتی مے کی ہوا بندھی نہ اوترا تھا کبھی وجد مین آکر [illegible]
ذوق محفل مین اشور قلقل مینا سے دل ہوا ٭ لا ساقیا شراب کہ توبہ کا قتل ہوا [illegible]
اور دل کی بیقراری دیکھ کے ملکہ حسن افروز سی حور منظر شہزادی جسکی سطوت عفت [illegible] سے
سبب صبا بھی اوسکی آستانہ بوسی سے محروم اور جسکے حسن و جمال کی آفاق مین دھوم جسکا غمزہ و ناز
زاویہ چشم مین دلہاے آشفتہ کا کمین ساز اور جسکا گوشۂ ابرو جانبہاے مجروح کی غارتگری کے لیے
خدنگ انداز جسکے کوچۂ زلف مین بسبب نارسائی کے دلہاے عشاق کی راہ آمد و شد گم اور جسکی
مستی چشم کے دور مین زاہد شب زندہ دار کو محراب نماز پاے خم جسکے سراپردۂ عصمت مین اشک کبھی
ایک طفل بیگانہ اور جسکے سمند ناز کو خود نگاہ گرم اوسکی تازیانہ وہ شہزادی اور آرام دل سے اس
بے تکلفی کی ملاقات کرے جسکو کبھی نہ دیکھا ہو اوسکے دیدار کی یہ تمنا ہوا ور اوس سے یون بات کرے
شعر جسکو جو چاہتا ہے دیتا ہے ٭ کیا تری شان کبریائی ہے ٭ الغرض آرام دل و حسن افروز
محبت مین یکدل تھے وہ جو اوسکا عاشق تھا وہ اوسی کا معشوق تھا جو جسکا طالب پھر وہی اوسکا
مطلوب تھا غرض دونون کے عشق کامل تھے مگر چونکہ آرام دل بشدت چالاک بہت ہی بیباک
تھے اسلیے ملکہ حسن افروز نے قمر النسا کی زبانی شہزادے کو سنا دیا بخوبی سمجھا دیا کہ جب تک بموافق
حکم خدا و رسول شادی سے فراغ حصول نہو میرے وصال کے لیے خاطر مبارک ملول نہو ہر روز تھوڑی
سی ملاقات ہو جانا دونون کے لیے کافی اور بس ہے یہ ہنسنا بولنا کیا کم ہے جو زیادہ ہوس ہے
آرام دل کو بھی یہ بات پسند آئی یہی عہد باہم ہوا سلسلۂ اشتیاق زیادہ تر مستحکم ہوا فقط ہنس بول
لینے پر راضی ہوا خواب و خیال احوال ماضی ہوا پھر محمود کو طلب فرمایا وہ آیا دونون کے حضور
مین آداب بجالایا ملکہ حسن افروز نے اشارہ کیا قمر النسا نے اپنے گلے کا نولکھا ہار اوتار کے
محمود کو پنھایا آرام دل نے ایک جفت نورتن اور مالاے مروارید اور ایک ولایتی خاص اپنی
کمر کی محمود کو عنایت کی پھر آرام دل نے ملکہ حسن افروز سے کہا کہ اب مین تمھارے والد کی
ملاقات کو جاؤن یا نہ جاؤن اور اگر جاؤن تو حرف مطلب زبان پر لاؤن یا نہ لاؤن ملکہ نے کہا
صاحب اونکو تمھارا حال معلوم ہو چکا ہے بہرحال چلنا مناسب ہے مگر کسی امر کی درخواست
میرے نزدیک نامناسب ہے بس سیدھی سیدھی ملاقات کرنا اگر پوچھین تو بات کرنا محمود نے

کہا حضور جو کچھ ارشاد ہوا بہت بجا ہے مگر میرے نزدیک صلاح یہ ہے کہ پہلے شہزادۂ عالم خاکسار کے غریب خانے پر تشریف لے چلیں اور وہان سے بہ تجمل و حشم آکر عین دربار مین حضور سے ملاقات کرین آرام دل اور ملکہ حسن افروز کو محمود کی رائے بہت پسند آئی یہی صلاح قرار پائی فلک کج رفتار ہمیشہ درپئے آزار ہے خصوصاً عاشق و معشوق کا دشمن جانی ہے انکا ملنا باہم بیٹھنا غنچہ دل اہتزاز نسیم سے کھلنا اس چرخ کو بار ہے غرض انھین باتون مین تھے کہ موذن کی اذان کان مین آئی صبح نے الفجر الفجر کی دھوم مچائی صبح کی وردی بجی خروس نا خروس بیدار باش پکارا توپ کی آواز نے دلون کو ہلا دیا ملکہ حسن افروز کا رنگ فق ہوا مثل سحر سینہ شق ہوا گھبرا کر کہا مصنف کیا جلد ہو گیا شب وصلت کا اختتام ❊ اے چرخ کینہ جو ترے احسان سے گئے شام غرض آرام دل اوٹھا محمود کے ساتھ چور دروازے سے نکلکر اوسکے مکان کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر منتظر نمود سحر رہا ❊

دربار سلطانی مین تشریف لیجانا آرام دل کا پھر موتی محل مین آنا اور غنچہ دل صنوبر بسمل سے بعد دسفید دیو شہزادہ کا ملک داراب مین جانا شہزادۂ سیاہ فام سے لڑنا اور اوسکو بھگانا

ساقیا اب ہے رزم کا ہنگام ❊ دے مجھے ساغر مے گلفام ❊ ہے زبان میری تیغ جوہر دار ❊ خامہ میرا ہے رخش تیز خرام ❊ لب ساغر ذرا اٹھا اوسکو ❊ دیکھ پھر آبداری صمصام ❊ رکھ کے اسپر تو دست بے آلود ❊ دیکھ توسن کی میرے تیزی گام ❊ راقمان کوائف جدال و محرران ماجرائے قتال سمند باد رفتار قلم کو عرصۂ کارزار بیان مین یون گرم عنان کرتے ہین کہ جب نیزہ باز فلک یعنے آفتاب خطوط شعاعی کے نیزہ لیکر نکلا اور شہنشاہ کجکلاہ ماہتاب تاب مقابلے کی نہ لاکر قلعۂ مغرب مین حصاری ہوا لال کرتی کا رسالہ بحکم ملکہ مہر سیما محمود با وفا کے مکان پر حاضر ہوا آرام دل پوشاک شاہانہ زیب بدن کر سمند تیز قدم پر سوار ہوا گرد پیش مین دو ہزار سوار کا حصار ہوا تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی ملکہ دو سعد ہوئی کہ شہزادہ آرام دل جس شہزادی کی نسبت ٹھہری ہے آج تشریف لایا اب شادی ہوگی یہ سنکے ہر شخص پھولا نہ سمایا اثنائے راہ مین محمود نے ہزار دو ہزار اشرفیان اوس شہنشاہ کشور خوبی پر نثار کین دیوان خاص

تک پہونچتے پہونچتے کئی لاکھ لٹادیں طبیعت در پے اختصار ہے اسلیے ایک ہی فقرہ لکھا ہے
زیادہ طول کرنا ناظرین کو ملول کرنا ہے خلاصہ کا آرام دل بکروفر بسیار داخل دربار شاہی ہوا
غلغلۂ حسن وجمال وہیں نیر اوج اقبال کا انماہ تا ماہی ہوا لال پردے کے قریب پہونچتے ہی وہ
سرخرو یعنے شہزادہ خوشخو گھوڑے پر سے اوترا خاص بردار اور چوبدار آگے ہوئے نقیب آواز بلند
پکارے کہ شہزادہ عالم پناہ سلامت رسالے کے دستے نے پرا باندھکر سلامی دی آفتاب نے
فلک پر ماہی مراتب صدقے اوتارے آسمان نے سورج مکھی دکھائی خواصون نے مہتابی لگائی بعض
امرا اور مصاحب شہزادے کو بیچ مین لیے ہوئے پیچھے پیچھے محمود وفادار عرق چین لیے ہوئے
دیوان خاص مین تخت شاہی کے قریب پہونچے بادشاہ نے وزیر اعظم کو استقبال کے واسطے
بھیجا وزیر حسب دستور کورنش بجالایا اور شہزادے کا قدمبوس ہوا بادشاہ کہ پہلے ہی شہزادے کے
آنے سے آگاہ ہوچکا تھا جب آرام دل نزدیک پہونچا صورت دیکھتے ہی محو دیدار ہوا یہ قدرت کا
نمونہ پایا وہ تصویر تو نقل تھی اصل کو جو دیکھا اصل تو یہ ہے کہ اوس سے بھی دونا پایا داماد فرخ نہاد کا
عاشق زار ہوا بیقرار ہوکر گلے لگانے کو دونون ہاتھ بڑھائے آرام دل دوڑکر قدمون پرگرا بادشاہ
نے اوٹھاکر کلیجے سے لگایا برابر بٹھایا آرام دل نے سلسلۂ تقریر کو وا کیا تقریر مسلسل گفتار بے بدل
لطیفہاے ضرب المثل نکتہ ہاے برمحل اشعار برجستہ اور مضمون ہاے نوبستہ سے ہر ایک کو شیدا کیا
بادشاہ نے علم مین آزمایا کچھ سوال وجواب درمیان آیا کسی طرح اوس کھرے کو کھوٹا نہ پایا ہر طرح
سے بادشاہ کو جواب شافی دیا اگر دوسرے نے پوچھا اوسے فوراً بند کیا شاہ نے طرز گفتگو وطرز نقد
سخن نہایت پسند کیا دلشاد اور خرسند ہوا جذبۂ محبت ایک سے دہ چند ہوا لڑکی کی خوش نصیبی
نے شکر خدا کیا فرض سے ادا ہوا دوگانہ شکر ادا کیا پھر دربار برخاست کیا اور شہزادے کو موتی محل
مین رہنے کا اور دربار مین روز حاضر ہونے کا حکم دیا آرام دل بادشاہ سے رخصت ہوکر موتی محل
مین آیا سب حال ملکہ سے کہہ سنایا ملکہ کا دل مسرور ہوا دل کی مراد ملی صدمۂ فرقت کی خاطر خواہ
داد ملی رنج والم دل سے دور ہوا پھر تو مدام یہ دستور ہوا کہ سر شام ملکہ گل اندام مانی اور قمر النساء کے
ساتھ شہزادے پاس آتی شب بھر دل لگی اور مذاق تفریح طبع کے حرف وحکایات سے دل بہلاتی
پو پھٹتے ہی وہ جگ ٹوٹتا سر ہنگ صبح وہ سب سامان عیش لوٹتا سر شام پھر وہی گھڑی آتی عروس
شب مجلس جماتی شہزادہ بھی دم سحر دربار مین جاتا گھڑی دو گھڑی بیٹھکر پھر آتا غرض مدام عیش و
نشاط مین مصروف ہوئے ہجر کے جھگڑے قصے گلے شکوے موقوف ہوگئے شب و روز عیش و

عشرت کے جاتے ہوئے لگے تخم محبت مزرعۂ دل مین بونے لگے اسی طرح ایک مدت گذر گئی عشق
[illegible] خیال نہ آیا آخر آہ عاشق کہان تک بیکار
جاے دیکھی [illegible] دل پر اثر ہو دل دلبر عیش و عشرت مین ہیچ دل
عاشق سے [illegible] ایک دن آرام دل بالاے بام نہر کی سیر کر رہا تھا بیٹھے بیٹھے
اوس نیم بسمل ہدف خدنگ محبت [illegible] جگر تیغ عشق کے گھائل کا خیال آیا بیچین ہوگیا
کمال غفلت پر زوال آیا ہے سچ ہے جسے کمال ہے اوسکو زوال ہے پیدا ہو عشق کی لذت
تو خوب آگاہ تھا مجروح سنان آہ تھا گھبرا کر اوسی عمل بے بدل سے سفید دیو کو بلایا وہ مع فوج اپنی
حاضر ہوا شہزادے کا جاہ و جلال حشمت و اقبال دیکھکر بہت خوش اور شگفتہ خاطر ہوا بصد تعظیم
آداب بجالایا آرام دل نے فرمایا کہ تو ابھی ملک داراب مین جا اور تحقیق کر آ کہ صنوبر شہزادی پر
اوس زنگی شہزادے کے سبب سے کیا گذری کیا واردات ہوئی رخصت کے باب مین کیا
بات ہوئی دیو بموجب ایماے شہزادہ ملک داراب مین گیا اور سب حقیقت دیکھکر پھر آیا التماس
کیا کہ شاہ داراب اور اوس خانہ خراب بیٹے بدر شہزادۂ سیہ فام مین جنگ عظیم درپیش ہے بادشاہ
کو بڑا تفکر ہے نہایت پس و پیش ہے یہ سنتے ہی آرام دل بیقرار ہوگیا اوسیوقت جانے کو
طیار ہوگیا نشۂ جوانمردی سے بیخود ہوکر جھومنے لگا کبھی قبضۂ شمشیر کبھی بازوے قلعہ گیر چومنے لگا
سے تیغ ابرو نے سیکڑون بل کھائے ترک چشمون نے نیل کے تیرے اوٹھائے کف منہ
سے جاری ہوا غضب کا عالم طاری ہوا آخر اوسی حالت غیظ مین سفید دیو سے فرمایا کہ مجھے ملک داراب
مین پہونچا دے دیو نے حسب الحکم شہزادے کو اپنے کندھے پر بٹھایا نسیم لکھنوی موند کر آنکھ کہا تو
موند لی آنکھ ۰ کھول آنکھ کہا تو کھول دی آنکھ ۰ طرفۃ العین مین شہزادے نے آپ کو اوسی رنگ محل
مین پایا پھر سفید دیو سے فرمایا کہ جلد ایک گھوڑا لا وہ گیا اور سمند برق دم اصطبل شاہی سے چنکر لایا
آرام دل نے دیو کو رخصت کیا اور آپ پانچون ہتھیار درست کر کمر ہمت چست کر گھوڑے پر
سوار ہوا اور رزمگاہ کی طرف گھوڑا پھینکا اب سنا چاہیے کہ جب مخالف نے زیر شہر سپاہ اپنی فوج
کو حرب و ضرب سے آراستہ کیا تھا اور بادشاہ نے وزیر اعظم کو خلعت سپہ سالاری سے سرفراز
فرما کر مقابلہ عدو کا حکم دیا تھا وزیر نے اپنی تدبیر سے باہر شہر کے پرچہ لگایا تھا ہر ایک کی شمشیر کے
جوہر دیکھتے تھے جوانان شیر افگن کو آزمایا تھا اسی طرح ہر روز لڑائی ہوتی تھی شام کو دونون
لشکر تھک کر دم لیتے تھے صبح کو پھر زور آزمائی ہوتی تھی ایک شب شاہ بدخو جنگجو نے موقع وقت

اور ہنگام فرصت پاکر اپنی فوج مین سے [illegible] کو ساتھ لیا اور اوس گمراہ
نے کمند کی راہ اوس شہر مین اوتارا یعنے شب خون مارا شہر مین ہر طرف غوغا ہوا
کہ قیامت کا سامنا ہوا حشر برپا ہوا [illegible] لگا ایک عالم تیغ خون آشام ہوا جسنے اوس
ہنگام مین ذرا چون وچرا کیا یا ہاتھہ پانون ہلاکر کچھہ جواب دیا اوسکا وہین کام تمام ہوا کسی
کو دم لینیکی فرصت نہ ملی ہوش وحواس جاتے رہے تلوار اوٹھانے کی [illegible] وزیر کو جو
خبر معلوم ہوئی پانچ چار رسالے اور لیے [illegible] خاصی صرہ کرلیا
تلوارون کی باڑھہ پر دھر لیا تیغ دودم لیکر غول مین کود پڑا خون کی ندی اوبلے بہا دئیے خوب
لڑا آخر کسی ملعون کے ہاتھہ سے زخم کاری [illegible] آیا گرتے پڑتے ہی لوگون نے اوٹھا لیا ہاتھون ہاتھہ
محل مین پہونچایا سردار جوگرا تمام فوج کے دانت کھٹے ہوے منہ پھیر لشکر سوارون نے کام کیا
بہادرون مین اپنا نام کیا گھوڑے ڈپٹا ڈپٹا کے اون موذیون کو [illegible] پیادون مین جا
ڈالا خوب دل کا بخار نکالا جو بچکے بھاگے اونپر تیر برسانے لگے بندوق توپ سے مار مار نشانہ
لگانے کے فن دکھانے غرض خوب دل کیا ایک ایک کو جہنم واصل کیا بادشاہ وزیر کے زخمی
ہونے سے خنجر غم والم کا گھائل ہوا نہایت شکستہ دل ہوا طبیعت کو پریشانی ہوئی عقل کو سرگردانی
ہوئی حریف کے مکر ودغا پر کمال غصہ آیا غضب سے بدن تھرایا صبح ہی ہونے کی کچھہ اتنا
تھی کہ اوسی دم زرہ بکتر خود چار آئینہ سے آراستہ ہوکر فیل مست پر سوار ہوا رزمگاہ مین آتے ہی
طبل جنگ بجوایا سوتون کو جگایا لڑائی ہونے لگی زورمندون مین طاقت آزمائی ہونے لگی بہادرون
سے مقابلہ ہوا جنپر نیند غالب تھی انھین خواب مرگ مین سولایا فوج نے بڑا دل کیا کہ ہزارون
کو جان سے مارا صدہا کو گھائل کیا مصنف چنگاریان تیغون سے اوڑائین ٭ کیفیتین جنگ
کی دکھائین ٭ جھک جھک گئی گاؤ کی کمر بھی ٭ رک رک گیا چرخ کینہ ور بھی ٭ مرتے مرتے مخالف کی
فوج پراگندہ ہوئی دونون طرف قیامت کا شور ہوا وہ روز گویا روز رستخیز تھا اودھر کی تلوارین گرگئین
ہاتھون سے گرگئین ادھر کا لوہا تیز تھا آخر ایک زنگی نہایت زبردست قدوقامت مین مثل فیل مست
بدشکل دیو بچہ شاہ بدنہاد کا بھائی صورت مین قصائی شہزادہ سیہ فام کا چچا گرز گرانبار ہاتھہ مین
لیے کودتا اوچھلتا میدان مین نمودار ہوا اوسکی دہشت سے انکی فوج کے چھکے چھوٹ گئے خائف
اور ترسان ہر پیادہ اور سوار ہوا وہ مردود آتے ہی پکارا بڑی آواز سے گرجا للکارا کہ ہے کوئی ایسا
جو میرا مقابلہ کرنے آئے جسے اپنی جان عزیز نہو وہ مجھسے مجادلہ کرے ادھر تو اوسکے خوف سے

لوگون کا پہلے ہی دم نکل رہا تھا منہ پر مردنی چھائی تھی چہرے کا رنگ بدل رہا تھا مگر بحکم بادشاہ
افسران سپاہ اور بہت سے خان بہادر جان نثار بڑے بڑے طاقت دار چو منا پیچ منا تال اوٹھانے
والے مردون کی ہڈیون پر چوپڑتگ لگانے والے میدان مین جاتے ذرا گھوڑے کو ایڑ لگا کے جمکا
دو دو ہلہ کو دا کے بچا سے تلوار بھاگ آنے کی گھات لگاتے مگر وہ کب چھوڑتا تھا ایک ایک کو جنا بار لیتا
پلاؤ قورمہ کا مزا چکھا دیتا غرض جو اوسکے سامنے جلتا جیتا پھر کے نہ آتا اسی طرح دو پہر ہو گئی ہزارون
نفنشین اوس بدمعاش کے ہاتھ سے خاک و خون مین غلطان ہوئین رسالون مین ہل چل پڑی لشکری
ہراسان ہوئین بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر گھبرایا اپنی فوج کے سردارون سے فرمایا کہ یہ طرفہ ماجرا ہے پچھ
عجب مزا ہے جسے دیکھتا ہون ڈرا جاتا ہے بے مارے مرا جاتا ہے یہ سنکے فوج کے اور بھی پاؤن اکھڑ
لگے میدان مین جانے کے واسطے آپس مین تکرار ہوئی بحث کی گفتار ہوئی آستین چڑھا چڑھا کے
لڑنے لگے ایک نے کہا جائیے بہت شیخی مارتے تھے ذرا ادھر کے تلوار لگائیے اوسنے کہا مین تو بہت
لڑا اب آپ کی باری ہے جانا ہو تو جائیے نہین جگہ خالی کیجئے ہتھیار کھول دیجئے کس کام کی یہ چھری
اور کٹاری ہے غرض آپس مین خانہ جنگی اور ردو بدل ہونے لگی سوارونکی عجیب شکل ہوئی طرق کے
طرق رسالے کے رسالے بھاگنے لگے پیدلون مین کھلبل ہوئی کوئی درد کا بہانہ کرکے کھڑے کھڑے
پیٹ پکڑ کے بیٹھ گیا کسیکو مارے خوف کے دست آنے لگے بڑے بڑے تیر انداز اور پٹے باز لچے
نہ بھڑے مگر زخمیون کی ڈولیون مین سوار ہو ہو کر جانے لگے جوانمردون کو تیور پر تیور آنے لگے
مجروحان خنجر بیم سے دار الشفا رشاہی بھر گیا لڑائی کے نام سے لرزہ آیا خوف و ہراس سب کے دلون
مین اثر کر گیا غرض ہر شخص نے بہانے سے راہ فرار مین اوستاد خوف سے سر کنا مہ کا سبق پڑھا
بادشاہ تنہا ہاتھی پر سوار رہ گئے جو دس پانچ سوار نمکخوار رہ گئے وہ ایک ایک کا منہ تکتے رہے کوئی
آگے نہ بڑھا بادشاہ حیران تھا تفکر سے سر در گریبان تھا پڑے تردد مین تھا اوہ شکل درپیش تھی ہی
کے دا شد مین تھا کہ آرام دل گھوڑا پھینکتا ہوا شہر کے دروازے سے نکلا بادشاہ ایک سوار کو یکہ و
تنہا اوبھی بنا ہوا اور میدان مین بے خوف و بیم آتا ہوا دیکھکر حیران ہوا سوچا کہ شاید مخالف نے دھوکا
دیکر شہر کے اندر کچھ فتور اوٹھایا ہے جو یہ سوار خبر دینے آیا ہے دل مین نہایت خوف سمایا زانو
پہ ہاتھ مار کر تیر کی تمام شد زبان پر لایا فیلبان کو ہول کر چلنے کا اشارہ کیا کچھ تدبیر نہ بن آئی
بھاگنے کا ارادہ کیا آرام دل کسی طرف نہ متوجہ ہوا سیدھا تیر سا میدان مین جا پہنچا اور
مقابل ہوتے ہی اوس دیو بچہ سے مبارز طلب ہوا بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر ٹھہر گیا اور

اوس جوان رشک غلمان کی جوانی پر افسوس کرتا رہا وہ ملعون تو جیاٹ پر لگا ہوا تھا کسی
مارنے خان سے کہان مقابلہ ہوا تھا مرد بے ریشہ جو دیکھا لقمہ بے ریشہ تصور کر جھپٹا نسیم لکھی
بے ریشہ وہ طفل نوجوان تھا ٭ حلوا بے دود ھہ بگیان تھا ٭ پھر بڑھکر للکارا اور وہی گرز گاؤسر
آرام دل پر اس زور سے پھینک کر مارا کہ اگر وہ اپنی اوستادی سے خالی ندیتا تو ہڈیان پسلیان
پیکر سر مہ ہو جاتین نیست و نابود ہوتا نشان زندگی مفقود ہوتا شہزادے نے گرز کی زد بچا کر اپنی
گھات لگا گھوڑے کو اوسی میدان مین گرد اوس شامت زدہ کے کاوہ پھیر الفقطہ پرکار کیطرح
اوس زاویہ نشین دائرہ اجل کو بیچ مین گھیر ا ایسا گھوڑا پھیرا وہ چکر لگایا کہ غور کرکے جو دیکھا تو
ایک شے مدور موہوم سی معلوم ہوتی تھی خیال اور تصور سے بھی مفہوم ہوتی تھی وہ ملعون جو محصور
ہوا حیران ہوکر مینار کی طرح کھڑا رہگیا متحیر ہوا آرام دل نے کاوا دیتے دیتے گھوڑے کو دبایا
گھوڑا ابھرا یا وہ ملعون تھرایا پھر شہزادے نے گھوڑا جھپٹا کے اوس مردود کی پشت مین برچھا
مارا اور دھکا دیکر میخ کی طرح زمین سے اوٹھا لیا ایسا برچھا مارا کہ سینے کے پار ہوگیا وہ دوزخی
فی النار ہوگیا ع بود اسفل السافلین منزلش ٭ شاہ داراب ہاتھی پر سوار اوس رشک رستم



اور غیرت سہراب کی جوانمردی پر متحیر اور حیران کھڑا تھا دیکھنے والون کے ہوش تپان تھے فی الحقیقت
شہزادہ ایسا ہی لڑا تھا بادشاہ نے بہ فراست سمجھا کہ ہو نہو یہی شہزادہ آرام دل ہی جسکی جستجو

اور جسکے دیدار کی آرزو تھی یہ وہی رشک ماہ کامل ہے الغرض آرام دل نے اوسکی لاش پھینک کے
گھوڑا اوڑایا ولایتی کمر سے کھینچ کر صاعقہ کی طرح خرمن زندگانی عدو پر جا پڑا گھوڑا کڑکا کے شمشیر تڑپ
تڑپا کے جب سوار پر ہاتھ لگایا خود سر سے سینے کے کواڑ توڑ کر استخوان کے زینے سے پشت زین
پر اوتر آیا جب پیدل کے برابر آکر سر پر خنجر مارا اوسنے سر پر روکا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوا ہر
صغیر و کبیر پناہ پیر الامان پکارا مارتے مارتے خون کا دریا بہا دیا ہر ناپاک لڑائی کے بکھیڑے سے
پاک ہوا دریائے خون مین نہالیا پھر تو اوسکی تلوار کی آبداری کے سامنے کائی سی پھٹ گئی شاہ
روسیاہ کی قسمت اولٹ گئی سب اوسنے اور اعلے سوار اور پیادہ کچھ تو پیچھے اور کچھ آگے سرون پے
پاؤن رکھکر بھاگ گئے جو بھاگے وہ تیر دوپیکر کے ہدف ہو نشانہ ہوے جو مقابل آئے شمشیر دودم سے
ملک عدم کو روانہ ہوے وزیر مارا گیا پیدل کام آئے شاہ کو اعراب دینے کا بھی سہارا گیا
آرام دل اٹھائی ہاتھ گھوڑا اوڑا کے شاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے بھاگنے کا رخ
کیا مگر پیدلون کی ہل چل سے خانہ فرار بند پایا ذرا جو توقف کیا شہزادے نے گھوڑے سے
کود کر شاہ کا ہاتھ پکڑ لیا سبحان اللہ عجیب واردات ہوئی کہ شاہ کو بھری بازی مین پیدل کی
کشت مات ہوئی شاہ داراب اسکی جوانمردی اور چالاکی سے متحیر ہوا حیرت سے ششدر ہوا
شہزادے کے قریب آیا ہاتھی سے اوتر کر گلے لگایا دست و بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا شہزادہ
سیہ فام اپنی شکست اور اپنے باپ کو قید دیکھکر مع فوج باقیماندہ و ہزیمت خوردہ اپنے ملک کی طرف
بھاگا شاہ روسیاہ اوسکا باپ آرام دل کے ہاتھ سے مارا گیا سر اوس خود سر کا تیغ دوپیکر سے
اوتار لیا جب مقصود دل حاصل ہوا بادشاہ مع شہزادہ مظفر و منصور قلعہ مین داخل ہوا دلربا نے جو
شہزادے کو مضطر دیکھا صنوبر سوختہ جگر جذبہ دل کا اثر دیکھا بہت آداب سے جھک کر سلام کیا اور دست بستہ
یہ کلام کیا کہ کیون حضور کچھ دل جلون کی بھی خبر ہے وعدہ وفا کیجیے گا یا یونہین دم دیجیے گا فرمائیے کیا
مد نظر ہے آرام دل مسکرایا بیگم صاحبہ نے محل مین بلایا گلے لگایا کئی خوان زر و جواہر کے نثار کیے
پھر بادشاہ باہر تشریف لائے دفتر خانے مین جا کر بخشی سے اہل سیف کی فہرست طلب فرما کر ایک
قلم سبکے نام پر قلم کھینچ دیا اور افسرون کے لیے قتل کا حکم سنایا آرام دل نے عرض کی کہ حضور
غضب کرتے ہین بادشاہ بے لشکر گنبد بے در ہے اور ابھی تو صبح ظفر کی شام بھی نہین ہوئی چرخ
در پے کین ہے عدو در کمین ہے ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ؎ ابھی بڑا خطرہ ہے فوج کو موقوف
نہ کیجیے بلکہ سردارون کی تعریف کرکے اونکو انعام اور خلعت دیجیے بادشاہ نے شہزادے کی

دانشمندی پر تحسین کی یہ رائے بہت پسند آئی اوسکی تدبیر پر آفرین کی پھر دربار عام کیا افسرون کی
بڑی قدر و منزلت کی اس فتح مین اونکا نام کیا ہر ایک کو علی قدر مراتب خلعت گران بہا سے
سرفراز فرمایا اور سپاہیون کو بہت سا انعام دیا پھر نجومیون کو طلب فرمایا شادی کے واسطے اچھی
ساعت دیکھنے کو ارشاد کیا اونھون نے پوتھی کو کھولا جنس وصال کو میزان قیاس مین تولا بعضون
نے قرعہ پھینکا مندسون اور شکلون کو ملایا پھر یکزبان عرض کیا کہ ایک برس شہزادے کا ستارہ ادبار
گردش مین ہے ابھی وصلت نہین چاہیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ بلند اقبال پھر غائب ہو جاینگے
انکو ہر دم اپنی نظر کے سامنے رکھیے ان سے ایک لحظہ غفلت نہ چاہیے بادشاہ نے انکو رخصت کیا اور
فرمایا کہ صدق اللہ وکذب المنجم مگر شہزادے کو ہر دم پیش نظر رکھنے لگا اوسکے دیدار سے خرسند ہوا
ایک دم علیحدہ ہونے نہ دیتا نجومیون کے کہنے کے مطابق کاربند ہوا

داستان ملکہ حسن افروز کا موتی محل مین آنا اور آرام دل کی جدائی سے بے قرار ہونا پھر آرام دل کا آنا اور ملاقات سے ملکہ کی خجل و شرمسار ہونا

پلا ساقیا بادۂ ارغوان ٭ کہ پھر بزم کی اک لکھون داستان ٭ مرا یار ازبس ہے نازک دماغ ٭ وہی ہے
مرے دل کا چشم و چراغ ٭ جو ارشاد ہو وہ بجا لائیو ٭ جہانتک وہ مانگے دیے جائیو ٭ راقمان احوال
واماندگان و محرمان کیفیت مہجوری دور افتادگان حال فراق اور وصال یون رقم کرتے ہین کہ جب
روز آرام دل ملک داراب کی طرف روانہ ہوا اوس رات کو حسب دستور وہ رشک حور بانی اور قمر النسا
کے ساتھ موتی محل مین تشریف لائی آرام دل کو جو نہ دیکھا گھبرائی مانی سے کہنے لگی مانی آج خلاف
معمول شہزادہ عالم کہان گئے ہین مانی نے کہا کیا خوب اب تمھارے واسطے وہ اپنے پانون مین بیڑیان
ڈالین عورتون کی طرح گھر مین بیٹھے رہین دروازے کے باہر قدم نہ نکالین لڑکی اتنی قید بندی مجھے پسند
نہین آتی ایسی محبت بھی میری چڑھ ہے سب مجھے نہین بھاتی یہ سنکے ملکہ خاموش ہو رہی اور شہزادے کا
انتظار کرنے لگی کبھی دل مین یہ خیال آتا کہ سیمتن پری نہ اوڑا لے گئی ہو کبھی یہ وسواس جی مین سماتا کہ
ماشاء اللہ چشم بد دور رشک حور ہے کوئی اور پری نہ اوٹھا لے گئی ہو کبھی انھین باتون کا خیال کرکے
چپکے چپکے رونے لگی کبھی فرط انتظار سے بے قرار ہونے لگی آنسو جو گرے مانی نے کہا شہزادہ
جواب تک نہین آیا تو اسلیے روتی ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مانی اب بھی مین تمھارا کہنا لیتی ہون کچھ

کرنے کی تکلیف دیتی ہون جو مجھے ستاتی ہو ناحق میرا جی جلاتی ہو حضرت اسد اللہ خان
غالب دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون ❊ روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین
ستائے کیون ❊ جب وہ جمال دلفروز صورت مہر نیمروز ❊ آپ ہی ہو نظارہ سوز پردے مین منہ چھپائے
کیون ❊ آخر اسی انتظار اضطرار مین تمام رات گذر گئی بیتابی شب ہجر عاشق کی خبر اوس آرام دل
تک بوسیلہ نسیم سحر گئی ملکہ گل اندام ناکام بعد ورود آلام خاص محل مین آئی دیر تک متحیر رہی پھر قمر النسا
سے کہنے لگی کہ دیکھو کیا طوطے چشم تھے کیا جلد آنکھین بدل گئے باوجود اس قید و بند کے پھر بھی نہ گئے
فرصت جو پائی جدا جا کے کہان تحمل کر گئے بھلا غور تو کرو کسی سے کیا دل لگایا مین کون کون سے دکھ
سہین کس کس بات کو کہین آخر ہم بھی تو آدمی ہین کہان تک بار غم اوٹھائین **میر تقی** اس عہد مین
الٰہی محبت کو کیا ہوا ❊ چھوڑا وفا کو اون نے مروت کو کیا ہوا ❊ **میر صاحب موصوف** فلک
نے عشق کی اب رہ مین ہمکو پیدا کر ❊ لبان سبزہ نو رستہ پایمال کیا ❊ یہ باتین کر کے ٹھنڈی
سانس بھر کے رونے لگی شبنم کا عرق جبین آنسوؤن سے بھگونے لگی قمر النسا نے کہا حضور قصور معاف
آپ کو تو نہ کچھ شعور ہے نہ فہم ہے یونہین ناحق بدگمانی ہے وہم ہے بھلا یہ تو سمجھیے کہ اگر اونکو جانا ہوتا
تو پھر کیون اپنی سلطنت اور حکومت چھوڑ کر یہان آتے اگر آپکے عاشق نہوتے تو کیون آپ کی
طلب وصال مین ہزار ہا دن مشقتین اور لاکھون صدمے اوٹھاتے سیمتن پری اور صنوبر شہزادی
مل گئین تھین دو دو کے مالک ہوتے وہین نہ رہ جاتے یہ کہکر کچھ سوچا اور چور دروازے سے موتی محل
مین گئی دیر تک شہزادے کے آنے کی منتظر رہی آخر جب بہت عرصہ ہوا اور نہ کچھ خبر معلوم ہوئی
شہزادہ اوس وقت تک آیا تو قمر النسا کے دل مین شک آیا غمگین پھر آئی ملکہ **حسن افروز** نے
فرمایا **حسرات** غضب ہے یہ کہ جسکی عاشقی مین جی سے جاتے ہین ❊ تو وہ کہتا ہے اب تک ہم
محبت آزماتے ہین ❊ ہائے اللہ کسنے یہ تفرقہ ڈالا مین نے تو ابھی بھر نظر دیکھا بھی نہین
تھا کیون رے فلک کینہ ور تو نے یہ کب کا بچار نکالا **حسرات** ❊ تنگ آئے ہین اس دل کے
بیتاب سے ہم ❊ جو مرتے ہین تو چھٹین آہ اس عذاب سے ہم ❊ پھر قمر النسا سے کہنے لگی کیون سمجھین
وہم تھا تمھارے نزدیک بیوقوف تھی کچھ نہ فہم تھا اب بتاؤ یہ کیا ہوا بیٹھے بٹھائے مجھپر آسمان ٹوٹ
پڑا ہائے یہ کیسا حشر برپا ہوا **حسرات** دکھ جدائی کے ہمین تو نے دکھائے اے زیست ❊ کاش کہ
وصل ہی مین جی سے گذر جاتے ہم ❊ قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے گھبرائیے نہین شہزادہ
عالم انشاء اللہ تعالے جلد تشریف لاتے ہین یہ سب غم و الم خدا کے فضل و کرم سے دور

ہو جاتے ہیں ملکہ نے کہا **ذوق** موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو ٭ غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو ٭ القصہ ملکہ **حسن افروز** پھر از سرِ نو آتش فراق میں جلنے لگی شعلۂ عشق سے گھل گھل کے شمع ساں پگھلنے لگی بانو اور قمر النسا ہر چند تسکین دیتیں دلداری کرتیں اوس سرگشتۂ بادیۂ حزن و ملال کی غمخواری کرتیں مگر وہاں آہ و فغاں سے کب فرصت تھی رات کو شور مچاتا سوتوں کو جگاتا دل کو چپکے چپکے رونا تھا قمر النسا ہر روز موتی محل میں جاتی باغ حیات بخش میں پریشان پھرتی اور مغموم پھر کر چلی آتی بادشاہ نے جو شہزادے کے چلے جانے کا حال سنا بہت متردد ہوا اوسی وقت جا بجا ملک ملک ہر اقالیم میں اس مضمون کے شقے جاری کیے کہ جہاں شہزادہ **آرام دل** ہو حاکم وہاں کا بجز دریافت حال بکمال عز و جلال اپنے ہمراہ لیکر آئے اور حکم دیا کہ وزیر ہر طرف سوار روانہ کرے اور آپ بھی جائے وزیر حسب الحکم عمل میں لایا وہاں **آرام دل** شاہ دارا کے پاس رہتا فراق یار کے رنج سہتا تھا ایک دم جدا نہو نے پاتا تھا نہایت بے چین ہوتا سخت گھبراتا تھا ایک شب شہزادہ شاہ دارا کے پلنگ کے برابر سوتا تھا سو تا کیا تھا منہ لپیٹے ہوئے پڑا تھا یہ کہتا تھا اور روتا تھا **نسیم دہلوی** بیتاب ہوں نے دل کے ڈالا ہے کس غضب میں ٭ پہلو بدل رہے ہیں نالے کتا رہ شب میں ٭ بادشاہ غافل سوتے تھے یہ تو منتظر وقت اور متصدِ فرصت تھا موقع پاکر اوٹھا اور بارہ دری کی ایک کھونٹی میں جاکر اوسی عمل سے سفید دیو کو بلایا دیو آیا **آرام دل** نے کہا مجھے جہاں سے لایا ہے وہاں پہونچا دے بیقرار ہوں جلد ملک جاناں دکھا دے دیو نے حسب الحکم **نسیم لکھنوی** کندھے پہ چڑھا کے مثل گیسو ٭ اوس گل کو اوڑا لایا صورت بو ٭ شہزادے نے آنکھ بند کر کے پھر جو کھولی آپ کو باغ حیات بخش میں موتی محل کے دروازے پر پایا دیو کو وہیں سے رخصت کیا اور آپ اندر محل میں تشریف لایا حسن اتفاق سے اوس وقت قمر النسا بھی موتی محل میں آئی تھی شبیہ **آرام دل** کی جو طاق میں گلدستوں کے بیچ میں رکھی ہوئی تھی دیکھکر رو رہی تھی ملکہ کے حال زار کو خیال کر کے بیقرار ہو رہی تھی کہ دفعتاً **آرام دل** سامنے سے نظر آیا قمر النسا کو دیکھتے ہی آنکھیں نیچی کر لیں قمر النسا نے کہا حضور تسلیم جو صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو اوسے بھولا نہیں کہتے بقول حضرت **غالب** اوسکو بھولا نہ چاہیے کہنا ٭ صبح جو جائے اور آئے شام ٭ فرمایئے ایک ہفتے تک کہاں رہے آپ تو ماہ دو ہفتہ ہیں ایک دو دن کا مضائقہ نہیں اتنے دن جو نظر نہیں آئے تو کہیے کس برج میں نہاں رہے واللہ آپ کو تو ہم رہا تیں سننے کا مزا ہے لے سنے نہیں رہتے کچھ عجب لگاتے ہے سند آرام دل

مسکرایا اور خاموش دالان مین چلا آیا قمر النسا وہان سے باغ باغ ملکہ حسن افروز کے پاس آئی
اور کہنے لگی حضور مبارک شہزادۂ عالم تشریف لائے جنکے واسطے آپ بیقرار تھین وہ آرام دل
آئے ملکہ نے کہا ہان وہ ہر روز آتے ہین سب ہر روز ایسی ہی خبرین سناتے ہین قمر النسا نے کہا
بیگم مجھے اپنی جان کی قسم شہزادۂ عالم آئے جب قمر النسا نے قسم کھائی تو ملکہ کو آرام دل کے آنے
پر یقین ہوا دل کو ذرا توانائی آئی شام ہوتے ہی قمر النسا کے ہمراہ موتی محل مین تشریف لائی وہ شب
کہ شب ماہ تھی آرام دل موتی محل مین بالاے بام سفید بادلے کے شامیانے کے نیچے سفید ابر
کے ٹکڑے مین مانند ماہ دو ہفتہ کے رونق افروز تھا سب سامان عشرت موجود تھا مگر بے یار چین دل سے
مفقود تھا منتظر آمد ملکہ حسن افروز تھا ملکہ کی پازیب کی آواز سنتے ہی بیتاب ہو کر استقبال کے واسطے
دروازے تک آیا ملکہ کو دیکھتے ہی پہلے سات بار تصدق ہوا سر سے پاؤن تک بلائین لین پھر ہاتھ
پکڑ کے مسند پر بٹھایا آپ جو برابر بیٹھنے لگا ملکہ نے کہا صاحب میرا آپ سے ایک سوال ہے طبیعت
کو سخت ملال ہے پہلے اوس سوال کا جواب دیجیے تو پھر برابری اور ہمسری کا دعوی کیجیے



یہ سنتے ہی آرام دل وہان سے اوٹھکر مقابل آ بیٹھا یار ستمگار کو پر غضب دیکھکر جینے سے
سر دست ہاتھ اوٹھا بیٹھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ جو ارشاد ہو غلام اوسکا جواب دے
خاکسار ایک ہفتہ غیر حاضر رہا ہے فرمائیے تو ایک ایک روز بلکہ ایک ایک ساعت کا حساب دے
ملکہ نے کہا دیکھا چور کی ڈاڑھی مین تنکا صاحب مجھے تمام عمر کے حساب و کتاب سے کیا مطلب

خفا کیون ہوئے ہو اسکا کیا سبب ہین تو ایکبات پوچھتی ہون کہ آپ اتنے دنون کہان غائب رہے
آپ تو حاضر جواب ہین کچھہ گفتگو کیجیے اسکا جواب دیجیے آرام دل نے کہا مین شکار کو گیا تھا
صیدگاہ مین جو پہنچا ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا اوٹھایا وہ بہت دور نکل گیا ہاتھہ نہ آیا مین پیچھا کرتا ہوا
دلدل مین پھنس گیا تھا گھوڑا اسپر سے گرا تھا زمین مین دھنس گیا تھا خدا نے مجھے وہان سے
نکالا ملکہ نے شہزادے کی یہ گفتگو سنکے قمر النسا سے کہا سچ ہے بابا انکی خبر لو دیکھو تو انکے دشمن بہکے
کیون ہین یہ کیا خبط ہے کہتے کچھہ ہین منہ سے نکلتا کچھہ ہے بھلا غور تو کرو انکے کلام مین کہین
بھی ربط ہے پھر شہزادے سے فرمایا کیون جی آج کیا شراب پی ہے جو ایسی بہکی بہکی باتین کرتے
ہو کیون کہو تو کیسا جی ہے شہزادے نے کہا مین تو نہین پی مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمھین آج کچھہ
نشا چڑھا ہی جو ہر بات مین اوجھتی ہو شکر ہے جو بات عرض کی اوسے تمنے کس قدر طول دیا ہے
کچھہ نہین سمجھتی ہو مین تو عرض کرتا ہون کہ شکار کھیلنے گیا تھا قسمت مین مصیبت لکھی تھی اوسے
جھیلنے گیا تھا ملکہ نے کہا اچھا جو آپنے عرض کیا ہمنے اوسے فرض کیا مگر اب تم سچے ہو تو حلف اوٹھاؤ
ہمارے سر کی قسم کھاؤ تب ہمین یقین آوے دل کو شک نہ رہے خاطر جمع ہو شبہہ جاتا رہے جب ملکہ نے قسم
کے واسطے فرمایا تو آرام دل بہت گھبرایا چور کے پاؤن کہان کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا خجل
ہوا خنجر ناز و ادا کا بسمل ہوا یہ حال دیکھکر قمر النسا الگ ہو گئی مدعا کی طرف نہ اصلا لگی تا ملکہ
حسن افروز فوراً پاس گئی ہاتھہ پکڑکے کہنے لگی تمھین میری جان کی قسم سچ بتاؤ کہان گئے تھے
تم خاطر جمع رکھو ہم کچھہ نہ کہین گے سچ کہدو جہان گئے تھے جب ملکہ نے ایسی شدید قسم دی تو شہزادے
کو بجز راستی کچھہ بن نہ آئی ناچار تمام احوال اپنا ملک داراب مین جانا شہزادہ سیم فام کے لڑنا اور
باپ کا کھیت پڑنا اوسے شکست فاش دیکر بھگانا سب بیان کیا اور کہا کہ ہم تو بہت جلد آگئے
آپکا دل کیون رنجور ہوا یہ جو کہیے کہ بے اجازت ہمارے کیون گئے تو ہان البتہ یہ قصور ہوا
ملکہ حسن افروز یہ سنکر بڑے غضب مین آئی بید کی طرح کانپی تھرائی مگر غصہ کو ضبط کرکے کہنے
لگی کہ صاحب خوب کیا بہت اچھا کیا تم اونکے داماد تھے تمھین جاتے تو کون جاتا اس وقت مین جانا
تمھین مناسب تھا اور رنج و الم کو جو کہو تو اسمین رنج کیا ہے یہ تمھاری غلط فہمی ہے اور ہمارا ابھی
الم کرنا عبث ہے کیونکہ کسی پر کسی کا زور چل سکتا ہے ہمارا تو پہلے ہی سے یہ ارادہ ہے کہ آپ سے
ترک ملاقات کرینگے ہزار منتین کیجیے گا مگر ہرگز نہ بات کرینگے اور جو کوئی کہے کہ دل کیونکر مانیگا
اوس سے کیا کہو گی ہجر کے صدمے کیونکر سہو گی تو ہم اوسے بہلا لین گے اوس سے سمجھہ لین گے

اوسے سمجھا ہین گے رند پھینک دینگے اوسے ہم جیب کے پہلو اپنا * ہم پہ تھا پوشیدہ دل پہ تو ہو تھا ہوا اپنا
آرام دل نے کہا دیکھو زبان سنبھالو بیہودہ کلمہ زبان سے نہ نکالو اوس بیچاری نے شاہزادہ صاحب نے تمھارا
کیا کیا جو اوسکو گالیان دیتی ہو اوسکے فرشتے کیا کہتے ہونگے ناحق گناہ اپنے ذمے لیتی ہو اوسکے ملاقات
کے باب مین کیا کہا ذرا پھر کہنا تمھین میری جان کی قسم خاموش نہ رہنا ملکہ نے کہا ہان ہان مین سچ
کہتی ہون آپ میرا کیا کیجیے گا مین کیا بغیر کہے رہتی ہون اور مین تو یہ حیران ہون کہ آپ بیچ
اس قدر کیون خوشی سے پھولے ہین * ہر دفعہ جو دباتے ہین کمر سمجھکر دھمکاتے ہین تو کس
گھمنڈ پہ پھولے ہین **بیت** یون جو کرتے ہو بلا دعوے * آپ کا کہیے مجھے کیا دعوے *
اور کیون جی ہمنے کسکو گالی دی جو تم اتنا بگڑتے ہو صنوبر کا کچھ بڑا چھیتا جو شیر کی طرح غرا کر لڑتے ہو
خدا کے لیے قسم اللہ یا مین یہان ہرگز نہ ٹھہرونگی اسکے تو سر پہ آج جن سوار ہوئے ہین لڑتے
ہین بات بات مین بگڑتے ہین خدا جانے کیا اسرار ہے یہ کہا اوٹھی اور شہزادے کو دو چار سخت
سست سنا کر بیگم کر سینہ بنا کر چلی آرام دل ہاتھ جوڑ کر قدمون پر گر پڑا اوسنے اکا اسکو نے کہا سبحان اللہ
ریزور کے ڈراتے ہو انشاء اللہ بگڑے کو بناتے ہو لو بس تو صاحب اب دل کی صفائی بخیر ہے آئینہ
گلستان وصال مین شادان رہے اب دیکھیے بوستان فراق مین عجب سیر ہے غرض دیر تک یہی
کیفیت رہی یہ روٹھی رہین اور دھر غشی کی حالت رہی آخر عاشق کو کہان تک صبر ہو پاس آنے سے دل
چھپ ملکہ نے پاس آکر عاشق جانباز کا سر اوٹھا کر اپنے زانو پر رکھا ماتھے پر ہاتھ رکھکر گل رخ پہ سے بیلکو
لگی زلف معنبر سونگھانے لگی کف دست صندلی جو پیشانی مریض عشق پہ گئی صندل کا کام کرگئی ہاتھ
لگاتے ہی درد سر دور ہوا دل بادۂ انبساط سے مسرور ہوا شہزادے کو ہوش آیا گھبرا کر اٹھ بیٹھا
مگر خجالت سے سر جھکا لیا ملکہ نے فرمایا نسیم لکھنوی کیا کہتی ہے * ہمین ادھر تو دیکھو * میری طرف
اک نظر تو دیکھو * ہے یا یہ نہین خطا تمھاری * فرمائیے کیا سزا تمھاری * آرام دل نے
کی عرض رضا ہے جو خوشی ہو * عاشق کی سزا جو پوچھتی ہو * مشکین زلفون سے مشکین کسوا دو *
کالے ناگون سے مجھکو ڈسوا دو * تلوار سے قتل ہو جو منظور * ابرو کے اشارے سے کرو چور *
زندان مین جو زندہ بھیجنا ہو * اپنے دل تنگ مین جگہ دو * الغرض پھر باہم دور ساغر الفت چلنے لگا
وصال طالب و مطلوب سے فلک سفلی جلنے لگا رات بھر جشن رہا صبح ہوتے ہی ملکہ روانہ ہوئی
رات کی کیفیت سب قصہ ہوئی فسانہ ہوئی شہزادہ شاہ کی ملازمت کے واسطے گیا بادشاہ نے
آرام دل کو دیکھا کمال مسرور ہوا شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ مہان

گئے تھے آرام دل نے عرض کیا کہ فدوی بعد عرصہ کے شکار کھیلنے گیا تھا صیدگاہ مین جو طبیعت لگ گئی چند روز تک شکار کھیلتا رہا آخر مفارقت قدوم میمنت لزوم سے جی بیچین ہوا گھبرایا اور دو دم کوچ کیا کل اس شہر مین داخل ہوا آج حضور مین حاضر ہوا غرض آرام دل نے اپنی چرب زبانی سے کچھ جھوٹھ کچھ سچ ملا کر شاہ کی تسکین کر دی پھر دیر تک باب گفتگو وا رہا در تقریر کھلا رہا جب دربار برخاست ہوا شہزادہ موتی محل مین تشریف لایا مدام بادۂ انبساط سے مخمور بامید شادی اور وصال شہزادی مسرور رہنے لگا

غائب ہو جانا ملکہ حسن افروز کا اور گرفتار ہونا دام کرناس دیو ستمگار مین اور روانہ ہونا آرام دل کا تلاش جانان مین اوسی حالت اضطرار مین

نہ دے ساقیا مجھکو جام شراب * بس اب پھینک دے یہ گزک اور کباب * تمنا ہے اب تو بالکل نہین * ذرا بھی مجھے خواہش گل نہین * فلک سفلہ پرور ستانے لگا * مرا یار مجھسے چھڑانے لگا * عجب طرح کا ماجرا ہے سخن * کیا عاجز اسنے بقول حسن * یہ دو دل کو یکجا سمجھتا نہین * کسیکا اسے وصل بھاتا نہین * مصائب نگاران جگر افگار و جگر فگاران مصائب نگار لکھتے ہین کہ ایک شب وہ غیرت ماہ یعنے ملکہ حسن افروز دیباچہ اپنی محرم راز قمر النسا کے ہمراہ شہزادہ آرام دل بدر کامل کے پاس تشریف لائی چاندنی رات کی کیفیت تھی دو تین روز کے بعد ملاقات ہوئی تھی وہ صحبت غنیمت تھی کچھ جی مین جو آیا ملکہ نے شہزادے سے فرمایا کہ آجکی رات جو تو مہ کے مقابل ہو جاے * چاندنی میلی ہو دھلوانے کے قابل ہو جاے * ناگہان سنبل الطیب کے تختے سے جو خوشبو آئی شہزادے کے مشام کو معطر کیا آرام دل نے کیا خوب جواب دیا جبر مرحوم جو تری زلف کی گرد اوس سے مقابل ہو جاے * مشک نادر بخطا بکنے کے قابل ہو جاے * پھر ملکہ نے کہا جی چاہتا ہے اس وقت کوٹھے پر سے نظارۂ شہر کرین شہزادے نے کہا بسم اللہ صلاح باہمہ آنست کان صلاح شماست * الغرض ملکہ مع شہزادہ و قمر النسا اور چند خواصون کو ہمراہ لیکر بالاے بام آئی چاندنی کی کیفیت دیکھکر کمال مسرور ہوئی اور فرط سرور سے شہزادے کی طرف مخاطب ہو کر یہ اشعار زبان پر لائی لاادرے دیکھنے نکلا جو تو خورشید منظر چاندنی * دھوپ سے بھی ہے چمک مین آج بہتر چاندنی * کیمیا گر ہے فروغ

آفتاب حسن یار ✤ دھوپ سونیکا ورق چاندی کا تیر چاندنی ✤ پھر ملکہ شہزادے کا ہاتھ پکڑ کے زیر شامیانہ زرتار مسند زرین پر جابیٹھی باغ حیات بخش اور نہر کی سیر کرکے دلشاد ہوئی ذہن جو لڑا تو یہ غزل برمحل طبع زاد ہوئی مصنف

اوسکو پریوں کے نہ جھرمٹ میں ٹہلتے دیکھا
اپنا مطلب نہ کبھی تم سے نکلتے دیکھا
ناز و انداز سے شاید اوسے چلتے دیکھا
کبھی پانی اوسے دیکھا کبھی جلتے دیکھا
طفل اشک آج ادھر ضد پہ مچلتے دیکھا
کبھی گلتے کبھی جلتے کبھی ڈھلتے دیکھا

اور ملکہ سے مخاطب ہوکر پڑھی مصنف

دم مسیحا کا ترے در پہ نکلتے دیکھا
تک کے سیکڑوں انداز بدلتے دیکھا
اپنا بس تجھپہ کبھی آن نہ چلتے دیکھا
جو گرا آنکھوں سے تیری نہ سنبھلتے دیکھا
تو نے پرواے کو کب آگ سے جلتے دیکھا
تمکو اے جان چھپ کوٹھے پہ ٹہلتے دیکھا

جتنے اے جان تجھے گلشن میں ٹہلتے دیکھا
نالہاے سحری دھوم تو کرتے ہو ولے
کبک پامال خرام بت طناز ہوا
دل کا احوال کہوں کیا کہ تپ فرقت سے
یہی کہتا ہے نہ چھوڑونگا میں ہرگز دامن
پیش شمع رخ جانان دل پرغم اپنا
شہزادے نے بھی ایک غزل بے بدل برجستہ کہی
آگیا جو ترے کوچے میں نہ ٹلتے دیکھا
مطلب عاشق صادق پہ تجھے اے شہ حسن
میرے قابو میں کسی روز نہ آیا تو یار
تو نے پھیری نظر اپنی تو پھرا اوس سے جہان
اب تو عشاق کی جانبازی کا لا دل ہیں یقین
آج بر آئی تمناے سخن مدت میں

غرض اسی طرح باعیش و طرب زلف لیلاے شب تا کمر گیتی لٹکنے لگی بنت شب گذرگئی خمار بادۂ نشاط کا اوتار ہوا فلک ستمگار در پے آزار ہوا اتفاقاً اوس وقت ایک طرف سے بالا بالا کسی دیو کا گذر ہوا ظہور شعبدۂ فلک کینہ ور ہوا اوسنے ایک پری ناز نین قمر طلعت زہرہ جبین دیکھی قدرت خداے رب العالمین دیکھی دیکھتے ہی خنجر عشق کا گھائل ہوا عاشق ہوگیا بسمل ہوا شہزادے کو پہلو میں بیٹھا دیکھکر جل گیا بے خود ہوا اپنے جامے سے باہر نکل گیا غصے سے شہزادے پر جھپٹا اور خنجر آبدار کمر سے کھینچ کر مارا مگر بہ برکت انگشتری طلائی آرام دل محفوظ رہا خنجر جو کارگر نہوا تو وہ ملعون بڑے زور سے للکارا ملکہ وہ آواز ہولناک سنکر لرزگئی خوف سے شہزادے کے پیچھے ہو بیٹھی ہوش و حواس کھو بیٹھی ✤ آرام دل بھی ایک آواز ہولناک سنکر اور بظاہر کسیکو نہ دیکھکر پریشان ہوا بہت ہراسان ہوا جب اوس مردود کا شہزادے پر کسی طرح بس نہ چلا تو غصے سے لال ہوگیا بہت جلا

جھلا کر ملکہ کو معلق اوٹھالیا اور کندھے پر چڑھا شور و غل کرتا ہوا ہوا آرام دل ملکۂ حسن افروز
کو دفعتاً غائب ہوتا دیکھکر گھبرایا بیحواس ہوگیا قمر النسا ہاتھ ملکر کہنے لگی کہ تپ بڑہ گیا ہائے دستے تو سکتا ہوا
خواصین پیٹنے لگین محل مین کہرام ہوا غرق دریائے الم تمام ہوئے وہان یہ حال سنکر غش ہوئی
ہوش و حواس بجا نرہے ہیر حسن کلیجہ پکڑ وہ تو بس رہ گئی ✤ نکل گیا طرح سے بکس بکگئی ✤
بادشاہ کو جو یہ خبر وحشت اثر پہونچی بیحد غم سے پیتا سب مرگئے کلیجے پر صدمہ پہونچا غش کھا کر زمین پر گر پڑے
آرام دل کر روتے روتے بیہوش ہوگیا تھا ہوش مین جو آیا تو بصد حسرت و یاس یہ اشعار
زبان پر لایا جرأت کچھ ایسا گر گیا بیہوش جانا ہمکو جانان کا ✤ کہ ہمکو ہوش ہے دل کا نہ دل کو
ہوش ہے جان کا ✤ ولہٗ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر ✤ ترے بغیر کسیکو نہین کسیکی خبر ✤
یہ کہکر گریبان چاک کیا رعنائی اور زیبائی کا بکھیڑا پاک کیا ہائے تنگ ہوا لبے یار زیبائش کے
نام سے تنگ ہوا پھر ہاتھ جانے لگا گریبان تک ✤ چاک کے پاؤن پہنچے دامان تک ✤ نسیم
لکھنوی بکچند جو گذری بے خور و خواب ✤ زائل ہوئی اوسکی طاقت و تاب ✤ صورت مین خیال
رہگیا وہ ✤ ہیئت مین مثال رہگیا وہ ✤ آنے لگے بیٹھے بیٹھے چکر ✤ فانوس خیال بنگیا گھر ✤ جامے
سے وہ زندگی کے تھا تنگ ✤ کپڑون کے عوض بدلتا تھا رنگ ✤ فلک کجرفتار کی ستمگاری یہ
ہٹا دیس بدیس پھرنے کے لیے فقیرانہ بھیس کیا کھیس کا تہ بند باندھا اوپر لنگوٹ کسا سر فروشی
کی گدڑی کندھے پر دست کی طلب دلدار مین کمر ہمت چست کی کاسۂ سر ہاتھہ مین لیا ضعف اور ناتوانی
کو عصائے پیری سمجھا حضرت عشق کو ہادی اور رہنما کیا سب سے لو لگائی مجذوب ہوکر دلشاد ہوا
راہ عشق مین سالک ہوا غم دنیا سے آزاد ہوا دلدار کی خاک ہر بن مین ملی آتش عشق کی جلی ہوئی



ہڈیوں کو ہاتھ میں پھینکا اور بھبھوت ملا ... جوگی ہو کے کبھی جوگی بنے اشکوں
کی سیلی گلے میں ڈالی اپنے غزال ... کی یاد میں ... کا پشتارا باندھا زلف رسا کی جٹا کر کے
لٹکائی سوزش درون کی دھونی رمائی ... جنگل کی راہ لی فقرات چند در
مذمت عاشق ... حاصل کار آرام دل ... الم اور ... سرداں آوارہ عالم ہوا اسد اللہ
ہوس طرح طرارا ... حرص وصل ... ساحر ... مدعا وصال معدوم
رہا گو کہ اوس دم آرام دل ... ہوش کا عالم ... وصل ... کو دیکھ کر کس کو
مجال ہوا دل ... کا قتل کیا ... آہ ... اوس کو ... گم کردہ
کو صحرا کو ... صحرا میں ... ہوا سر ... وصال ... اوس ... کا سر
حاصل آرام دل ... الم ... کا سرو کار ہوا
کہ صبح کو صدمہ ہوا اول ... کا ... آہ کا دل
اور سہارا ... الم کو ... احوال آرام دل
صحرا گرد کا معلوم ہوا ... کمال ہوا دل کو ... صدمہ کو دو
ملول ہر دل ہوا ... ماہ ... الم ... صبح ... ملول اور
اوداس رہا دل کو ... گل ملول ... الم ہوا کہ وہ ماہ
محرم احرام ہوا ... الم کا قتل ... کا گل ... کا احوال
ہوا کمال صدمہ ملال ہوا ... دوسرا ادھر آہ آہ کر کے دم گھٹ ... محل آرام
آرام گاہ ہوا ملک ... اسکا حال معلوم ہوا ... آگاہ ہوا کہ ملک عطارد کردار اس دن سطر
کو لکھ کر ... ہوا ... سواد کو ... سردار کو سرکار والا کا حکم ہوا کہ ملکہ اور
آرام دل کو ہر طرح لاؤ والا دم صمصام کا ... ہو کر آمادہ ہوا سوار ہوا اور ایک سوار
رہبر وہ ملک کا دل دادہ ہوا

یعنی غالب ... [illegible]

پھر مذکور اوس رنجور دور از سرور یعنی ملکہ حسن افروز سراپا گداز ہمہ تن سوز رشک حور کا دیو گرانس کا لیجانا کوہ البرز پر پہونچانا اور اوس گرفتار پنجہ الم کا بیقرار ہونا اور تلملانا

اوٹھا ساقیا جام مینا سے زرد ✤ پلا دے وہ مے جسمین ہو دور درد ✤ پلا دے اگر ایسی مے ہو
کہین ✤ دگر نہ کچھ اسکی بھی خواہش نہین ✤ محبت مین خون جگر پیتے ہین ✤ گزک لخت دل کھا کے
ہم جیتے ہین ✤ قلم برید وسہر وکلک ہلاک جگر احوال ملکہ حسن افروز سراپا انداز ہمہ تن سوز کا یون
تحریر کرتا ہے کہ جب ملکہ کی جگر انگار کو وہ دیو ستمگار شہزادے کے پہلو سے جدا کر اور اوس گلبدن
کو پھول کی طرح اوٹھا کر لیچلا ملکہ نے ایسی صورت منحوس تو کبھی دیکھی نہ تھی بیک نگاہ بیہوش ہو گئی
سر و پا کی مطلق خبر نہ رہی شراب غفلت سے مدہوش ہو گئی نسیم لکھنوی حیرت چھائی تو کھو گئی
وہ ✤ غفلت آئی تو سو گئی وہ ✤ کرناس نشناس نے ملکہ بے آس سراپا یاس بیچین اور بیحواس
کو کوہ البرز پر لیجا کر دالان مین لٹا دیا اور آپ پاس بیٹھکر ملکہ سے باتین کرنے لگا وہ کدھر بیہوشی
اور ہوشیاری کیا جانے بقول شخصے ع چہ داند بوزنہ لذات ادرک ✤ ملکہ نے جو کچھ جواب نہ دیا
تو ہاتھ پکڑ کے اوٹھایا بٹھایا جب آنکھ نہ کھولی تو پھر لٹایا اور سوچا کہ یہ تازہ گرفتار ہے اپنے
مان باپ کی مفارقت سے بیقرار ہے ابھی نہ ستانا چاہیے پھر ملکہ کو تنہا چھوڑ آپ حسب معمول
سیر و شکار کو روانہ ہوا یہان بلبل زار کا گل سے چھوٹ کر گلستان سراسر خار صد آزار مین شجر الم [illegible]
ہوا ملکہ کو جو ہوش آیا آپ کو کنج مزار مین پایا سوزش درونی سے کلیجہ جلنے لگا گھبراہٹ سے دم نکلنے لگا
ابر غم کشت زار عیش و نشاط پر گھر آیا دل نے برق کی تڑپ دکھائی رعد کی طرح شور مچایا خوف کے مارے
دل کھول کے رو بھی نہ سکی نالہاے دل نالان گلے مین پھنس گئے گرفتار پنجہ دیو کو یاس ہوئی دلبر کے
وصال سے یاس ہوئی دیوارون سے سر ٹکرایا ماہی بے آب کی طرح تڑپی بے قرار ہوئی عندلیب روح
قفس تن مین پھڑکنے لگی خوف سے چھاتی دھڑکنے لگی اپنے گلبدن رشک مسیحا سے جدا ہو کر بیچاری
وقف صد آزار ہوئی اپنی بیکسی اور بربادی پر زار زار رونے لگی زندگی سے ہاتھ اوٹھایا تڑپ
تڑپ کے جان کھونے لگی کبھی گھبرا کر اوٹھی ٹھوکر جو لگی منہ کی کھائی کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھا بیقرار
ایسے اشعار زبان پر لائی حضرت اسد اللہ خان غالب یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال
یار ہوتا ✤ اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا ✤ کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو ✤
یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا ✤ رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا ✤ جسے غم سمجھ
رہے ہین یہ اگر شرار ہوتا ✤ کہون کس سے مین کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے ✤ مجھے کیا برا تھا مرنا
اگر ایک بار ہوتا ✤ ہوے مر کے ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا ✤ نہ کبھی جنازہ اوٹھتا نہ کہین
مزار ہوتا ✤ کبھی اپنے آرام دل راحت جان کو یاد کیا [illegible]

سر پر خاک ڈالی آپکو برباد کیا کبھی اپنی تنہائی اور بیکسی سے ہراسان ہوئی گھبرائی کبھی اشکبار ہوکر فراق یار مین بیقرار ہوکر یہ غزل ارشاد فرمائی **نواب سید محمد خان رند** بیان نالہ سرد و آہ مین اپنے اثر نہین ٭ او ستمگر تجھے کبھی ہماری خبر نہین ٭ حیرت کا ہی مقام تعجب کی جاے ہی ٭ اُس دہر مین کسیکو کسیکی خبر نہین ٭ ایام التیام نہ پیری کے جاچکے ٭ ناسور اب تو ہوگیا داغ جگر نہین ٭ پہونچاے اوسکو کون خبر میرے حال کی ٭ ہمدم نہین شفیق نہین نامہ بر نہین ٭ دلبستہ عارفانہ تجاہل ہی یار کو کیونکر کہون کہ حال کی میرے خبر نہین ٭ کبھی درد جدائی سے بیقرار ہوتی یہ کہتی اور زار زار روتی رنج کہان سے لاؤن اب اوسکو جو ہمکنار کرین ٭ تسلی کیا تری او جان بیقرار کرین ٭ الٰہی کیا کرون کہان آن پڑی اس موذی کے ہاتھ سے کیونکر نجات پاؤنگی خدایا کس مصیبت مین جان پڑی ملک چھوٹا مان باپ سے جدائی ہوئی فراق محبوب وصال نا مرغوب سے دم نکلا جاتا ہی دیو کی صورت دیکھ کے خوف آتا ہی ملعون کے پھندے مین گرفتار ہین موت بھی نہین آتی جان سے بیزار ہین افسوس کیا تھا اور کیا ہوگیا کیون پروردگار یہ کیا شان کبریائی ہوئی **میر حسن** فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا ٭ کہ جسکے عوض یون رلانے لگا ٭ آہ مجھسا بھی بدنصیب کوئی بشر نہوگا اور جیسا میرا دل ہے ویسا بھی کسیکا جگر نہوگا **حضرت غالب** میری قسمت مین غم گر اتنا تھا ٭ دل بھی یارب کئی دیے ہوتے ٭ غرض اسی طرح روتے روتے جان سے بیزار ہوگئی تب غم نے آدبایا رشک مسیحا کے الم مین بیمار ہوئی اس عرصے مین وہ سفاک ناپاک آیا ملکہ نے مغرور جو دیکھا غش آیا وہ بدذات ابلیس صفات ملکہ کے قریب آیا اور زبردستی ہوش مین لایا ملکہ جو ہوشیار ہوئی حضرت عزرائیل کو بالین پر موجود پایا راضی برضاے پروردگار ہوئی دل مین سوچی کہ ہماری تقدیر مین یہی لکھا تھا یہی ہونا تھا مدام رنج و آلام مین رہنا تھا تمام عمر رونا تھا خیر شکر ہے لیکن اب وہ تدبیر کرو کہ اس موذی کے ہاتھ سے جان بھی بچے اور آبرو بھی رہے یہ سوچ سمجھکر دیو سے کہنے لگی کہ تم ہمین تنہا چھوڑ صبح سے کہان گئے تھے اور جو ہمین کوئی اور لیجاتا تو تم کیا کرتے آخر یہی ہوتا کہ میرے فراق مین اور اوسکے آتش رشک مین جل مرتے دیو مرغی کا یہ میٹھی میٹھی باتین سنکر شہد کی چھری سے مذبوح ہوا بسمل ہوا خنجر عشق کا گھائل ہوا بولا کسی کا کیا مقدور جو تمکو بھر نظر دیکھے اگر دیکھے تو اوسی دم قلم اپنا سر دیکھے اس بات سے تم اطمینان رکھو طبیعت اپنی نہ پریشان رکھو مگر بغیر وصال اب حال غیر ہے شراب عشق سے مخمور ہین شیشۂ دل چور ہے تمھارے بغیر ہے **ملکہ حسن افروز** نے کہا پانچ چار روز سے ہم بیمار ہین اس سبب سے ناچار ہین ایک مہینا توقف کرو ایسے کیون گھبرا ہو تمھین کیا خیال ہے ہم تو تمھارے پاس موجود ہین پھر وصال کیا امر محال ہے اور ہم تو مدت سے

تمھارے عاشق زار تھے جدائی سے بیقرار تھے دیو عشق کا نام سنکر اور بھی شاد ہوا کہنے لگا کہ اچھا ہم تا صحت آپ سے نہ بولینگے یہ سنا اور الگ مکان مین جا در گور ہوا یہان پھر وہی گریہ و نالہ تھا شب اور بیقراری پھر وہی نالون کا شور ہوا تمام رات اسی طرح بسر ہوئی خدا خدا کرکے سحر ہوئی صبح اوٹھتے ہی روانہ ہوا غم و الم نے ملکہ کو پھر آ گھیرا ہاتھون دیا مرغ سحر نے اذان دی آواز لگائی صبح کیا ہوئی گویا قیامت آئی داغ جنون کا حساب ہونے لگا لگے نامۂ اعمال دل بیقرار اور چشم اشکبار میزان امتحان مین تلنے لگے عشق کے گنہگار عذاب ہونے لگا القصہ کبھی کبھی دیو ناہنجار آتا دو ایک ساعت ملکہ کے پاس بیٹھتا پھر چلا جاتا ملکہ حسن افروز رو رو کے دن بسر کرتی رات کو تارے گن گن کر سحر کرتی آرام دل کے آنے کی مدام منتظر رہتی فراق کے صدمے سہتی اوسکے انتظار مین ہمہ وقت دروازے کو تکتی جب راہ دیکھتے دیکھتے دم گھبرا جاتا جوش جنون سے کلیجہ منہ کو آتا دیوانون کی طرح بکتی اسی طرح چند روز گذر گئے مہینا قریب الاختتام ہوا اس عرصے مین کسی مرتے جیتے نے خبر نہ لی ملکہ کو بڑا صدمہ ہوا آلام ہوا شب و روز بدرگاہ مجیب الدعوات اپنے حفظ آبرو کی التجا کرتی اپنی بیکسی اور بے نصیبی پر زار زار روتی لیل و نہار آہ و بکا کرتی ذوق گر شرح جنون سے کیجے رقم اور زیادہ + ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ

معلوم ہونا احوال دستبردی کرنا سفید دیو بدنظر کا اور فوج کشی کرنا پدر ملکہ حسن افروز حور منظر کا پھر آوارگی آرام دل مصیبت زدہ روزگار ملاقات پیر مرد خجستہ خصال پھر بعنایات جامع المتفرقین اور توجہ باطنی درویش کامل ملاقات ملکہ حسن افروز حور شمائل پھر دیو کی لڑائی اوسکو جہنم مین پہونچانا اور ملکہ حسن افروز کو فارس مین لانا

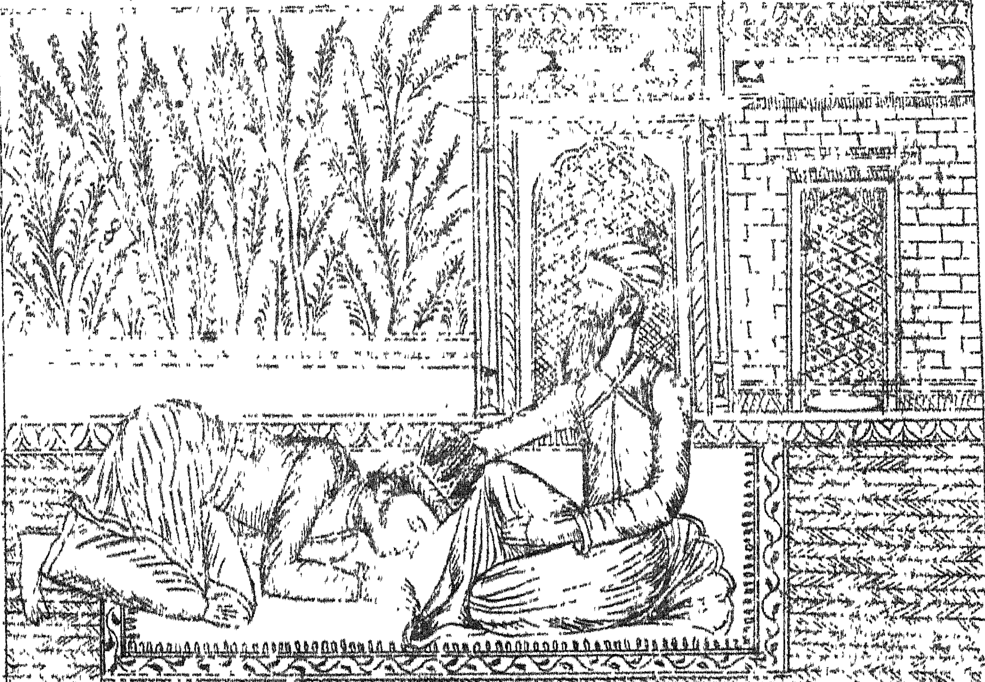
پلا ساقیا ساغر غم زدا + کہ فرقت سے ہے حال ابتر مرا + پھنسا پنجۂ دیو غم مین ہی دل + شب و روز رہتا ہون مین مضمحل + مدد کر مری ساغر عیش سے + رہائی ہو تا دام غم سے مجھے + نہ کیونکر ہو دل شاد اور با سرور + کہ ہے بعد محنت کے راحت ضرور + سیاحان ملک معانی و رہ نوردان صحرائے خوش بیانی احوال آوارگان دشت ادبار یعنی نا دیدۂ شاہد مدعا اور ستم رسیدگان روزگار کا یون لکھتے ہین کہ جب ملکہ حسن افروز حور شمائل اور شہزادۂ آرام دل دونون غائب ہوئے شاہ فارس کو رنج ہوے تعجب ہوے انکے غائب ہونے مین عقلا ذہن لڑاتے تھے مگر مدعا کی طرف اصلا

نہین جانتے تھے کہ صورت خوب جہان کو مرغوب ہے حسین عالم کا محبوب ہے دیو تو کیا پری
بھی دیوانی ہے اگرچہ حسن مین لاثانی ہے طلسم جہان مین یہی کارخانہ ہے جن و بشر پر موقوف
نہین یہ طبیعت کا آجانا ہے غرض بادشاہ اپنی فکر مین حیران تھے عقلا وزرا پریشان تھے کہ
ایک خواص نے شاہ کے حضور مین عرض کی کہ غلام علم رمل اور نجوم مین خوب ماہر ہے حال ماضی
اور استقبال اور اب جو مرشد زادی پر گذر رہا ہے وہ سب تابعدار پر ظاہر ہے ایک دیو کرناس نام
کوہ البرز پر کہ وہ پہاڑ یہان سے دس منزل جانب مشرق ہے شہزادی کو لیگیا ہے ہم سب کو رنج
والم دے گیا ہے اوس پہاڑ پر اوسکا ایک مکان عیش و نشاط کا سامان ہے یہ سنتے ہی شاہ
نے اوسی دم وزیر اعظم کو با فوج جرار کوہ البرز کی طرف روانہ کیا اور آپ بیقرار ہو کر بار بار بدرگاہ
قاضی الحاجات دعا کرتا فقرا اہل اللہ صاحب دل لوگون سے اپنی التجا کرتا سطر سے چند در
صنعت منقطع الحروف آرام دل دل دادہ وارث[1] دادرس رہ رو راہ ذوق
دور رو دود آرام رم از درد م آزردہ دل رخ زرد راز دار درد دل داغ آزردہ آواز زاغ زاری
دل اترہ ازردے دل ذرہ ذرہ دودی دل آرام دل آزار دل آرام دل اعدا روزن[2] راہ رو در
وادی ذوق وا ہدا دا داد درد دوری داد داد و وراے دل روح و آزار آوارہ وادی در در وان
دو دروان وار آہ دل دو ناب[4] رہ روزی روزہ[5] روز فقیرانہ بھیس کیے تن تنہا آہ و بکا کرتا چلا جاتا
تھا ایک روز علی الصباح ایک صحراے وسیع مین گذر ہوا شہزادہ سخت متحیر ہوا دیکھا کہ بیابان
فراخ چون صفحۂ آسمان ہے مگر کہین کسی انسان یا درخت کا پتا نہین صاف میدان ہے جاڑے
کی یہ شدت ہے کہ کھیت اوجڑے پڑے ہین کہین لب جو دو چار جانور آبی ہین
مارے سردی کے اینٹھے رہے ہین اکڑے پڑے ہین جو ایک آدھ ارنڈ کا درخت ہے اوسی جاڑے
سے جو پالا پڑا ہے اوپر سے نیچے تک گلا ہے اندر سے بالکل سڑا ہے رات کو آسمان سے برف
گری ہے زمین طبقۂ زمہریر ہے اس جنگل مین لطف صحراے کشمیر ہے کھیت کی جو کیاری دیکھی
کھیتے کی کیاری پانی ہے گویا مین کو جو بغور دیکھا تو ثابت ہوا کہ کسی دہقانی برف والے نے اپنی
بھی قلفی مین پانی کی برف جمائی ہے صبح کا وقت سرد سرد ہوا جاڑے کی یہ شدت اوسپر طرہ یہ کہ
شاہ صاحب کے تن پر کپڑا نہ پانون مین جوتا فقط ایک لنگی اوسپر لنگوٹ ایام سردی مین خصوصا
صحرا نوردی مین بھلا اوسکی کیا اوٹ شہزادہ مارے سردی کے بیچین ہوا قدم بڑھایا سردی
سے کانپنے لگا آگے بڑھتے ہی قدم لڑکھڑایا جاڑے کی ہوا تیر سی لگنے لگی آتش غم دونی سلگنے لگی

[1] وارث دادرس مراد از ملکہ حسن افروز دختر شاہ ۱۲
[2] وزن بمعنی نظر کہ مصنف موزون کردہ
[3] روان اسے جان ۱۲
[4] آب و مراد از اشک ۱۲
[5] روزہ روزہ بمعنی فاقہ مست

تنکم میں وہ آتش سوزان مانند ہوا دل کیا ہر ہر استخوان ہیزم کی طرح جلنے لگا آہ کے ہمراہ پیچ و تاب کھا کھا کے
دھوان نکلنے لگا دانت کٹکٹا کر بجنے لگے لب یاقوت سے نیلم ہوئے عارض انور کو زرد رنگ برگ گل تر تھے
سر تاپا لگے کوندنے ہمرنگ سوسن ہوئے ہاتھ پانون ٹھنڈے ہو گئے تھے اونگلیان ٹھٹھری جاتی تھین جو جاڑے
کی تپ سے بالکل نکلی تھین اس کے شدائد کے جاڑے سے بدن تھرانے لگی گرمی کا مزا اٹھا لطف تو تھا کہ وہ جان کرتا
تھا کہ جو شرر بحر آتش کے پہنچتا تھا آبلہ پا کی صراحیان ریگ بیابان کے شعلوں سے میں جلتی تھین جب مجمر فلک
میں آفتاب سا انگارہ روشن ہوا آرام دل کے جسم کو گرمی پہنچی سردی کے گزند سے امین ہوا
قدم تو بھی لرزان تن سے اوٹھا پانک تک ناتوانی سے بڑھا نہ گیا جا کر گرا بیقرار ہو کر یہ اشعار زبان پر لایا +
نا ہیچ ضعف سے راہ طلب میں چلتے آشنگیر پا + آتی ہین رکہاے پا مجھکو نظر زنجیر پا +
لے چلے ہین کوے جانان سے یہ وحشت میں مجھے + وادی پرخار پہ موقوف ہے تقدیر پا +
گرتے ہی ناتوانی سے غش آنے لگے نالہاے دل زار تاسنے لگے بے چین ہوا گھبرایا پانون
دل دار میں جھٹک گئے وصال یار کی طرف سے یاس ہوئی رو رو کر یہ ارشاد فرمایا میر تقی آہ سحر نے
سوزش دل کو مٹا دیا + اس بادنے ہمین لو دیا سا بجھا دیا + اس صبح خیز ہجر میں ہمکو قضا نے آہ
پانی کے بلبلے کی طرح سے بٹھا دیا + بوے کباب سوختہ آئی دماغ میں + شاید جگر کو آتش غم نے
جلا دیا + اسی طرح تین شبانہ روز گذر گئے حضرت عشق اپنا کام کر گئے دن کی دھوپ رات کی اوس
بیکسی اور ناتوانی پر صد ہزار افسوس ایسے ناتوان ہوئے کہ ہل نہ سکے میر سر اوٹھاتے ہی ہو گئے
پامال + سبزۂ نو دمیدہ کے مانند + آرام دل اپنی جان سے بیزار ہوا بے یار اس ذلت و خواری
کی زیست سے شرمسار ہوا ارادہ کیا کہ اب کسی کنوئیں میں آپ کو گرائیے دیدار یار حشر تک نصیب ہو گا
فلک ستم شعار درپے کین و جفا ہے موت بھی خفا ہے پھر اس جینے کو کیا کرتے ہین بس آپ اپنے
تئین ہلاک کیجیے مر جائیے محمد ابراہیم ذوق کیون جی کے ہجر میں ہوے شرمندہ یار سے +
اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون میں ہم + یہ سوچکر جو اوٹھا سامنے ایک چھپر اور کوان نظر آیا
دیکھا اوس جھونپڑی کے آگے آگ روشن ہے خیال کیا کہ شاید کسی زمیندار کا مسکن ہے غرض وہ
یوسف عہد چاہ سے گھبرا کر گرنے کی چاہ میں چاہ کی طرف چلا لب چاہ آتے ہی جو نہین چاہ میں گرنا
چاہا ایک آواز سنی کہ دیکھ کیا ستم کرتا ہے خدا کو بھول گیا کیون بے موت مرتا ہے آرام دل نے
یہ سنکر جان دینے سے ہاتھ اوٹھایا اور اوس جھونپڑے کی طرف آیا دیکھا کہ منقوط شیخ کی جیب
تخت نشین نے جوق جوق بوق جنت بن بیٹھین جبین عنب نقش جبین فیض بخش غیب

شب [illegible] خستگی [illegible] سیاہ [illegible] جسم [illegible] بخش [illegible]
[illegible] ہوا [illegible] سوال [illegible] اور [illegible] سفید بال [illegible]
قرآن مجید مین مصروف [illegible] روشن [illegible]
گیروا پیرہن [illegible] کی طرف [illegible] خاطر مین ملول
ہین آرام دل نے [illegible] باادب سلام کیا [illegible] ولی اللہ نے منہ پھیر لیا پھر شہزادے نے
السلام علیکم صاحب کبھی جواب نہ دیا شہزادہ فقیر کے غضب سے ڈرا اور قدمون پر گر پڑا اوس
پیر کامل نے شہزادے کا سر پانؤن پر سے اوٹھایا گلے لگایا [illegible] بٹھایا اور فرمایا کہ اے فرزند

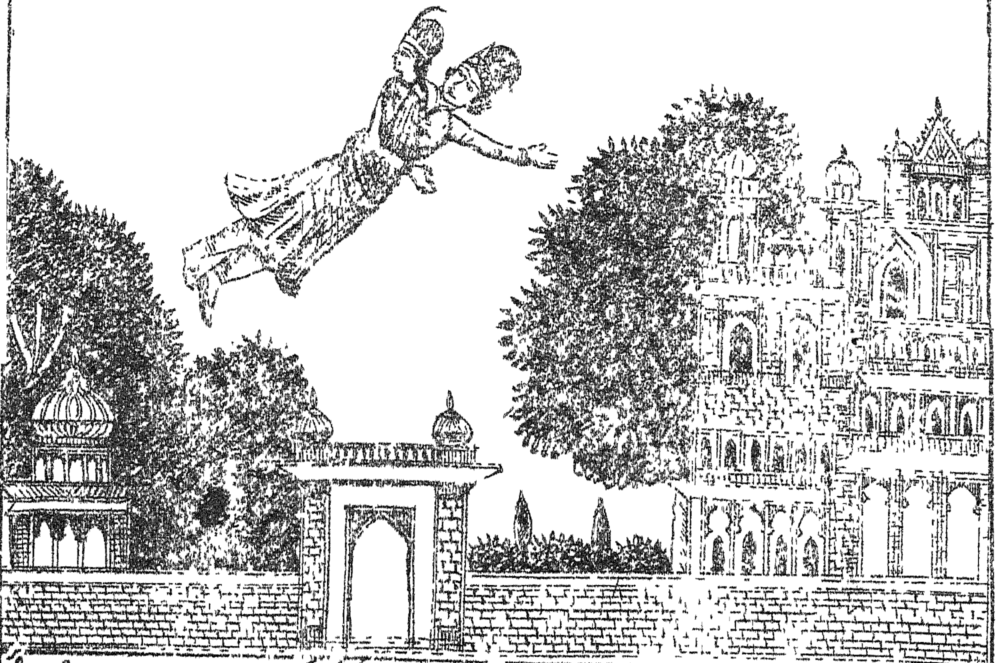


بس اتنی ہی تکلیف مین تمنے کریم کارساز کو بھلا دیا مرنے پر مستعد ہوے ذرا صبر و تحمل نکیا
ان اللہ مع الصابرین کا بھی اعتقاد دل سے اوٹھا دیا خیر آج توقف کر انشاء اللہ تعالے
علے الصباح رخصت کرونگا یہ سنکے شہزادے کو گونہ تقویت ہوئی رنگ زعفرانی ارغوانی ہوگیا
بشاش طبیعت ہوئی پیر روشن ضمیر پایا اظہار مطلب سے کچھ مطلب نہ رہا سر نیاز جھکا کر دوبارہ قدم
چومے نعلینون کو آنکھون سے لگایا دن تو یاد اللہ اور تلاوت کلام اللہ مین بسر ہوا شام ہوتے
ہی شاہ صاحب نے کھانے کے بدلے ایک چیز ایسی آرام دل کو کھلائی کہ کھلاتے ہی
شہزادے کے جسم مین فورًا اصلی تاب و توانائی آئی صبح کو شہزادے نے اوس درویش کامل کے

نسبت جا بجا شفقت سے آیا قینچی جسکا پاس تن [illegible] دیکھا کہ یہ چھڑی ہے اوسکے خواص یہ ہین رکھو جب دشمن پیدا
ہو تیغ و سپر کا کام کریگی رزمگاہ مین مدد کریگی ہتھیار کا کام کریگی قیدی کی زنجیر مین چھوادوگے
زنجیر ٹوٹ پڑیگی رہا وہ گرفتار ہوجائیگا جس [illegible] تسخیر کا ارادہ کروگے جب اس قینچی کا اشارہ کروگے
[illegible] اور فرمانبردار ہوجائیگا کمر سے لپیٹ لوگے طاقت پرواز ہوگی جہان چاہو جاؤ قینچیان
نہ ہے ٹوٹنا جانتی نہین ہے [illegible] مشکل آگرچہ سکتا ہے دشمن کی گرفتاری کو حلقہ
کمند ہے مریض کے بدن مین بہ نیت شفا چھوادوگے اکسیر کا کام کریگی دوائے دل وہ مند ہے جس
شخص کی طرف تبدیل شکل کا قصد کرکے اس چھڑی سے اشارہ کروگے اوسکی صورت فی الفور بدل
جائیگی جس آسیب زدہ کو دکھادوگے آسیب دفع ہوگا بلا آئی ہوئی ٹل جائیگی مگر خبردار اسکو اپنے پاس
سے جدا نکرنا نہین تو بہت پچھتاؤگے پھر ایسی چیز کہین نپاؤگے اب بسم اللہ کرکے اسے کمر مین باندھو
اور ملکہ کے پاس جانیکا ارادہ کرو انشاء اللہ تعالیٰ اس دیو پر مظفر اور منصور ہوگے ملکہ کے وصال سے
کامیاب اور مسرور ہوگے شہزادہ یہ سب باتین اپنے ذہن نشین کرکے درویش طریقت کیش کا قدمبوس ہوا
اور بہت سا شکر ادا کیا پھر شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے وہ قینچی شہزادے کی کمر مین
باندھی شہزادے نے ملکہ کے پاس جانیکا ارادہ کیا دل تو ادھر ہی رجوع تھا مگر اور بھی آمادہ کیا
بعجز و عزم کوہ البرز پر جس مکان مین وہ دلدار دور از یار بے یار و مددگار محبوس تھی جا پہونچا دیو کو پیغام
اجل آپہونچا آرام دل نے جو آنکھ اوٹھائی نسیم لکھنوی دیکھا تو در قبول وا تھا بے تکلف
دروازے مین قدم رکھا ناگاہ ایک صدائے دردناک با نالہ و آہ جانکاہ کان مین آئی کہ اے ظالم
شبہائے فراق تو رو رو کے بسر ہوئین اب صبح قیامت آئی مگر افسوس تو نے خبر نلی ہماری جان
پر کیا کیا آفت نہ آئی رند صدمۂ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہوجائے ✤ دم نکل جائے کہین جس سے
فراغت ہوجائے ✤ جو میسر رہ الفت مین شہادت ہوجائے ✤ فخر کونین ہو عاشق کی سعادت ہوجائے
آرام دل نے آواز اپنی جانی کی پہچانی گوش دل سے سنا دلبر کی بیکسی اور بے بسی پر رویا پھر یہ شعر
پڑھتا ہوا شوق دیدار مین چلا ناسخ مردے کو جلاتی ہے تری ناز کی آواز ✤ اعجاز کا اعجاز ہے آواز
کی آواز ✤ اندر جا کر دیکھا کہ ملکہ دالان مین بیٹھی رو رہی ہے گلستان حسن مین خزان ہے سنبل سے
زلف پریشان ہے عارض گلبرگ طمانچون کے داغ سے رشک سوسن ہے تار تار پیرہن ہے نہال
قد بار غم سے سرنگون ہے ضعف ہے درد ہے جنون ہے نرگس چشم شبنم وار گریان ہے کسی کے
انتظار مین وا ہے کسیکو نگران ہے نسیم لکھنوی بال اوسکے وبال سے ٹوٹے ہین ✤ ناخن بھی ہلال

سرو چھپتے ہین آرام دل دوڑکر ہمآغوش ہوا خوب چلا چلا رویا ایسا رویا کہ بیہوش ہوا ملکہ حسن افروز
پہنچی تو ایک فقیر بےنفس کو بےتحاشا اپنے پاس آتے دیکھکر ڈری مگر پھر بغور ملاحظہ فرمایا اپنا آرام جان
اپنا مقصود واصل پایا دیکھتے ہی کلیجہ پھڑک گیا دل سے نشاط ہی دی وہین حضر کا پہنچ تو دونون عاشق
و معشوق ہمآغوش ہوکر بیہوش ہوگئے [illegible] فقیر دل الم [illegible] دریا کے دھوکے روتے روتے ہچکیان
بندھ گئی عشق آنسو پونچھکر باہم سمجھانے لگے معشوقہ عشق نے دونون
کو جدا کر کے پھر ملایا خدا شکر کے * جب بیقراری سے تسکین ہوئی طمانینت اضطرار کی جگہ جانشین
ہوئی ملکہ نے اپنی بیکسی اور بیقراری دیو لعین کی زبردستی اور ستمگاری پھر اپنا حفظ جان کرنا اور
اپنی آبرو اوس ظالم سے بچانا پھر اوسکا گاہ گاہ آنا جانا سب حقیقت کہہ سنائی اور آنسو پونچھکر کہنے
لگی کہ دیکھیے خداوند کریم مجھ گنہگار کی کب خبر لیتا ہے کس دن اس موذی بدذات کے ہاتھ سے
جان اور آبرو کے ساتھ نجات دیتا ہے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک سیاہ کالا ابر نظر آیا اور
مانند باد تند کے دھواں سا فلک پہ چھا گیا پھر رفتہ رفتہ زمین پر اوتر آیا دیکھا تو وہی عفریت پلید تھا
ملکہ خوف کے مارے کوٹھری مین چلی گئی آرام دل باستقلال تمام وہی بانس کی چھڑی لیکر ہوشیار
ہوا دیو کرناس [illegible] لئے آتے ہی جھنجھلاکر شہزادے پہ خنجر مارا انگشتری سلیمانی سپر ہوگئی ذرا نہ کارگر ہوا پھر
اوس موذی نے منتر پڑھکر پھونکے انکا بھی کچھ نہ اثر ہوا جب دیو اپنا وار کر چکا شہزادے نے منترا
بدل کر اور گرمی ہاتھ زمین سے اچھلکر دیو کی گردن مین قمچی ماری نسیم لکھنوی غش کھاکر زمین پر گرا دیو
موجود ہوئے ہزارہا دیو * بدلی کی طرح جو امڈے دشمن * لاٹھی سے ہوا یہ برق خرمن * موسیٰ کا
عصا تھا لشکر جوان کا * ایک ہی لاٹھی سے سبکو ہانکا * سرمہ کیا کوہ پیکرون کا * جی چھوٹ گیا
دلاورون کا * غرض شاہزادے نے سبکو بھگایا مار مار خوب ہکایا جب سب بھاگ گئے تو دیو کرناس
کی لاش پر آیا سر اور جسم اوسکا ایک جا کیا پھر خدا کا شکر ادا کیا مدعاے دل بر آیا ملکہ کے پاس آیا
اور کہا ذرا باہر نکلکر دیکھو وہ دیو لعین اور مکار تمھارا محرم اسرار پڑا ہے ملکہ نے کہا کیا خوب میرے
دشمنون کا محرم اسرار ہوتا تمھین کچھ سودا تو نہین ہوا ہے جو برو گالیان دیتے ہو خدا جانے کب کا
بدلا لیتے ہو واہ واہ تم تو خوب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہو نئے نئے رشتے جوڑتے ہو شہزادے
نے کہا صاحب خفا کیون ہوتی ہو دل تو دو منزل ہنسی ہنسی مین کیون رنجور ہوا ہمنے تو تفریح کی
ایک بات کہی تھی اور اگر سچ پوچھو تو درست کہی تھی اچھا معاف کیجیے قصور ہوا ملکہ نے کہا دیکھو پھر
وہی بکے جاتے ہو اپنی حرکتون سے باز نہین آتے ہو خدا کی قسم مین اپنا منہ پیٹ لونگی مجھے نہ ستا

... ہزار ہون کا دیان دیکھ شہزادے سے ... نے چھپی اپنی کمر سے لپیٹ کر ملکہ کو آغوش مین دبا لیا



اور دل مین ملک فارس جانے کا ارادہ کیا ملکہ نے گود مین چھلک کہا کہ وہ اشارہ ہے نہ بولو ہمین ستاؤ
ہم کچھہ کہہ بیٹھین گے ہمارا زیادہ منہ نہ کھلواؤ یہ فقرہ تمام بھی نہ ہونے پایا تھا کہ دونون موتی محل مین
داخل ہوے آرام دل نے کہا صاحب بے وجہ طبع نازک پر ملال ہے تھا یہ کیا موقع ہے کیا محل
ہے ذرا آنکھین میرے سر کی قسم آنکھہ کھولکر دیکھو تو یہ کسکا باغ ہے کونسا محل ہے ملکہ حسن افروز
نخرے مین بھری بیٹھی تھی کچھہ نہ بولی مگر موتی محل اور باغ حیات بخش کو دیکھکر حیران ہوئی دل مین
کہنے لگی کیا مین خواب دیکھہ رہی ہون جو اپنا باغ اور محل اور وہی نہر وہی تال اب دیکھہ رہی ہون یہ تو اسی فکر مین غلطان پیچان
رہی وہان کسی خواجہ سرا نے یہ خبر مسرت اثر بادشاہ کے حضور مین پہونچائی بادشاہ یہ خبر سنتے
ہی گھبرائے ہوئے موتی محل مین آئے شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سر اوٹھایا دست و
بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا پھر ملکہ کو گلے لگایا خوب روئے شہزادہ یہ کیفیت دیکھکر دیوان عام
مین تشریف لایا خاص محل مین جو یہ خبر معلوم ہوئی مبارک سلامت کی ہر طرف دھوم ہوئی بیگم صاحبہ
نے ماتمی لباس اوتارا خواصون مین غوغا ہوا موتی محل مین جانے کے لیے شور و غل اسے عجب
ہنگامہ ہوا کوئی گھبرا کر پاینچے اوٹھا کر چلنے کو طیار ہوئی کوئی سوتے سوتے چونک پڑی شور و غل
سنکر بیدار ہوئی کوئی ننگے سر دوپٹے کا آنچل انگیا مین کھونسکر چڑیا کی طرح اوڑی ہوئی آئی کوئی

یار کی بغل سے اوٹھی بے قرار ہوکر دوڑی اچھی طرح ازار بند بھی نہ باندھنے پائی کوئی انگنائی مین
ننگے سر ہوکر سجدے کرنے لگی کوئی کوٹھے پہ سے اوترنے لگی کسی دلسوز نے گھی کے چراغ جلائے کسی نے
اللہ پیر منائے کسی نے پکارا ارے چھنیا اوٹھ جو کہا جی آئی تو برہم ہوکر پکارا کہ او قطاما ادھر آ کسی نے
ملیک کر کہا کہ الٰہی تیرا شکر کہ تونے چھوٹی بیگم کو ہمسے ملایا کوئی بولی ارے چلو بیگم صاحبہ کہتی ہونگی کہ تم
ہم اتنے دنون کے بعد آئے گویا ہماری دوبارہ زندگی ہوئی مگر کوئی اب تک ہمارے دیکھنے کو
بھی نہ آیا کوئی جھٹ پٹ پاندان کھولنے لگی اور کہنے لگی کہ میری بیگم نے مدت سے گلوری نکھائی ہوگی
ہمسے کہنے کھلائی ہوگی مین تو ایک گلوری بنا کر چلتی ہون غرض بیگم صاحبہ ہوئی محل مین تشریف
لائین قمر النسا اور ملکہ کی مانی اور خواصین سہیلیان سب آئین مان اپنے نور بصر سخت جگر کے گلے
لگ کر خوب روئی ملکہ ایسی بیقرار ہوئی وہ اشکبار ہوئی کہ روتے روتے غش آیا یہ حال دیکھکر سبکو
ایک سکتا ہوگیا عجیب ماجرائے حیرت فزا تھا جب رونے دھونے سے افاقہ ہوا سب ملکہ کو حمام
مین لائے جلدی جلدی صدقے اوترنے لگے شہزادی کے زندہ اور سلامت آنے کی تمام شہر
مین خبر مشہور ہوئی بلکہ تمام قلمرو مین دور دور ہوئی جب سے یہ حادثہ ہوا تھا بادشاہ نے دربار بھی بند
کیا تھا تمام شہر مین ماتم تھا ہر ایک کا عجیب عالم تھا اوس روز صبح ہوتے ہی بادشاہ نے تخت پر
جلوس فرمایا شہزادے کو برابر بٹھایا سب امرا وزرا اچھے بڑے شاد ہوے نوبت خانے مین خوشی
کی خبر پاتے سلاطین وغیرہ محبسون کے دروازے کھل گئے ہزارون قیدی دائم الحبس رہا ہوے
لاکھون بردے آزاد ہوے خزانے مین توڑون کے منہ کھول دیے جنھون نے پیسا کبھی نہ دیکھا
تھا کہ کیسا ہوتا ہے اونھین روپے بے گنتی دیے شہر مین ہر فرد بشر نے اپنے گھر مین جشن کیا
ساری دولت باپ دادا کی جمع کی ہوئی ذراسی خوشی مین لٹا دی خزانچی نے شاہ کے حکم سے پچاس لاکھ
اشرفیان بات کی بات مین لٹا دین دوپہر تک عام دربار رہا ہر شخص آرام دل کو دیکھکر اوسکے
حسن خداداد اور جوہر شجاعت پر جان و دل سے نثار رہا شاہ نے دوپہر جشن جمشیدی کرکے دربار
برخاست اور وزیر اعظم کو انتظام شادی کا حکم دیا اب سنیے کہ وزیر حسب الحکم شاہ کوہ البرز کے پتے پر
تلاش ملکہ حسن افروز روانہ ہوا تھا دس روز کی راہ چار روز مین طے کر کے اوس پہاڑ کے
نیچے پہونچا ہر روز اوس مکان کے گرد پھرتا اندر جانیکی گھات لگاتا مگر کہین دروازے کا نشان
نہ پاتا نسیم لکھنوی اوس بیچ مین تھا طلسم کا ڈر ششدر رہا چار سمت پھر کر آخر دیوار توڑ کر اندر گیا
دیکھا کہ دیو کا تن سر سے جدا ہے شہزادی کا پتا نہین رومال پڑا ہے وزیر نے ملکہ کا عرق چین

پہنچایا اور سمجھا کہ شہزادہ آرام دل آیا اس ملعون کو جہنم مین پہونچایا ملکہ کو لیگیا اس نابکار کو دار
سزا دیکھا پھر نعش کو ہاتھیون پہ بار کرکے بادشاہ کے دکھانے کے لیے لے آیا یہان پہونچکر بادشاہ
شاد اور شہزادہ جہان پناہ سے مشرف ہوا دیو کی لاش جو آئی تمام شہر اُمڈا چھوٹا بڑا دیکھنے چلا
ہر خورد و کلان پیر و جوان سے لیے دیو پر نفرین کی شہزادے کی شجاعت اور دلیری پر تحسین کی غرض
شہزادے کی جرأت کا غلغلہ زمانے مین تمام ہوا شور تھا کہ کیسا جوانمرد دانا و شاہ ہوا

ترانہ سنجی عندلیب خامہ دربیان شادی وکیفیت عروسی ودامادی

پلا ساقیا ساغر بے سرو پا ♦ کہ لکھتا ہون بیان شادی ترا پلا دے مئے شادمانی کا جام اوٹھا لے ذرا ساغر لالہ فام
بہت مدتون مین رہا خستہ حال ♦ نہیں اب خبر سے کرو سے وصال ♦ صنم ماہ رو پاکے مسرور ہون
ترے مین عنایت کا شاکر ہون ♦ کوئی پھول اچھی سی لادے مجھے ♦ اگر ہو پرانی پلادے مجھے ♦
شب وصل بہتر ہے از روز عید ♦ پلادے پھر اب کیا ہے گفت و شنید ♦ مشاطہ کلک جواہر سلک
عروس مدعا کو حجلہ بیان مین یون آرایش دیتی ہے کہ وزیر حسب الحکم شاہ ثریا جاہ کاروبار شادی کا منتظم
ہوا شہزادے کی طرف مہتمم ہوا باغ حیات بخش مین آیا داروغہ باغ کو تیاری کا حکم سنایا باغ جنت نشان
مین آرایش ہوئی شاہدان گلعذار نے اپنا اپنا سنگار کیا اور ہی زیبایش ہوئی در باغ پر نقارخانہ رکھا
گیا شادی کی نوبت آئی نوبت بجنے لگی ہوتی محل آراستہ ہوا کوٹھی سجنے لگی باغ مین از سر نو چمن بندی
ہوئی روش پٹری درست ہوئی باغبانون نے اپنی اپنی کاریگری دکھائی ساونون بھادون مین جھرنا
جاری ہوا فصل بہار آئی زعفران کی کیاریون پر نئے نئے بنگلے بنے شاہدان بوستان بنجران
مین ٹھن کر طیار ہوے سوسن نے مسی کی دھڑی جمائی طوطی کے درخت نے ہاتھون مین مہندی
لگائی گل صد برگ نے چنبئی چیرا باندھا چنبیلی نے سفید پوشاک پہنی اس سادگی سے معشوق طرحدار
ہوے معشوقون کے کم ہونے کی ادا اختیار کی یہ بھی اپنی دانست مین وضعدار ہوے سنبل نے
زلف پیچان بناکر بڑے ناز و ادا سے کمر تک لٹکائی نرگس نے دنبالہ دار سرمہ لگاکر بلبل سے آنکھ
ملائی شاہد گل نے گلابی جوڑا پہنا کیوڑے کا عطر لگایا داودی نے زعفرانی جوڑا زیب بدن کیا
سہاگ کے عطر مین اپنا بدن بسایا انگور خوشی کے سرور مین مست ہوا لالہ مے انبساط کا متوالا شراب
ارغوانی کا پیالا بدست ہوا نافرمان کی اودی پوشاک دل مین کھبنے لگی سبزہ نودمیدہ کی دھانی
رنگت آنکھون مین چبھنے لگی سرو دیکھو معشوقان کی طرح اکڑنے لگا شاد ہوا قمری اسے مشاہد

اپنے نشہ فروشی فصل میں بہت حیات بخش میں کاشتی آباد ہوا شہر لطافت ... ہوا باغ
کشود فردوس بنا ہوا شکیں بخش ہوا ... ہوا اور ... نشو و نما ... رونق
جنگل ہرا ... بہت شاخ میں کچھ ... نباتات شاداب ... گلزار ... پیدا
ہوئیں ... باغبان ... میں ... غرض گلہائے شگفتہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے
ہوئے ... کیفیت ... شہر پناہ ... ہو گئے
... ہوا ... باولہ گلزار آگیا شہر میں ... گیا ... نظر آنے لگے
... نوارے سے ... چھوٹے ... ستارے ... کیفیت
نمایاں ہوئی ... رنگ آسمان ہوا غیرت کہکشاں ہوئی روشنوں پر مینا بازار ... دکان
کے ... طرح طرح کی مٹھائی دوکانوں میں لگائی خوانچے والے ... کا
... لگے ایک روش پر کبابیوں نے اپنی اپنی دوکان جمائی القصہ یہاں آرام دل
نے زعفرانی جوڑا پہنا وہاں بیگم صاحبہ نے اچھی ساعت شبھ گھڑی ملکہ حسن افروز کو مانجھے بٹھایا
... کے پردے چھوڑ دیئے آفتاب ... بادشاہ نے شہر میں ... شربت کی
نہریں جاری کر دیں اور حاجی ... کو حکم دیا کہ ... دیکھو ... سفید پوش
اور دریا سے حوض میں ... شربت ... نے تمام شہر میں ڈالا اگر کوئی شربت
نظر آیا گلابی یا زرد ... جن بادشاہوں راجہ بابوؤں کو فرمان
شاہی اور ... پہنچے وہ سب آئے شہر کے باہر پانچ کوس تک ہزار ہا خیمہ استادہ ہو گیا جو جس
کام پر معین ہوا وہ ... آمادہ ہو گیا پانچ روز کی راہ تک مینا بازار اور خاص بازار
جوہری بازار اور نخاس بازار نہایت کیفیت اور عمدگی کے ساتھ آراستہ ہوا جس نے دیکھا اسے سکتا
ہو گیا راہ چلنے والا کھڑا ہو گیا شہر پناہ سے انتہائے بازار تک دو رستہ ... ہوئے دکانوں
کی کثرت اور خلقت کے اژدحام سے وہ کشمکش کہ کسی کو بیٹھنے کی مہلت اور جگہ نہ تھی سب حلوائی
اپنی اپنی دکانوں کے آگے کھڑے ہوئے ... کا قلاقند شہد کی برفی اور بالوشاہی
برفی جیسے برف کی ڈلی میٹھے کی مٹھائی قلمیں اور ... متھرا کے پیڑے دلی کی جلیبی دہی اور بالائی
کے پیالے گرما گرم تازہ تازہ دودھ سبحان اللہ کیا قدرت رب ودود کہ پانچ منزل تک چلے جائیے
اور ... خرچ نہ ہو اور کھانے کو ہمہ نعمت موجود شہر میں بادشاہ نے سوائے دعوت کے توڑے بندی
... دو خوان پلاؤ زردہ قورمہ ... کباب ... کلیجہ ... مربا اچار باقرخانی اور ...

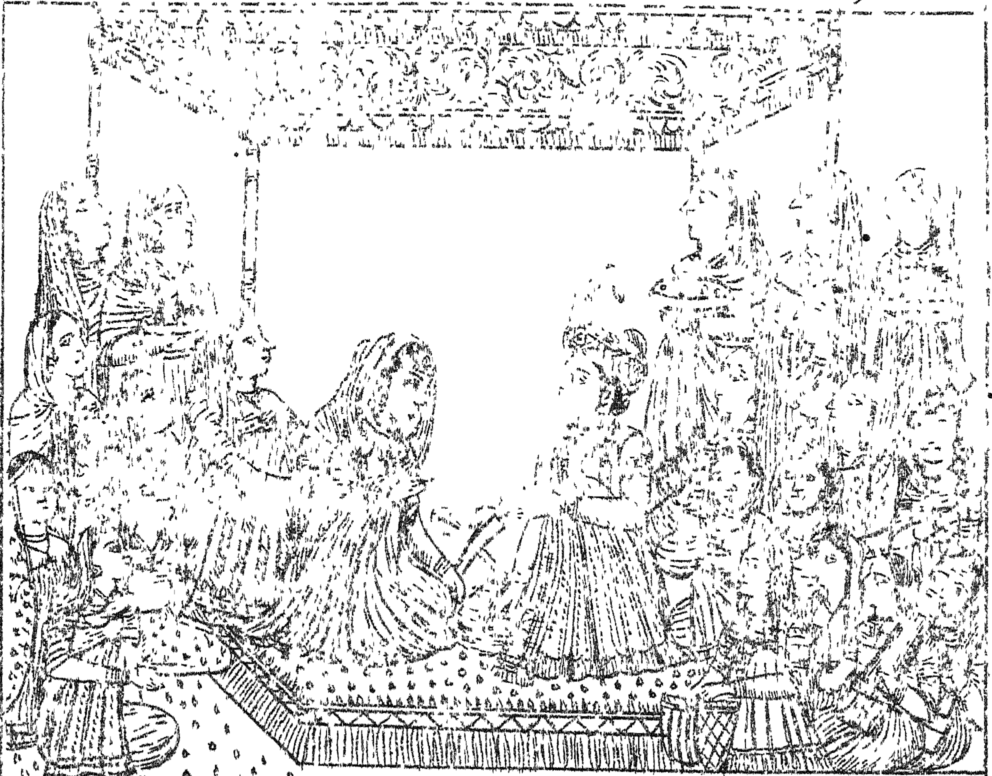
خوان میوہ جات انار بہی ناشپاتی پستہ بادام اخروٹ انگور ولایتی مع ایک ایک ہزار روپیہ نقد اونکی
اور اعلی اسکو عنایت کیے جو دو چار شہر مین با خدا اور ولی تھے انھون نے نعمت دنیا سمجھکر انکار کیا
نہین نہین کہکر بہت اصرار کیا جو بادشاہ کا حکم بجا لائے اور وہ خوان اونکے دروازے پر رکھکر چلے
آئے جب تو سے بندی ہو چکی منادی نے ندا دی کہ خبردار کوئی کسیکو تکلیف نہ پہونچاے زبردستی
نکرے سب لوگ اپنے اپنے گھر مین جشن کرین کوئی کسیکو کسی طرح کا رنج نہ دے یہ سنکے حضرت عزرائیل
نے بھی قبض روح سے ہاتھ کھینچا جامع مسجد کے شہدون کو کوتوال کا خوف بالکل جاتا رہا پھر تو
بیغم نکلی اوڑانے لگے ہزار ہزار روپیہ جو نقد سرکار سے ملے تھے اونکی ایک ہی ایک موٹھ آنے
لگے اگر گشت مین کہین کوتوال صاحب سے ملاقات ہو گئی تو وہین جھککر سلام کیا اور پوچھون
پرتاؤ دیکر یہ کلام کیا کہ کیون پیر و مرشد ایک ہفتے تک کیا کیجیے گا اب تو ہمارے پوبارہ ہین اب
اسی شہر مین ایک دو نہین اٹھارہ ہین اب کسکا جو ایکڑ کے سزا دیجیے گا الغرض جو تھا مے نشاط سے
سرشار تھا مجموعہ تھا رنج و محن جب کہتے ہین وہ ایک ادنے ادنے مزدور سے منزلون دور تھا چار سو
طائفے عمدہ عمدہ رنڈیون کے موجود تھے مگر وہ بھی کافی نہوے اور ملکون سے رنڈیان آئین
لکھنؤ مین ڈھونڈھو تو رنڈی کہین گھس لگانے کو نہین ملتی تماش بین کوٹھون پر جاتے محجوب ہو پھیکر
چلے آتے محل سے باہر دیوان خاص تک اور وہان سے تمام شہر مین اور در شہر پناہ سے پانچ کوس
نخاس تک دو رستہ ٹھاٹھر بندھے جابجا نقارہ خانے بنے روشنی کے ٹھاٹھر ہوئے صندلی لکڑی
کے ٹھاٹھر بجاے بندھن طلائی گل میخین اونپر نقرئی چراغ رکھے ہوے ٹھاٹھر کے قریب برابر برابر
بلوری لالٹینین شام ہوتے ہی اون مین شمع مومی اور کافوری روشن ہوئین سب کا گل بند ہو گیا
گلگیر کا تو غم نہ تھا غیرت گلشن ہوئین بادشاہ نے چراغون مین بجاے روغن سہاگ کا عطر جلوایا
قصے کہانیون مین سنا کرتے تھے کہ شاہ گردون بارگاہ نے نقل کو اصل کر دکھایا آتش صدرے
ہماری تکلف شب وصال * روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا * جابجا حوض بنے ہوے جو بچے
کھدے ہوے اونمین صد ہا من عطر بھرا ہوا اچھے اچھے سفید پوشون نے ٹھاٹھرون پر روشنی کی
خوشبو کے لالچ سے بیجر اختیار کیا ذرا نہ انکار کیا روشنی کرتے وقت دو ایک چراغ اپنے اوپر گرا لیے
کسی نے جو کہا کہ یہ کیا کیا تو وہین بپھر گئے ہنسکر کہنے لگے بھائی واللہ بھولے سے گر گئے نقارخانون
مین جب شام کی نوبت بجی ہر دوکاندار نے اپنی اپنی دوکان بھی نیچے سے اوپر اور اندر سے
باہر تک قد آدم آئینے لگا دیے جھاڑ کنول جلا دیے آئینہ بندی سے روشنی اور دوچند ہوئی

عالم پسند ہوئی اس روشنی کی کیفیت مین دو کالون کا بننا اور غضب تھا غور کرکے جو دیکھا تو عطر
کی مہک سے شہر رشک ختن تھا آئینہ بندی سے غیرت حلب تھا ہر دوکان کے آگے ایک ایک
رنڈی کا طائفہ نقارخانون کے چار چار دروازے ہر دروازے پر ایک ایک کتھک کا لونڈا آدمیون
کی تو یہ کثرت کہ تمام شہر امڈا ہوا سارا لکھنؤ بھرا ہوا اگر عجب طرح کا اہتمام اور کچھ طرفہ انتظام تھا کہ
کہین شور تھا نہ غل تھا یہی اہتمام بالکل تھا یہان تو یہ کیفیت تھی وہان موتی محل مین الماسی جھاڑ
روشن ہوئے مکان جنت نشان پر عجب جوبن ہوئے آرام دل کے آنے کے روز پانچ لاکھ
بتی چڑھی تھی اوس روز پچاس لاکھ گلاس عطر اور گلاب کا چڑھایا گیا شہر مین سہاگ کا عطر بھاگ کا
تھا یہان عنبر کا عطر جلایا گیا اودھر سے ساچق کا اہتمام ہوا ادھر سے اوسی تاریخ مہندی کا انتظام
ہوا اگر ساچق کی آرائش مین سے ایک تختہ کی آرائش لکھون باغ حیات بخش کہ رشک گلزار ارم ہے
حسرت سے خار کھائے اور اگر مہندی کی زیبائش اور شوخی تحریر کرون لکھنا کیسا اگر اسکا تصور
بھی آئے قلم شاخ مرجان اور پنجہ خیال رنگین ہو جائے اور بھی خیال کیا کہ طوالت کے سبب ناظرین
کے دل اوچٹ جاتے ہین ایسے ایسے مقامون پر ورق کے ورق اولٹ جاتے ہین جیسا اونکا
کا مزا جانتے ہین تمام دفتر اسی کے لیے چھانتے ہین ہزار کھوکھ مانتے ہین قصہ مختصر جب برات کا
روز آیا چھوٹا بڑا پھولون نہ سمایا شام کو شہزادہ آرام دل حمام مین داخل ہوا جلوہ افروز ہے نشین
وہ ماہ کامل ہوا میر حسن ہوا جبکہ داخل وہ حمام مین + عرق آگیا اوسکے اندام مین + تن نازک
نم ہوا اوسکا کل + کہ جس طرح شبنم مین ڈوبے ہے گل + خواصین وہ باندھے ہوئے لنگیان +
مہ و مہر سے طاس لیکر وہان + لگین ملنے اوس گلبدن کا بدن + ہوا آب سے ڈھنڈھا وہ چمن
نہانے مین یون تھی بدن کی دمک + برسنے مین بجلی کی جیسی چمک + ہوا قطرۂ آب یون چشم بوس
کہ کی تو پڑے جیسے نرگس پہ اوس + لگے ہوتے نظارہ جو اعجاز حسن + ٹپکنے لگا اوس سے انداز حسن
وہ گورا بدن اور وہ بال اوسکے تر + کہے تو کہ ساون کی شام و سحر + زمین پر تھا اک موجۂ نور خیز
ہوا جبکہ فوارہ سان آب ریز + نہا دھو کے نکلا وہ گل اس طرح + کہ بدلی سے نکلے ہے مہ جس طرح
غرض شاہزادے کو نہلا دھولا + دیا خلعت خسروانہ پنہا + جواہر سراسر پنہایا اوسے + جواہر کا
دریا بنایا اوسے + جب اس سج دھج کا بنا بنا فلک نے ستارون کو نثار کیا ادھر ملکۂ حسن آرا فرخندہ
کو بھی دولہن بنایا دلون کا ارمان نکالا ادھر دولہن کی آرائش تھی اودھر دولھا کی زیبائش
تھی نسیم لکھنوی یہان مہندی نے چومے پاے خورشید + وان سبزہ ہوا نہال امید

وان جم گیا منہ پہ رنگ امید ٭ یان غازہ سے رخ شفق مین خورشید ٭ یہ یان جو گلاب سے نہائی
وان تار گی آبرو نے پائی ٭ افشان ہوئی یان ستارہ افشان ٭ وان جبہہ سے روشنی دوچندان
یان مانگ سے رنگ کہکشان ماند ٭ وان شملہ سر سے ہالے مین چاند ٭ یان زلف نے کھائے
پیچ پیچ ٭ طرہ کلغی پہ وان تھا سر تپیچ ٭ آنچل سے ہوئے یان نقاب عارض ٭ سہرہ ہوا وان حجاب عارض ٭ رخ
زیبا ہوا یان بدن پہ گہنا ٭ وان جامہ وفا کا اوسنے پہنا ٭ محرم کے کسے گئے اودھر بند ٭ ہمت کا
بندھا اودھر کمر بند ٭ یان گل سے بہار بوستان ہے ٭ آرایش تخت گل وہان ہے ٭ مہتاب کی
چاندنی کا یان فرش ٭ وان چرخی سے چرخ مین سر عرش ٭ یان جلوے حنائی اونگلیون کے ٭
وان روشنی کے تھے پنجشاخے ٭ بادل جو یہان گرج رہے تھے ٭ وان دھوم سے باجے بج رہے
تھے ٭ پھر بجے بارات طیار ہوئی سواری کی خبر سنتے ہی توپخانہ وغا برابر کئی فیر ہوئے پھر تمام فوج
مین کمربندی ہوئی آتشبازی کی آتشباری سے زمین و آسمان کرہ نور سوار رسالون کے طنبور بجنے
سے شور نشور ہوا مہتابیان جو چھوٹین چاند کے منہ پہ ہوائیان اوڑنے لگین انار کے پھولون پہ فلک
نے ستارون کا گنج نثار کیا ہتہ پھول کا تماشا دیکھ چرخ گردان چکر مین آیا پلٹنون مین جا بجا باجا
بجا ہر ایک نے اپنے تئین سجا اتنے مین دولہا فیل خوشخرام پہ سوار گرد و پیش شاہ و شہریار بنام خدا
ظل ہما سر پہ چتر یاور اقبال اوسکا ایک اوسنے فرمان بردار ہمرہ رکاب ظفر انتساب عالم کا
ہجوم خلقت کی دھوم ہزارون امرا ساتھہ سب پیادہ کوئی ہاتھی کی جھول پکڑے رستا تھامے
ہوئے وزیر اعظم مورچھل بردار اس سامان و شوکت کے ساتھہ دیوان خاص سے دیوان عام
مین برامد ہوا پھر ہزار ہا پنجشاخہ روشن ہو گیا افراط نور اور روشنی کے وفور سے جنگل وادی ایمن
ہو گیا علم ظفر پیکر ہاتھیون پر بلند ہوئے نشانون کے پھریرے کھول دیے آگے آگے ماہی مراتب
اور شتر سوار زنبورون کے سر ہونے سے آسمان و زمین دھوان دھار پیچھے رسالون کے پیچھے کچھ ہندوستانی
کچھ ترک سوارون کی صدا اوحد مین ہر شاہ و گدا آرایش تخت رشک تختہ گلستان تخت روان پر
کسبیون کے رقص سے اوتنا رستہ غیرت پرستان خاصہ گھوڑون کی قطار پھر پلٹنین اونکے بعد ہزار ہا
خاص بردار اور نیزہ بردار اور میر ترک عربی گھوڑون پر سوار اہتمام کرتے چوبدار سونے کے عصا ہاتھ
مین لیے برابر قدم پڑتا شانے سے شانہ رگڑتا جا بجا نشان کے جھنڈے گڑتے فیل سبک رو کے پیچھے
دوڑے پڑتے آگے آگے روشن چوکی بجتی اوسکے سرون مین بہاگ اور سورٹھ کی دھن وہ دھیمے
سُر کہ تمام عاشق سن تیجھے سبکے ہاتھی پہ نقارہ کٹتا زر و جواہر لٹتا آہستہ آہستہ قدم بقدم چوک کی

گشت کر کے نخاس بازار اور نخاس بازار کو طے کر کے پھر خاص محل مین پہونچے دولھا کو ہاتھی
پر سے اوتار گھوڑے پر سوار کیا محل کی ڈیوڑھی پر لائے خواصون نے طشت پر آب گوہر کے
لگے ہوئے پھینٹے الا رو جواہر نثار کیا دلون کا ارمان نکالا جب دولھا محل مین تشریف لایا دونو
رنڈیون نے برابر کھڑے ہو کر ایک سر مین یہ سہرا گایا **مصنف** ابھی شب سے بندھا جو کہ تیرے
سہرا ✣ پاتا ہے وہ کیا فخر سے بڑھ کر سہرا ✣ باغ فردوس سے رضوان نے جو گل بھیجے ہین ✣
جب بنا ہے کہین اے گل تر اگر یہ سہرا ✣ اس لیے لطف مین رکھے تھے مدت سے اوگ کر سہرا آج
یا جنت کے اگلے دن ترا بنکر سہرا ✣ مارے شادی کے شگفتہ ہوے جاتے ہین پھول ✣ کیا نکھر آیا ہے
ترے چہرے پہ کھلکر سہرا ✣ صاف ہین اے فلک حسن شفق مین تارے ✣ رخ پہ مقیش سے ترے
مقنع کے اندر سہرا ✣ عکس رخسارہ روشن سے ترے رشک قمر ✣ چاندنی بنکے پڑا فرش کے اوپر
سہرا ✣ اے قمر مستحق گوہر تحسین ہوا ✣ تیرا لایا ہے **سخن** آج جو گہکر سہرا ✣ نکاح کے وقت قاضی
صاحب تشریف لائے ناچ رنگ گانا بجانا سب موقوف ہوا بھنڈی برادرون نے بیچوان آگے
جلدی جلدی محفل سے اوٹھائے نکاح پڑھا گیا ہفت اقلیم کے خراج پر مہر بندھا جب عقد سے
فراغت ہوئی قاضی صاحب تشریف لے گئے ناچ شروع ہوا پھر وہی کیفیت ہوئی نامرادون
کی مراد بر آئی رنڈیون نے بہار بھیروین مین یہ مبارکباد گائی **مصنف** بلبلان موسم گلزار مبارکباد باشد
عاشقان جلوہ دلدار مبارک باشد ✣ ابر بر دور فلک جلوہ نما شد ساقی ✣ مجمع خانہ خمار مبارک باشد ✣
تا ابد باد وصال گل و بلبل قائم ✣ دشمنان را ہمہ تن خار مبارکباشد ✣ جلوہ عیش بماند لب بام خانہ دل
حسن یوسف بخریدار مبارکباشد ✣ درجہان باد طرب ساز قران السعدین ✣ بہ **سخن** ہمچنین اخبار مبارک
باشد ✣ پھر دولھا کو محل مین بلایا قمر النسا نے آنچل ڈالا لوگون نے اور بہت سے ٹوٹکے کیے
مسند پر بٹھایا دولھن کو گود مین لائے دولھا کے برابر بٹھایا رسم ہونے لگی پرستش ختم ہونے
نہ پائی تھی ایک خواص آئی دولھن کا پاجامہ لائی اور کہنے لگی لو میان اسمین ایک ہاتھ سے ازاربند
ڈالو ادھر اودھر نہ دیکھو سنبھالو پھر ایک لڑکی بہت خوبصورت آئی دولھا کا کان زور سے مل گئی
چٹکیون مین دل مسل گئی یہ بے ادبی اور گستاخی آرام دل کو ناگوار خاطر ہوئی رنجش باطنی
چہرے سے ظاہر ہوئی قمر النسا نے کہا حضور دولھن لیجانا کیا آسان ہے خفا ہوجیے گھبرائیے
نہین ابھی تو دلون مین بہت سا ارمان ہے پھر ڈومنیون نے نبات جنوائی مصری ڈھیکا ڈھیکا
کر کھلائی جب شربت کا پیڑا کھلایا وہ گلے مین پھنسا یہ کھل کھلا کر ہنسا گھبرا کر تھوکنے لگا

[illegible] آیا لوگون [illegible]
[illegible]
[illegible] چھپاتے [illegible]
[illegible] دکھایا



عنایت جامع المتفرقین سے ساعت قمر و مشتری مین قران السعدین ہوا دل بے قرار کو چین
ہوا آتو جی نے سورۂ اخلاص پڑھ کے دم کی دو دلہنون نے اور رسم کی چشم بد دور آئینہ روبرو
ماشاء اللہ صورت خوب دلخواہ محبوب دو بدو کوکب بخت بر سر یاری صورت کا عالم طاری شہزادے
نے ملکہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بی بی مین تمھارا غلام ہون بندۂ بے دام ہون خدا آنکھین
کھولو للہ کچھ منہ سے بولو یہ سنکر سہیلیون نے قہقہہ لگایا یہ کلام دولھا کے عجز و نیاز کا سب کے دلون کو
بھایا ملکہ بھی در پردہ مسکراتی تھی دل ہی دل مین کھلی جاتی تھی غرض جب سب رسمین ہو چکین دلھن
وداع ہونے لگی زار زار رونے لگی ہر چند دلشاد اور بشاش تھا مگر اس وقت ڈومنیون کا [illegible]
گانا لوگون کا رونا دھوم مچانا دولھن سے ایک ایک کا ملنا اور رونا بیگم صاحب کا بلک بلک کر
جان کھونا بڑے بوڑھون کا گلے لگانا تسکین خاطر حزین فرمانا رو رو کے بلائین لینا ہاتھ پھیلا پھیلا

کے دعائین دینا بادشاہ کا محل مین آنا بیٹی کو گلے لگانا بار بار سوتین اور دعائین پڑھ پڑھ کے
دم کرنا یہ باتین دیکھ کے دولھن کیا سبکی چھاتی بھر آئی غم کی گھٹا کشت زار دل پر چھائی سواری دروازے
پر لگی تھی دولھا نے دولھن کو گود مین اوٹھایا سبکے دل بیٹھ گئے رو رو کے کہرام مچایا [illegible]
سب [illegible] مگر دولھن کو دروازے تک پہونچایا دولھا نے دولھن کو نالکی مین سوار کیا پھر ان
[illegible] ماں باپ کو چھوڑ کر [illegible] شہزادے کا ساتھ اختیار کیا کہارون نے نالکی اوٹھائی [illegible]
[illegible] بارات رخصت ہوئی سبکی یہی حالت ہوئی اندر محل مین تو
[illegible] عالم تھا آسمان [illegible] درو دیوار مکان و مکین جھاڑ کنول فرش
[illegible] تو باجا گر دو پیشہ ازبیش تا سیس ہزاری نرالی
سبکی [illegible] طرح جہان ستان دہ پڑا ہے کہ یہ
یہ کیفیت دیکھی [illegible] اس کارگاہ بے ثبات مین عجیب
[illegible] ہے کوئی دام مین پھنستا ہے کوئی
[illegible] نیا مین کوئی سر پر [illegible] ہے کوئی کہتا ہے یعنی ایک پیدا
ہوتا ہے دوسرا مرتا ہے آدمی کبھی شاد ہوتا ہے کبھی نوحہ اور واویلا کرتا ہے مگر سبب شادی و غم
دونون توام ہین تو لوگ ناحق مبتلاے اندوہ و غم رہین [illegible] صبا [illegible] موجود وہ اسکا
موجد ہے بیشتر ہے غم کے لیے اور غم بیشتر کے لیے سامان برات اگر مکرر لکھون تو تمکو مزا آئے
مگر اسی سیر مین کہانی ناتمام رہجائے غرض اوسی تجمل اور شان و شوکت سے بارات دن کو موتی محل
مین آئی نامرادون نے مراد پائی شہزادے نے یہ کہکر نالکی کا پردہ اوٹھایا لا الٰہ [illegible]
کو الٹی کرکے کفر توڑا خدا خدا کرکے جب دولھا دولھن کو گود مین لیکر اوتارا شہزادے کو عید
قربان تھی ہر ادا پر صدقے جان تھی بکرا ذبح کرکے دولھن کے انگوٹھے مین لہو لگایا ملکہ جہان اگرچہ ظالم تھین
مگر وہ بھی اوس وقت آرام دل کی ایک ایک ادا پر [illegible] عشق کا توڑ تھا محبت کا نچوڑ تھا
ذرا سا لہو لگا کے وہ بھی شہیدون مین داخل ہوئین غرض [illegible] ل مین آئی سب نے کھیر کھائی
جب یہ سب رسمین ہو چکین شہزادے نے بے قرار ہوکر دعا مانگی کہ الٰہی جلد اب شام ہو اور دن تمام
آرام ہو ادھر ملکہ کا باین عشق و محبت تقاضاے سن سے عجیب حال تھا کہ دم بدم حجاب کا خیال تھا
آنکھین نیچی کیے شرمائے سر جھکائے بیٹھی تھی اور دل مین کہتی تھی کہ او کمبخت خانہ خراب دل تو پہلے
لگا بیٹھی جگر آتش عشق جلا بیٹھی مگر یہ نہ سمجھی کہ جب وصال ہوگا تو اوس وقت کیا حال ہوگا اوس دم تو

جو کچھ بنے گی اپنے ہی دم پر بنے گی کسی کا کیا جاتا ہے گا مصیبت اور اذیت اپنا ہی دل اوٹھائیگا
اس وقت مصیبت میں کون اپنا ساتھ دیگا چھٹی کو کون ہاتھ دیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے کیسا حشر
بپا ہوتا ہے بخدا اگر زبردستی کرینگے تو ہم پہلے سمجھائینگے اگر اسپر بھی وہ نمانینگے تو کوئی اور تدبیر سوچینگے
باتوں میں لگا کے وہ وقت ٹالینگے گالیاں دینگے چٹکیاں لینگے سختی ہنسی میں اوڑا دینگے
یہاں تو یہ اودھیڑ بن تھی شہزادے کو وصل کی دھن تھی جب وقت شام ہوا وصل کا سر انجام
ہوا دولہا دولھن چھپر کھٹ میں ہم آغوش ہوے مارے شرم کے بیہوش ہوے نشہ الفت کی ہی
پیار اٹھا بنی سے کھیلنا خلوت میں دولھا دولھن کو چھیڑا کی ہوتی تھی چاروں میں
دروازے بند کر لیے آنکھیں سہاگ کا عطر پھولوں کی مہک اور بند ادرجنا کے تیل کی
لہک ریت کا جھڑا سالولی خوشبو سے عطر کر مشام جان واقع خفقان تو ہی روح و روان عالم شباب
فرط شوق سے دل بیتاب نیند کا خمار مستیوں کے آثار ادھر گرمجوشی اور ادھر خوف سے ٹھنڈی
ٹھنڈی سانس کبھی حیا خاموشی ادھر سے چھیڑ چھاڑ اور ادھر بناوٹ سے بگاڑ دولھا کا موقع پر
ہاتھ لگانا دولھن کا دبانا بل چڑانا شرمانا شہزادے نے کہا رند وصل کی شب یونہیں
اے قاضی حاجات رہے * حشر کے روز تلک صبح نہو رات رہے * یہ باتیں جنپر گذر گئی ہیں وہی
لوگ خوب جانتے ہیں جو عاشق مزاج ہیں اونپر منکشف ہیں پھر شہزادے نے ملکہ کا گھونگٹ اوٹھاکر
کہا سبحان اللہ رند گلے لگائیں بلائیں لیں گلے ملیں پیار کریں * جو بات مانو تو منت ہزار بار
کریں * ملکہ نے مطلب کی سمجھکر حیا سے سر جھکا لیا زانو پر جو شہزادے کا ہاتھ گیا تھا آہستہ سے
زانو سرکا لیا آرام دل نے ہاتھ جوڑے بلائیں لیں پاؤں دبائے لاکھوں منتیں کیں مگر وہاں
کب دعا قبول ہوتی تھی تمنائے دل کب حصول ہوتی تھی جب منت سماجت سے کام نہ نکلا تو شہزادے
نے کہا صبا بندہ اب ناصبور ہوتا ہے عفو کیجیے قصور ہوتا ہے * ملکہ نے آہستہ سے جواب دیا
کہ معاف تو ایک گھڑی بھی نہیں ہوتی قصور کروگے تو سزا پاؤگے زیادہ ضد کروگے منہ کے
بل گروگے زک اوٹھاؤگے شہزادے نے کہا رند بیانہ مانیے ہم عرض حال کرتے ہیں *
فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں * ملکہ نے جواب دیا کہ صاحب اگر دشمن محتاج ہیں تو در دروازہ
پر جا کر سوال کرو یہاں کیا رکھا ہے اس سے کیا فائدہ ہے آرام دل نے کہا واہ سبحان اللہ
صبا خوب عاشق کا پاس کرتے ہو ہر گھڑی دور دور ہوتا ہے * یہ کہکر سوال وصال
کیا ملکہ نے سوال وصال اندیشی ٹال دیا پھر ہزار ناز و انداز فرمایا ع ایسی باتیں زبان سے نہ نکالو

آرام دل نے موقع پاکر کہا [illegible] حال کہا [illegible] اور فرمایا صبا [illegible]
[illegible] باتون [illegible] کہا [illegible] تمھین [illegible]
[illegible] کیا کرے [illegible] وصل [illegible]
تمھین زیادہ [illegible] شہزادے [illegible]
[illegible] پڑھایا [illegible]

وصل کی شب [illegible] | [illegible] عیش کا سامان ہوا
نازک اندامی بہت [illegible] | [illegible] بہت [illegible] ہوا [illegible]
غنچہ دہن [illegible] شاد [illegible] | [illegible] کے [illegible] آئی [illegible]

جب حال [illegible] دل [illegible] کھلا [illegible] فاش ہوا آخر بیاش بیاش ہوا اور
سر گلعذار ہوا [illegible] آگیا تھا جب ذرا ہوش آیا تو فرمایا
مثنوی آپ کا سا [illegible] کیا + آبرو آپ کی مرید ہوئی
خون بہا میرا [illegible] شاباش مرحبا صاحب [illegible]
صبحدم نسیم لکھنوی جب اٹھی عروس [illegible]
شب کو اچھے ستارے + خورشید نکلتے ہی سدھارے + نیچے آرام گہ سے [illegible] نکلے دولھا دولھن
سحرگاہ + ایک سرخرو دوسرا زرد رو دونون آنکھین ملتے اوٹھے ایک دوسرے کو حیرت سے تکتا تھا
ادھر حیا سے بُری حالت تھی ادھر [illegible] تکتا تھا جب شہزادہ حمام مین داخل ہوا [illegible]
رات کو تاکتی پیر دن کو [illegible] ملکہ کے پاس آئین رات کی باتین ایما اور اشارے
مین زبان پر لائین قمر النساء نے کہا بیگم تمھین میری جان کی قسم سچ کہنا رات شہزادے کو کے
جوتیان لگائین ملکہ ہنسنے کی سنکر شرم سے سر اوپر نہین اوٹھاتی تھی تحیر خجالت مین ڈوبی جاتی تھی
وہان شہزادہ نہا دھو کے پاک صاف ہو کے دربار مین گیا یہان دولھن کو خواصون نے نہلایا پوشاک
عروسی اور زیور پر تکلف سے آراستہ کیا چوتھی کا جوڑا پہنایا دربار برخاست ہوا دولھا محل مین تشریف
لایا دولھن کے ساتھ خاصہ نوش فرمایا جب شام ہوئی چوتھی کی طیاری ہوئی صدہا من ترکاری
ہر قسم کی اور منون میوہ سب طرح کا طلائی خوان اور جڑاؤ کشتیون مین بھرا ہوا خوانون پر گنگا جمنی سینیون
کے کھانچے کشتیون پر کاشانی مخمل کارچوبی خوان پوش بڑے بڑے تجمل اور دھوم سے چوتھی شہزادے
کی طرف سے محل مین آئی پھر دولھا طلب ہوا جھینپنے والیان جب گئین دولھا دولھن چوتھی کھیلنے

لگے پہلے کھیر کھلائی پھر گلبازی ہوئی قدرت حق کی کارسازی ہوئی دولہا نے دولھن گلبدن کی طرف پھول پھینکے لوگون نے دولھن کے ہاتھ سے وہی پھول باہستگی دولہا کی گود مین رکھدیے

قطعہ گلبن اوس طرف گل افشان ہوا اوس طرف کو تو پھول چین چین کے مجھے زور سے مارے تک تک ٭ اور مجھی مین بھی کوئی پھول تفنن کے لیے ٭ پھینکون دانستہ خود اتنا کہ پہونچے تجھ تک ٭

پھر آہستہ سے دولہا نے چھڑیان کی چھڑی دولھن کو ماری قمر النسا نے دولھن کے ہاتھ سے دولہا کو زور زور سے چھڑیان لگائین اب کہان تک شرح کرون طول دون خلاصہ یہ کہ سب رسمین عمل مین آئین جب دولہا دولھن چوتھی کھیل چکے دولھن کو لوگون نے چھپر کھٹ مین پہونچایا رنڈیون نے حشر مچایا دولہا پر چارون طرف سے چھڑیون کی مار اخروٹ اور بادامون کی بوچھاڑ پڑنے لگی کسی کمبخت نے سیب اس زور سے کھینچ کر مارا کہ دولہا کے لگتے ہی پاش پاش ہو گیا کسی بیدرد نے بیگن پھینکا کسی خام پارہ نے چھوارا کھینچ کر مارا کسی نے اٹھتے وقت باجی کو پکارا شہزادے نے بھی جس بھیلی کھیلی مست سرشار صورت دار رنڈی پر تاک کر انگور کا خوشہ مارا وہ آنکھ کے گوشے مین لگا آہ کر کے بیٹھ گئی سب نشا ہرن ہوا جسکو کچھی شکر قند ہاتھ مین لیکر دکھائی اوسنے فوراً اپنی صورت پردے مین چھپائی جب لگائی پردہ توڑ کر جسکے لگی اوہ کر کے اوچھل پڑی چلائی نارنگی جب پھینکی چھاتی کے سوا اور کہین نہ لگی کیلا جب مارا پیچھے ہی کا دھڑ تاک کے مارا انار جب پھینکا جب چہرے پر جسکے لگا کھل گیا دانون کے ساتھ دو ایک دانت بھی جھڑ گئے پانچ چار اوکھڑ گئے ایسی چوتھی کھیلی وہ مار دھاڑ کی کہ تین پانچ بھول گئے ششدر رہ گئے خوشی کی بات تھی اسلیے سب ہنس گئے جب چوتھی کھیل چکے سب ہنگامہ موقوف ہوا شہزادہ خوابگاہ مین تشریف لایا پھر وہی عیش کا سامان تمام ہوا وصل کا سرانجام ہوا اوس رات نے عجب لطف دکھائے دونون طرف دل کھلے ہوے حیا و شرم کا نام نہین کسیکو کسی طرح کا رنج و آلام نہین دلون کے سو سو طرح کے مزے آئے ہر روز اسی طرح با عیش و نشاط ساغر تمنائے وصال سے معمور ہوتا دل بادۂ سرور سے مسرور ہوتا شہزادے کو دن عید اور رات شب برات تھی وصل جانان ایام گذشتہ کی مکافات تھی صبح و شام بادۂ نشاط سے سرشار عیش و نشاط مدام نہ ہجر سے کچھ مطلب نہ فراق سے کچھ کام تھا نہ بیم فلک کینہ ور نہ خوف گردش ایام تھا

عزم آرام دل سوئے وطن رخصت ہونا شاہ سے

بیان جلوس سواری اور خدم و حشم روانہ ہونا

چل اے توسن خامہ فرخندہ گام ٭ کہ سامان شادی ہوا سب تمام ٭ بر آیا مرے دل کا سب
مدعا ٭ جو کچھ چاہتا تھا وہ حاصل ہوا ٭ مگر اب ذرا حال رخصت لکھوں ٭ بہار خزان سیر غربت
لکھوں ٭ سیاحان دشت پیما و رہ نوردان آبلہ پا احوال رخصت شہزادہ آرام دل
یون لکھتے ہین کہ ایک شب شہزادے نے چھپرکھٹ مین لیٹے لیٹے ملکہ سے کچھ اشتیاق ملازمت
والدین کا اپنے ظاہر کیا اوس رعنا کو جو خوش خاطر اپنے محبوب کی بدل منظور تھی فی الفور جواب دیا
کہ نسیم لکھنوی چلیے گا تو ساتھ ہین بلا عذر ٭ رہیے گا تو بندی ہین کیا عذر ٭ شہزادے کی
یہی آرزو تھی صبحدم آتے ہی شاہ سے اپنا حال عرض کیا نسیم لکھنوی دعوی نہین کچھ دیے ہو
پر ٭ قائم رہیے کیے ہوئے پر ٭ لازم جو ہوا وسمین کد نہ کیجیے ٭ سائل کا سوال رد نہ کیجیے ٭ بادشاہ
یہ سنتے ہی گھبرائے فرمانے لگے کہ ملک حکومت فوج سلطنت خزانہ سب کچھ موجود ہے پھر رخصت
چہ معنی دارد بسم اللہ حکمرانی کرو مین ایک اولاد کے سوا دوسرا فرزند نہین رکھتا جو بعد میرے وارث
تاج و تخت ہو پھر کیا سبب جو ایسا کلمہ زبان پر لاتے ہو ناحق بیٹھے بٹھائے مصائبات سفر اوٹھاتے
ہو شہزادے نے دست بستہ عرض کی کہ قبلۂ عالم منصفی شرط ہے حضور کی سلطنت سے کمترین
کو کچھ کام نہین مگر حضور اپنے اوپر ہی قیاس فرمائین کہ آپ کو جب مفارقت اپنے فرزند کی ایک
لحظہ گوارا نہین تو واے بر حال میرے والدین کے کہ ایک مدت دراز سے مجھ نالائق کی تمناے
دیدار مین مضطر اور بیتاب ہونگے لوگ بیچارے میری تلاش اور جستجو مین خراب ہونگے بادشاہ نے
فرمایا اچھا ایک برس اور توقف کرو پھر رخصت کرونگا شہزادے نے عرض کی حضرت اب تو ایک
ایک ساعت ایک سال کے برابر ہے میرے حال پر رحم فرمائیے رخصت کیجیے اگر میری
خوشی مد نظر ہے غرض بادشاہ نے ہر چند سمجھایا بہلایا راہون کا نشیب و فراز سنایا مگر وہ کب
سنتا تھا نسیم لکھنوی دو دل جو ہون چاہتے یہ راضی ٭ یہ جان لے کیا کرے گا قاضی ٭
ناچار بادشاہ کو سواے رخصت اور کچھ بن نہ آیا وزیر اعظم سے واسطے طیاری سامان سفر کے
ارشاد فرمایا تاریخ ٹھہری ان مقرر ہوا جبر آٹھواں مہینہ بھر اور رکھا جب مہینہ گذر گیا بموجب حکم بارک اللہ
یوم السبت و الخمیس جمعرات کے دن آدھی رات رہے سے کوچ کی طیاری ہوئی اوس شب
لوگون کو نیند نہ آئی پہر رات رہے سے زن مرد لڑکے بوڑھے جوان کا ہجوم ہوا ہر شخص سواری
کا جلوس دیکھنے چلا میر حسن یہ خالق کی تھی قدرت کاملہ ٭ تماشے کو نکلی زن حاملہ ٭

پانچ کوس تک دو رستہ آدمیون کی بڑی کثرت تھی کوٹھون اور برآمدون پر بھی یہی کیفیت تھی شہزادہ
رخصت ہونے لگا بادشاہ نے رو کر اوراوس دل کو گلے لگایا پیشانی چومی
سورۂ فاتحہ پڑھی اور رخصت فرمایا
بیش راہ جب شہزادہ سوار ہوا
سواری کا جلوس
کہ جسپر
خود ہاتھون مین ناستا نے پشت پر گینڈے کی ڈھال بے مثال
تلوار قبضو طپنچے کی جوڑی بندوق چقماق کندھے پر برچھا ہاتھ مین ہر جوان کی تیکھی چتون نوک جھوک
بات بات مین طرق برے کے برے گھوڑے کڑ کاتے لوگون کو ہٹاتے کنوتیان ملاتے
باگین اوٹھائے دریا نے فوج مین سے موج کی طرح نکل گئے پھر آگے وتیل ہاتھی پر علم ظفر پیکر پیچھے
کھینچے بعد اوسکے ماہی مراتب سورج مکھی شیر دہان اب سواری کا سامان شروع ہوا ہر شخص دیکھنے
کو رجوع ہوا ہزار بارہ سو سانڈنی جنکے شان مین فرماتا ہے والی الابل کیف خلقت بغدادی
دکھنی مارواڑی دو دو سو کوس کے دھاوے کی منقش کی باگین طلائی مہارین گلے مین سونے
کے گھنگرو صندل کی کاٹھی کمخواب کی جھولین اونپر پندرہ پندرہ برس کے جوان سوار بناتی پاجامے
سرخ کرتی چینی ٹوپی پشت پر سپر ترکش مین تیر پر تلے مین تلوار دوش پر کمان کم سن خوب صورت نوجوان
ہاتھ مین کوڑا مہارین کھینچے مہرے کاٹھی سے ملائے طاؤس کا جوبن دکھائے اور دو ہزار بچھیرا
تا گندناپ کا پوراجنکی تعریف خالق کونین نے فرمائی ہے والعادیات ضبحا کھکر قسم کھائی ہے
اوسمین دو سو دریائی باقی سب عراقی ترکی عربی ایرانی کابلی کچھی خراسانی ختائی دکھنی کاٹھیاوار کامدانی
گردنیان گرد موتیون کی جھالا مقیش کی چوٹیان مخملی کارچوبی گدے لیس کے فراخی فاز کھینچا طبل کے باجے
کی آواز سے ڈرتے اور ساٹھ سو خاصہ کوتل بانانی چار جامے کارچوبی زین پوش اوسپر کوتل کش سونے
کی رکابین کمخواب کے تنگ پر زردو شالون کے زیربند طلائی کلغی جواہر نگار توڑی مچی گردنون مین
یاقوت کے اسکے سونے کے توڑے گلے مین ہیکل پانون مین جھانجھین پٹھون پر موتیون کی پاکھر
رنگین دم دو دو دو انگل پر ناتے پڑے طیار ہی سے دم سم سائیسون کے ہاتھون پر اوڑ جانے کی
گھاتون پر معشوقون کی طرح بھڑکتے توپ کی آواز سے بھڑکتے سائیسون کے ہاتھون مین سے
کے موٹے موٹے کڑے کانون مین سونے کے مرکیان سر پر گلناری پگڑی گلے مین اطلس کی

پانوؤن مین بنارسی دھوتی [illegible] رومال کی گرہ لگی ہوئی ایک ایک پیٹ
جورو لڑکا سمجھتا پانوؤن مین [illegible] کی پاگ [illegible] کندھون پہ
گنگا جمنی ڈنڈیون کی چوڑیاں ہاتھون مین پہنچیان [illegible] ویسی ہی اونکے پیچھے
اوسپر عجیب چوبین [illegible] ہاتھون مین چوڑی دار
پائجامے [illegible] انکے آگے [illegible] کی بتیان کرن کے لڑے چھوٹے
چھوٹے نیمچے اور کنتیان [illegible] پر سازوسینگار سے درست
انتہا کے چالاک [illegible] باجا بجاتے برابر قدم اوٹھاتے [illegible] کی ادا وت کی آواز
گھنگھرو بانسلی کی دھن جھانجھ کا شور نہایت ہی کیفیت دکھاتی [illegible] نکی آواز
کانون مین آئی اونھون نے آواز لگائی کرو تعظیم شہزادہ عالم پناہ سلامت پھر ایک غول [illegible]
ہوا سواری قریب پہونچی ہر شخص بے قرار ہوا دیکھا دس بارہ ہزار خواص برچھا خاصیان کندھون
پر اونکے غلاف کاشانی مخمل کے گرد پوش صاف صاف [illegible] پاجامے اطلس کی چپکنین
زربفت کے شالی پٹکے سر پر [illegible] چہرہ پیش قیمت [illegible] آرام دل عماری دار
ہاتھی پر سوار خواصی مین محمود وفادار ہاتھی فلک شکوہ [illegible] عظمت و شان سب ہاتھیون سے
دونا لاکھ دو لاکھ مین ایک [illegible] بائین دو
برچھی والے ہاتھون مین [illegible] کے [illegible] مستک پر فولادی [illegible]
اوسپر کلغی گلے مین طلائی [illegible] کانون مین بالیان اون مین موتیون کے بالے ناظرین کے
جی بے چین کرنے والے سلطان ہاتھی کی جھول [illegible] دس گز کا عرض پندرہ گز کا طول [illegible]
بہت سنگین کام [illegible] تمام [illegible] جواہر نگار عماری جواہرات مین جڑی
ہوئی ساری [illegible] ہاتھ مین جواہر نگار [illegible] بائین ہاتھ
مین [illegible] مستک پر رکھے ہوے آسن [illegible] ہاتھی سے [illegible] قدم بقدم
تازہ واردے شہزادے [illegible] معشوقہ محبوب دکھاتا آرام دل کے برابر ذرا ایک قدم پیچھے
ہٹ کر ملکہ حسن افروز پردہ دار عماری مین فیل خوشخرام پر سوار مصاحبت مین قمر النسا پری پیکر
چوبکردار [illegible] پیچھے پندرہ ہزار ہاتھی ہودج اور عماری کا خاص شہزادے کی سواری کا اونکے
بعد کئی سو رتھون مین ماماٰئین اصیلین مغلانیان خواصین پیش خدمتین سوار ملکہ کے ہاتھی پر
خواجہ سرا فیلبان ہاتھی کی وہی شوکت وہی شان عماری طیاری مین اوسی عماری کے برابر

بلکہ اس سے بہتر اندر گنگا جمنی چلمنین باہر کارچوبی پردے مخملی فرش او سیر مسند تکیہ لگا دیوار گیریون
پر چھوٹے چھوٹے دوالماسی کنول روشن عماری مین موتی محل کا جوبن ملکہ والدین کی مفارقت
عزیز و اقارب کی مہاجرت مین فرط آلام سے خاموش سرنگون دل مین ہزارون وسواس مگر رضی
برضاے ایزد بیچون قمر النسا دل بہلانے کی باتون مین سیر و تماشے کے حرف و حکایاتون
مین مصروف ان دونون ہاتھیون کے گرد ہزارون غلام سیمبر زرین کمر بے انتہا خواجہ سرا الماس
فیروز لبسنت جوا رنگ اضرون کا تپا جھرمٹ مارے ہوئے لال سبز پتیون ہاتھون مین لیے
ہوئے لالٹین پوری روشن کیے ہوئے سواری جو اسد برج کے نیچے پہونچی شہزادے نے
جلدی سے پہچان لیا اور ہاتھی پر کھڑے ہو کر شاہ کو آخری مجرا کیا بادشاہ کی آنکھون سے
آنسو گر پڑے منہ پھیر لیا وزرا امرا زار زار رونے لگے رومال آنسوؤن سے بھگونے لگے اوس
وقت سقون کی گلاب پاشی صبا کی جانفزائی خوشبو کا لپکنا دشت کا مہکنا صبح کا جھٹپٹا وقت
نسیم سحر کا فر فر چلنا شمعون اور مشعلون کا جھلملا جھلملا کے جلنا سورج کی کرن کا پھوٹنا شہزادے



سے خلقت کا چھوٹنا تمام عالم کی گریہ وزاری صغیر وکبیر پہ بیقراری کا عالم طاری یہ کیفیت دیکھ
آئی مہر منور چرخ چہارم پر مضطر ہو کر بنظر عبرت تماشا دیکھنے نکلا فلک ستمگار کہ اس کو یہ کچھ انجم نگران
تھا اوس سے بھی نہ دیکھا گیا گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں چاند کی رنگت فق ہو گئی ستم پہ ہوائیاں اوڑنے لگیں
اختر مہتاب نے اسی غم میں گھلا گھلا کے آپ کو ہلاک کیا سحر نے اپنا گریبان چاک کیا سبزے کے
دل میں غم کی برچھی لگی بے اختیار شبنم کے آنسو ٹپک پڑے درخت حیرت سے کف افسوس ملتے تھے
کھڑے پہاڑ میں شیر نے اللہ ہو کا نعرہ مارا مرغ سحر اللہ اکبر پکارا ہر جانور خدا کی یاد کرنے لگا ہوا ہاتھی
کا دم بھرنے لگا شہزادے کی فرقت میں در و دیوار چرند پرند انسان حیوان سکتہ وقت دشت کو
وحشت آسمان کو حیرت صحرا جنگل کوہ سنسان بیابان ہو کا مکان عجب عالم نظر آیا سنگدلوں کا
بھی دل بھر آیا روتے روتے لوگوں کی ہچکی بندھ گئی کلیجے تھرا گئے ہزاروں کو غش آ گئے سیل اشک
آنکھوں سے جاری تھا بیخودی کا عالم طاری تھا آخری دیدار تھا لوگ بار بار حسرت کی نگاہوں سے
دیکھتے تھے زار زار روتے تھے اور یہ کہتے تھے رند شعر اے گردون بر آیا تیرے دل کا مدعا ✤
شہر سے آباد آتا ہے نظر ویرانہ آج ✤ سواری جب دور نکل گئی لوگ ناچار بادل داغدار و جگر افگار
اپنے اپنے گھر آئے مگر کھانے کی بھوک نہ کھانے کی پیاس سب کا جی بے چین چہرہ اداس شہر اجاڑ
سنسان سہانا ویران بازار گل و گلزار بدتر از خار نظر آنے لگا سب کا دم گھبرانے لگا بادشاہ خلقت
کی بیقراری زن و مرد کی آہ و زاری دیکھتے تھے اور بھی صدمہ دلپر ہوتا تھا القصہ کوتاہ جب سواری دور
پہنچی اور خزانہ توپخانہ میگزین اردوے معلیٰ خیمہ ڈیرہ جا چکا بادشاہ باچشم اشکبار محل میں تشریف لائے
وہاں دیکھا تو سبھوں کی روتے روتے بری حالت بیگم صاحب کو غشی کی نوبت گھبرا کر جی بہلانے کے
لیے باغ حیات بخش میں تشریف لائے وہاں عجیب رنگ نظر آئے روش ٹھہری بگڑی ہوئی سبزہ
پامال تمام باغ میں پت جھڑ درختوں کا برا حال سرو میں بل شمشاد میں خم لالہ داغ بر دل نرگس چشم پرنم
گلاب کے درخت میں پھول کیسا کلیاں تک نام کو نہیں سوکھا ہوا کانٹا موتیا بے آب چنبیلی کی مٹی خراب
بنفشہ پژمردہ ریحان بیجان سوسن خاموش سنبل پریشان نہر خشک بے آب مچھلیاں زبان نکالے
ہوئے بیتاب انگور مثل دل عاشقان مرجھائے زعفران کے تختہ کی طرف دیکھو تو بے اختیار رونا
آئے نہ وہ باغ نہ وہ بہار نہ وہ گل نہ وہ خار نہ بلبل کے چہچہے نہ وہ درخت سرسبز لہلہے نہ قمری کی
کوکو نہ کوئل کی تو تو نہ مور کا شور نہ ساون کی گھٹا گھنگھور نہ نسیم نہ صبا نہ کہیں صیاد کا نام نہ گلچیں کا
پتا نہ سبزہ نہ صحرا نہ کیفیت گلزار نہ موسم خزاں نہ فصل بہار جب آندھی کا جھونکا آتا درختوں کے ہوش

بگڑ جاتے ہر جھونکے کے ساتھ دو چار چھپر سے اوکھڑ جاتے باد صر صر کے زور سے ٹھنڈے چھتے
پتون سے نہر لبریز کنوئین سپٹے ہوسے بجا سے بلبل زاغ زیب گلشن قمری کی جگہ بوم شوم ساکن
موتی محل حیران نہ فرش نہ گلستا نہ وہ زیبائش نہ وہ سامان جابجا جانورون کے گھونسلے آشیانے
کونون کھوہ بیٹ خس وخاشاک کے ڈھیر کہین کنکر کہین پتھر کہین اینٹ یہ سیر دیکھکر حضرت ظل سبحانی
عالم سکوت مین ششدر و حیران تھے ہو الغفور الودود ذو العرش المجید فعال لما یرید کہتے تھے
اور گریان تھے سبحان اللہ جہان گذران سراے فانی کچھ عجب مقام ہے جسے دیکھو باذرو و
آلام ہے آیندہ روند کا تانتا ہے ہر ایک سے رشتہ ہی ناتا ہی مگر ثبات بجز ذات پروردگار نہین سع
کے ہمیں بود و دیگرے ہے آید * کسیکو اس دہر ناپایدار مین قرار نہین جو لوگ فنا فی اللہ ہین اونکی
تو کیا کہتے نہین تو وہان سے شوق دیدار مین آتے ہین آب سردہان گرم سایہ دیوار شاہد گلعذار
باغ و بہار جہان کی نعمتون کے مزے اوٹھاتے ہین حب وطن یاد آتا ہے سع حب وطن از ملک
سلیمان خوشتر * کہتے ہوے اعمال نیک یا بد ساتھ لیکر چلے جاتے ہین رشتہ الفت ہر ایک سے
توڑ جاتے ہین سبکو روتا چھوڑ جاتے ہین سید محمد خان رند کیے ہین خوب سے نظارے باغ
ہستی کے * جہان کو بس ہو سے پروردگار دیکھ چکے * موے سفید و سیاہ جہان سے واقف
بہت سی گردش لیل و نہار دیکھ چکے * القصہ آرام دل باین جاہ و حشم ملک فارس سے
وطن روانہ ہوا یہ قصہ زبان زد انام ہوا اور ہر ملک و دیار مین ان باتون کا فسانہ ہوا ہر روز کوچ در کوچ

مقام در مقام یونہین منزلین طے کرتے چلے

تھوڑا حال اوس رنجور دور از سرور عاشق صادق ہدف ناوک غم مجروح سنان الم بے یار و غمگسار یعنی صنوبر عاشق زار کا پھر شہزادہ سیاہ فام کا آنا فتنۂ خوابیدہ جگانا صنوبر کا گھبرانا پھر نامہ لکھکر آرام دل کو طلب فرمانا

پلا ساقیا ساغر لالہ فام
کہ ختم ہوئی نہ وہ غم کی بات
نقطہ دل فگارون پہ اصلا نہ کی
کہ اک غم سے بچا کون مین بھی غم

کوئی دم تو دل ہو مرا شاد کام
خوشی کا رہا ہر طرح نغمہ سنج
جلا دل مرا تو نے پروا نہ کی
وہ ... ہوئے ... کھٹکنے لگین

لکھی اب تلک عیش کی واردات
نہ لکھا مگر تو نے انجام رنج
وہ ساغر پلا پر ز رنج و الم
جسے سنکے عاشق تڑپنے لگین

لگے نیچے غم کا دل پہ خراش ہر اک قافیہ جیسے برچھی کی نوک	ہر اک بات پر ہو دل پاش پاش دکھاؤن غم آباد کی کیفیت	ہر اک تیرے سینے مین ہو اک نوک جھونک لکھون ایک ناشاد کی کیفیت

ستمکشان الم دوست بیماران استخوان و پوست نوحہ گران برشتہ دل روے راحت نادیدہ فقیر سکرا غم ہمسفر شب ہائے تار مبتلا بحال خراب اوس جگر کباب خستہ و بیتاب صورت سیماب زاویہ نشین کلبۂ رنج و محنت ہمدم شام غریبی روے نادیدہ صبح وطن خونین جگر چراغ سحر یعنے مسود بے بال و پر کا اوٹ غم سے قصہ ہین کہ فراق شہزادہ بیوفا نا آشنا بانی صدمہ جور و ستم یعنے شہزادۂ آرام دل مہر شیم اور پرست رنج و غم و الم سے کچھ عجیب حال ہو گیا کہ گل سا بدن سوکھ کر ہوا کا نشانہ آنکھون مین حلقے سنبل زلف پریشان صورت آئینۂ حیران سر و قد بار غم سے سرنگون بالکل پوست و استخوان کہین منو ار لگ لگا تا تار تصویر جنون رنگ محل مین اوسی پلنگ پر جہان آرام دل سے ملاقات ہوئی تھی منہ لپیٹے ناکام با صد درد و الم لیٹی ہوئی سینہ ناوک غم سے فگار سینے مین دل بے قرار لب خشک چہرہ زعفرانی سر زم آہ سرد دل مین سوز نہانی ہاتھ پاؤن ٹھنڈے کلیجے مین درد آنکھین نیم باز آنسو روان عشق کی طرف سے ناز ادھر سے نیاز لب جان پر ارمان اور بصد حسرت و یاس یہ مطلع ورد زبان رند زیست کے دن اپنے پورے کر چلے + تکتے تکتے راہ تیری مر چلے + ہر دم فراق کا شور نالون کا شور و جوش جنون دل خون چشم گریان صدمہ فرقت وصل کا ارمان نہ چپ رہنے کا مقام نہ کچھ کہنے کا ہنگام اس حال مین جو دل بے قرار ستاتا تو بے اختیار یہ شعر لب پر آتا جرأت اوسکو جانا تھا تو کیون موت نہ آئی اجل + ایسی رسوائی کا جینا ہمین درکار نہ تھا + الٰہی یہ پہاڑ سی رات کیونکر کٹے گی ہاے کیا کرون یہ بھاری سل چھاتی پر سے کب ہٹے گی ذوق مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جیون روز حشر + مجھے یہ کسدن سے کر بدلے آسمان لینے لگا + خواصین مغلانیان سہیلیان سب کہتین کہ بیگم خدا کو یاد کرو امید وصل سے دل شاد کرو رنج و الم کی بھی انتہا ہوتی ہے ورنہ گل و گلزار کی سیر سے جی بہلاؤ کہ دل کو تقویت ہو جسم مین توانائی آئے تو اون کو جواب دیتی جرأت آرام ہو چکا مرے جسم نزار کو + سکھے خدا جہان مین دل بے قرار کو + صبا شور جسکا ہے وہ ہے عشق جنون نا دل مین + بڑھ گیا ہے تمکین حسن کا سودا دل مین + کون سی شب نہین رہتا ہے خیال گیسو + یہ وہ طائر ہے کہ لیتا ہے بسیرا دل مین + جلوۂ عشق بنا گوش صنم دیکھو تو + اوتر آیا ہے عجب عرش کا تارا دل مین + کس طرح آ سکے خوشی گرد پھٹکنے پائے + فوج اندوہ کا رہتا ہے طلایا دل مین + اے صبا جسکے لیے ہوتی ہین پریشان خاطر + چاہتا ہے مجھے وہ گیسوون والا دل مین + شومی قسمت اور گردش گردون نے دوست پیا

تو دیکھو کہ بدولت کشش محبت سے اگر آئی بھی تو باہر ہی باہر سے پھر چلے گئے اور ہمین صورت نہ دکھائی ہمارے
دم پر بنی جان پر کیا کیا آفت نہ آئی وہ کہتین بیگم گھبراؤ نہین انشاء اللہ تعالے پھر آوینگے خدا نے چاہا
تو تھوڑے دنون مین یہ غم و الم دور ہو جاینگے تو کہتی صبا لاکھہ قربان کوئی جان کرے ٭ بخدا
وہ صورت کسیکا ہو ٭ صاحبو ایک مرتبہ آنے کا وعدہ تھا وہ اونھون نے وفا کیا اب بھلا کیون
آنے لگے ایک بیچاری مجھہ غریب مصیبت زدہ کے واسطے مصائبات سفر کیون اوٹھانے لگے
ذوق لبون پہ جان عبث سے منتظر وہ شوخ کب آیا ٭ اگر حلیم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا ٭
دلربا جب شہزادی کی بے اعتنائی اور بے پروائی کا خیال کرتی تو کہتی کہ کہنے سے لوگو خدا کی
قسم سچ ہے نہ نہ سمجھے وید چورو کے مریضی دنیا مین کم ہونگے صنوبر جواب دیتی جرأت آہ کیونکر
نہ صدا تیسے وہ پیارا ہوتا ٭ وہ نہین ہم ہین کہ دو جس سے ہمارا ہوتا ٭ یہان تو شب و روز عشق
مین جلنا شمع سان پگھلنا رات دن آہ و زاری ترقیون پہ بیقراری تھی وہان فلک ستمگار درپے
آزار تھا اپنی گھات مین لیل و نہار تھا یعنی شہزادہ سیاہ فام جو فرار ہو گیا تھا جسکا باپ فی النار
ہو گیا تھا چند روز مین دو لاکھہ سوار ساتھہ لیکر چڑھہ دوڑا اور یہ ارادہ کیا کہ یکایک شہر مین جا پڑیے
جو مقابل آئے اوس سے لڑیے پھر محل مین گھسکر بادشازادی بانی فساد کو گرفتار کیجیے اور بادشاہ کو
بھی سزا دیجیے یہان تو ایک دفعہ دھوکا کھا چکے تھے بڑی زک اوٹھا چکے تھے وزیر باتدبیر پہلے سے
ہوشیار تھا ہر طرف سے خبردار تھا جا بجا گڑھون پہاڑون اور ٹیکرون پر مورچے لگا دئے تھے سبلامت
کوچہ کھدوائے تھے قلعۂ فلک شکوہ کے برجون پر توپین چڑھائی تھین کمند کی حفاظت کے لئے فصیل
کے کنگرون پر فولادی میخین جڑوائی تھین فوج نہایت آراستہ ہر طرح کی حرب و ضرب سے پیراستہ تھی
شب کو تین چار کوس تک روندگشت کرتی تھی طلایا پھرتا تھا جو اکیلا دوکیلا آدھی رات پچھلے پہرے
روندوالون کو ملجاتا بے اجازت جانے نپاتا غرض کمال بندوبست تھا کسی کو کسی طرح کا کھٹکا نہ تھا
ہر ایک الست تھا وہ ملعون جو باگین اوٹھائے آیا آگے نہ بڑھنے پایا شہر سے سات کوس پرے ہی
تھا فوج نے وہین روکا گولہ اندازون نے گولا مارے وہین لوکا بادشاہ کو خبر ہوئی تمام شہر مین مشتہر ہوئی
وزیر پچاس ہزار پیدل اور ساٹھہ ہزار سوار لیکر لپکا آتے ہی میدان مین فوج کو جمایا دس پلٹنین
یمین اور دس یسار آگے توپخانہ پشت پر سوار پانچ چار پلٹنین سلامت کوچے مین لٹا دین دس پیادہ
پیچھے مدد کے واسطے رکھین پھر تو وہ جم کے لڑائی ہوئی کہ گاؤ زمین کے پانون اوکھڑ گئے آسمان کے
کنگرے جھڑ گئے زمین ہل گئی اذا زلزلت الارض زلزالھا کا نقشہ ہو گیا دھوین کے بادل بنکے روئی

کی طرح اوڑنے لگے حشر برپا ہوگیا یہان تو یہ جنگ عظیم ہونے لگی وہان اوس آفت رسیدۂ روزگار یعنی صنوبر بیقرار کے کان مین جو دفعتًا توپ کی آواز آئی وہین دل دھڑکا کہ شاید آرام دل کے آنے کی سلامی دغی طبل جنگ صدا پر دھمکا ہوا کہ یہ وردی تھی جب لوگون کو سراسیمہ دیکھا اور شہزادے سیاہ فام کے آنے کا حال سنا چہرے پر مردنی چھا گئی جان سینے مین تلملا گئی بقول شخصے موسے پر سو درے سکتا ہوگیا چھت سے آنکھین لگ گئین دیر تک ٹکٹکی بندھی رہی پھر غش آگیا آنکھین بند کرلین لوگ ایک تو پریشان ہو رہے تھے اور بھی بدحواس ہوگئے جلدی جلدی گلاب چھڑکا لخلخہ سونگھایا بارے خدا خدا کرکے بڑی دیر مین ہوش آیا آہستہ آہستہ بزبان فصیح فرمایا کہ ہاے اے فلک یہ کیا کیا بیٹھے بٹھاے پھر فتنہ اوٹھایا یہ کیسا حشر برپا کیا ارے ظالم ہمنے بے موت مر رہے ہین زندگی کے دن بھر رہے ہین **میر وزیر علی صبا** کس دن شب غم جان کو آفت نہین ہوتی ❊ کس شام سے یان صبح قیامت نہین ہوتی ❊ اب یہ اور آفت اوٹھائی اچھا جو تیری رضا یہ کہکر خاموش ہوگئی روتے روتے پھر بیہوش ہوگئی اب جاے غور ہے کہ ادھر تو فراق کا زور ادھر اس فرساق کا شور ہجر کے غم فلک کے جور و ستم غیرت کا خیال آبرو کا دھیان جن باتون سے تنفر جنکے نام سے ننگ و عار وہی سب بروے کار او سپر مزا یہ کہ فراق جانان جو ایسی مصیبتون مین پھنسا ہے وہی کچھہ خوب جانتا ہے صنوبر کو جو غش سے افاقہ ہوا اور ادنھین باتون کا تصور بندھا تو سنکر کہا لا اعلم غم صیاد و خوف باغبان ہے ❊ دو عالمے مین ہمارا آشیان ہے ❊ سے پھر روکر دعا مانگی کہ الٰہی مین سخت مصیبت مین گرفتار ہون پابند آلام بے مونس و بے یار ہون آجکل ہمپر فلک ستم شعار کی بڑی عنایت ہے کہ ایک ہوا بے تقصیر درپے آزار و اذیت سے تنگ ہے شکایت نہین مگر اب نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن سخت ناچار ہون کیا کرون تو مجیب الدعوات تو قاضی الحاجات سواے تیرے اور کس سے کہون صدقہ اپنے عز و جلال کا مجھہ ناکام کو اس سیاہ فام موذی پلید سے بچا اور بہ تصدق اپنے حبیب کے مجھہ مہجور دور از سرور کو میرے محبوب سے ملا یہ کہکر دل جو بھر آیا خوب روئی پھر قلمدان طلب فرمایا اور با چشم خونبار شہزادۂ فراموشکار بادۂ انبساط کے سرشار کو نامہ لکھا اور کبوتر کے گلے مین باندھکر ملک فارس کی طرف روانہ کیا یہان دل مین طائر غم نے آشیانہ کیا

در ہوش لشکر فیروز اثر صحراے پر فضا مین کیفیت اردوی معلی

اور نامہ پہونچنا صنوبر کا بیقرار ہونا آرام دل دلبر کا پھر متوجہ ہونا طرف ملک فراراب کے شہزادۂ سیاہ فام سے لڑنا اوسکو بھگانا اور شادی کرنا صنوبر سے

پلا ساقیا آب گلنار رنگ ٭ کہ اب ہجر مین ہے بہت حال تنگ ٭ پلا ساغر بادۂ ارغوان ٭ لکھون اک نئے طور کی داستان ٭ میکشان خمخانۂ سخن و تازہ کنندگان داستان کہن رقم کرتے ہین کہ شہزادۂ آرام دل با ہزاران ہزار کروفر لشکر فیروزاثر شادکام فائز المرام منزلین طے کرتا چلا جاتا تھا جب سرحد ملک فارس سے نکلا ایک دوسرے ملک مین پہونچا شہر سے سات کوس آگے جا کے ڈیرے ڈالے خیمے ایستادہ ہوے پلٹنین جو آگے تھین لال پردے کے قریب پہونچکر تھم گئین دو رستہ ادھر ادھر جم گئین نوبت و نفیری بجنے لگی سلامی کی توپ دغنے لگی پلٹنون کی پشت پر سوارون نے کھینچ کے سیف نکالکر سلامی دی جب سواری خیمۂ فردوس منزل مین پہونچی پلٹنون کے نشان گڑ گئے سپاہیون نے کمرین کھولین سوار اوترے گھوڑے رسالون مین بندھے توپ خانہ الگ کھڑا ہوا ایک طرف فیلخانہ بنا ایک سمت رتھ خانہ اور شترخانہ درست ہوا بچھیرے شامیانون کے نیچے خاصے گھوڑے جدا جدا خیمون مین پانچ کوس تک ادھر پانچ کوس تک اودھر سپاہ بیچ مین شہزادے کی فرودگاہ خاص بردار سراپردۂ شاہی کے گرد حلقہ مارے ہوے اپنے اپنے خیمون مین باعیش و آرام پہرے چوکی والے ہوشیار سب خبردار ادھر پلٹنین اودھر خاص بردار اودھر توپ خانہ اودھر سوار بیچ مین اردو بازار آراستہ ہوا دوکانین جم گئین کٹورہ بجنے لگا ہر ایک اپنی اپنی دوکان سجنے لگا حلوائی نان بائی کبابی عطار پنساری کنجڑے برف والے خوانچہ والے تنبولی پھول والے کوئی آواز لگاتا ہے ملائی کی برف کے کوئی سناتا ہے حلوا سوہن ہے جاڑے کا کبھی ندا آتی تڑاقا ہے ہٹی مین کبھی صدا آتی گلاب جامن ہے مصری کی ڈلیان کوئی بولا لونگ چڑے کباب کسی نے کہا گنٹھے ہین موتیا کے اور دو رستہ جابجا ساقنین عجب آن بان سے کورے کورے مدارے تارنے کیے چلمین برابر برابر آگے رکھے ہوے اومین سلفے کا تماکو جما ہوا اگڑ والے پھرتے گلے مین خلتہ ہاتھ مین حقہ دو چلمین ایک طیار حقے پر دو سر مین رومال وہ خلبہ کے اندر لشکر کی رنڈیان نوجوان پانؤن مین زرد مخملی بوٹ گلبدن کا پاجامہ سامر لیٹ کی چوڑی چوڑی گوٹ دیکھنے والون کا جی لوٹ پوٹ لاہی کی انگیا کرتی مصالحہ ٹکا کرتی سر کی پیٹ کھلا اوپر سے دوشالے کی فرد

اوڑھے ہوئے چولی کھنچی ہوئی دامن وشفاف سجلکے کا موباف ہی جمی گاوی کُلہ میں وبی ہاتھون مین
سرو ٹے رنگے ہوئے پانوٴن مین تین تین چھڑے گلے مین چمپا کلی دھکدھکی بازو پر نورتن ناک مین کیل
بالا کانون مین سادہ پتے بالیان نازسے پاینچے اوٹھائے تیوری پر بل ڈالے ناک بھون
چڑھائے اینٹھی ہوئی بجال کیا تمام لشکر مین دھوم ڈیرے پر عاشقون کا ہجوم جون ٹکتے
مین ڈالے باندیان ہاتھون مین سنبھالے نشۂ مردانگی کے متوالے الیلون کی طرح بازار
مین ٹہلتے کوئی جلسے مین بیٹھا طنبل بجاتا کوئی لکھنو کی ٹھمری گاتا غرض یہ کہ جنگل مین منگل ہوگیا
آرام دل مع ترقی خواہان وجان نثاران زربفت کے شامیانے کے نیچے جواہر نگار
کرسی پر بیٹھے سیر وتماشا مین مصروف تھے خیمۂ سلطانی مین ملکہ جہان اپنی خواصون اور سہیلیون
کے ساتھ بیٹھی تماشاے صحرا وصحن فرودگاہ مین واقع تھا ملاحظہ کر رہی تھی یاد وطن مین ہردم دم سرد بھر
رہی تھی کہ اس عرصے مین ایک کبوتر بے قرار ومضطر پیاس کے مارے تھرتھرآتا پانی کی طرف
جاتا نظر آیا ملکہ کا جی للچایا فرمایا اسے پکڑو خبردار جانے نپائے مگر پانی پی لینے دو جب کبوتر پانی
پیکر سنایا اور پر کھولکر اڑا چاہتا تھا کہ دو چار خواصین لپکین دوپٹہ ڈالکر پکڑا قمر النسا الائچی نے جھپٹ کر
گود یا ملکہ نے اوسے ہاتھون مین لیکر پیار کیا طائر تیز بال ہماے فرخندہ خصال فرخ فال کے گلے کی
بال جو ہوا سے اوڑے ایک کاغذ نظر آیا ملکہ نے ٹٹولا پھر جلدی سے کھولا اور پڑھا لکھا تھا



نامہ از مصنف

اے جان وجہان جان عالم
اے عاشق نازحسن افروز
اے گلبن بوستان عالم
اے ہمدم دیار حسن افروز
اے غنچۂ گلشن تمنا
اے ہیچ دلربائی
اے بلبل شاخسار زیبا
اے گوہر درج کج ادائی

اے بانی ظلم و جور و آزار
اے درد حسن کی باختہ ہوش
اے باعث شوق کی تمنا ہے وداع
تو جھپ لب ترا شگفتا
ہے اب تو یہ حال اودلارام
لاغر نزار وہ ہجر مین تمھارے
لیفین تری ہجر مین پریشان
لکھے دن نے بڑی جفا اوٹھائی
یا تک تو جو کچھہ گذرتی ہی خیر
شہزادہ سپاہ فام آیا
انگریز کوئی دم مین ہو دل کا خلل
کیا دیکھین فلک کھائے افسوس
بیتابی دل ستا رہی ہے
یہ نامہ سخن کا قاصد لے

اے ظالم و قاتل و ستمگار
اے بہمہ شکل فتنہ فراموش
اے دل جان کے جلا ہوا
پژمردہ کنول سے پھوٹے دل گی
روتے ہین حسرت روز و شام
جلتے ہین اب آہ کرکے
آنکھین تیرے واسطے ہین گریان
کسدن ہجر کی لادی کو کل آئی
پیام آگے کچھ اور وشتے سیر
دولا کہہ سوار ساتھہ لایا
خلقت کو بنائیگا وہ بسمل
افسوس ہے ہائے ہائے افسوس
جان اب تو لبونپہ آرہی ہے
اور جلد جواب اسکا لاوے

اے عاشقان زار مہ جبینان
اے باعث صد عاشق زار
[illegible]
وعدہ تو کیا تھا ہاتھ سے جانے
سے راتون کو آہ گریہ زاری
فرقت کے سبب [illegible]
ابرو کا قتل تو ہی نقص
کیا حالت جسم ناتوان ہے
گردن کی جھکین اب بتا مین
آتے ہی لیا ہے شہر کو گھیر
تاراج کریگا ملک دل کو
گر زیست ہا ہی ہوتی جاتی ہو
ہم زیست سے ہاتھ اٹھا

اے زخمی غمزہ و حسین
اے وعدہ خلاف محو
یاران کو ہم ہجر کا ترسے
سدی شین چھوٹی ہوائے
دن کو تڑپ اور بیقراری
ہے سارے بدن کو بیقراری
آنکھون سے مدام خون لو
جان تب کوئی دم مین لب پہ آئے
حال دل غمزدہ سنائین
قسمت کا لکھا دونکو ہی بھیر
لینا تیکا مجھہ سی معتمل
اب بہر خدا یہان قدم ڈالو
گرچہ کہ قابل جفا ہین

نامہ پڑھتے ہی ملکہ کے آنسو گر پڑے بے اختیار دل بھر آیا خوب روئی اوسی دم شہزادے کو بلایا خط دیا اور فرمایا کہ ہائے عشق کمبخت بھی کیا بری بلا ہے جسکے مریض کو کبھی صحت نہین ہجر مین تڑپے دیدار کو ترسے تمام عمر فراق مین ہزار طرح کے صدمے اوٹھائے آخر تمام ہو پھڑک پھڑک کر مر جاے جان سے گذر جاے مگر وصال تاقیامت نہو افسوس جسے دیکھا گور کنارے دیکھا جانبر ہوتے کمتر جان کھوتے اکثر سنا لا اعلم یہ عشق وہ ہے کہ تہہ کر دم مین آب کرے ٭ لگاوے دل وہی جسکو خدا خراب کرے ٭ عاشق ازل سے ابد تک وصل سے محروم ہے معشوق باوفا پیدا نہین کوئی والہ و شیدا نہین اگر ایک آدھ ہوا تو اوسکا اعتبار کیا النادر کالمعدوم ہے واللہ بتون کے دل مین مہر ذرا نہین یہ بیوفا کسیکے آشنا نہین کوئی مرے یا جیے انھین مطلق پروا نہین وہ جو کبھی عاشق کا غم کھاتے ہین بسر رحم آتے ہین تو یہ تائید ربانی ہے اوسکی عنایت کا سبب ہے ورنہ کرم انکا ستم ہے لطف انکا عین غضب ہے یہ سنکر شہزادے نے کہا کیون صاحب صنوبر پر تو یہ مصیبت ہو اور تمھین یہ عیش و عشرت ہو اللہم زد ولا تنقص آرام دل تو بڑے چلبلے ہو شدت و مسافت تھے کہنے لگے بھلا بتاؤ تو کیا تدبیر کرین جواب قلم انداز

یا تحریر کرین ملکہ نے فرمایا کیا خوب سبحان اللہ کیا کہنا اگر ایسی حیا کا جامہ پہنا ہے کچھ کہو تو شرم نہیں جسکے دل مین محبت آنکھ مین مروت نہ ہو وہ ہمارے نزدیک بشر نہیں صاحب برائے خدا جس طرح ممکن ہو صنوبر کے پاس چلو اور اس بیکسی مین اوس غمزدہ کا نام و نشان لو الغرض
آرام دل نے کہا بہتر اگر یہ خطا آپنے ہم نے بھی یہ آپکی خاطر ہے بہتر ہوگا کہ تو بھی
سے چلیے بندہ چلنے کو حاضر ہے غرض بہرات رہے پھر کوچ ہوا دو منزلہ سہ منزلہ کرتے
داراب کی طرف چلے وہان کا حال سنیے کہ سات روز تک وزیر خوب لڑا آخر
بد انجام یعنی شہزادہ نسیم فام نے یلغار کیا اور ادھر کی فوج پر آ پڑا اسقدر
تلوارین تیغون سے چمکا یا ان نے کہ دونون لشکر مل گئے تماشہ قوی قوی
کشتی طمانچہ کی نوبت آئی تو تیغا نے فرصت پائی وہ خونریزی ہوئی کہ روح قبض کرنے کرتے
حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ہاتھ تھک گئے دوڑتے دوڑتے پانون تھک گئے
کرتے کرتے عاجز آئے دونون دوماک دونون گھبرائے بھاگ گئے ایک
جہنم مین چلا گیا دوسرا جنت مین داخل ہوا استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ غرض
لڑائی ہوئی دشمن بالی آتا تھا ادھر کی فوج کا جی چھوٹا جاتا تھا شہر مین کھلبلی تھی السان
تھی بادشاہ اور بیگم صاحب سے گھبرائے جو اس تنگ محل مین صنوبر کے پاس
زمین پر سجدہ کرتے تو حال انکی طبیعت بڑی بوڑھیان مصلے پر رکھتین بادشاہ لڑکی کو
گود مین لیے چھاتی سے لگائے نادعلی پڑھ پڑھ کے دم کرتے تھے ہر دم سرد کھینچتے تھے صنوبر
ماں باپ کی یہ صورت دیکھی پر یہ رنگ فق ہجوم غم سے سینہ شق آنکھ سے آنسو جاری کچھ عجب عالم طاری
دانتون مین دبائے ادھر ادھر تکتے بندہ بولی آواز سنتی ادھر ادھر سر دھنتی خوف سے ہراسان
زندگانی سے ہاتھ دھوئی ہوش و حواس کھوئی ہوئی حسرت ارمان اور جسکے شہر در زبان رنگ
تھے جو مقسوم مین تھے لوٹے کا ارادہ تو یہاسے دل یہان تو یہ حال تھا
وہان آرام دل نے ملک داراب مین پہنچکر شہر سے دو کوس ادھر خیمہ ڈالا ملکہ نے شہزادے
سے کہا ہمین صنوبر کی ملاقات کا کمال اشتیاق ہے اگر اجازت ہو تو جائین شہزادے نے کہا
بسم اللہ کیا مضائقہ غرض ملکہ کی سواری تو شہر مین آئی اور شہزادے نے مع سپاہ رزمگاہ
کی طرف گھوڑے کی باگ اٹھائی شاہ کو پتہ لگا ملکہ حسن افروز کے آنے سے آگاہ ہوا
فوراً سوار ہوا اور شہزادہ کی تمنا سے دیار مین روانہ وہ شاہ ہوا سیان خواصون نے جلدی

جلدی رنگ محل کو آراستہ کیا لوگ سنبھل بیٹھے پوشاکین بدلین صنوبر نے جو سنا شاد و شاد ہوئی
بند غم قید الم سے آزاد ہوئی شکر کیا اور کہا مصرعہ نکہت چلی جسم سے اے شمع پے استقبال
نکہت زلف لیے باد صبا آتی ہے ٭ پھر بال جو بال بہت تنگ کیے ہوئے تھے سر کا گرد سٹ
کیے دوپٹہ اچھی طرح اوڑھا گہنا سہنا جواہرات کے مرصع زیور جو بدن سے ڈھیلے ہو گئے تھے دو ہی
کھینچ کھینچ کر چست کیے ذرا آدمی کی شکل بنی ناگاہ جس افروز مہر النسا اپنی خواصون کے ہمراہ
بڑے تکلف سے رنگ محل مین آئین صنوبر معشوق شکستہ دل بیمار و نزار اتنی کو اٹھی جھک کر
سلام کیا ملکہ نے کہا بوڑہ سہاگن صنوبر نے جواب دیا کہ یہ سہاگ خدا آپ ہی کو مبارک رکھے یہان
فراق مین تیری لذت اٹھائی خوب مزے چکھے بندی باز آئی کیسی محبت کہان کی آشنائی ملکہ بولی
صاحب کیا خوب جورو بنکے مکرتی ہو نکاح کروا کے بھول گئین میرے پاس تو طلبی کی دستاویز
موجود ہے غرض یہ رمز و کنایہ ہو کر پھر آپس کی ملاقات ہوئی صنوبر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر چند خواصون
کے ہمراہ زمرد محل مین گئی وہان سے کوسون کا میدان لشکر کا سرچوان نظر آتا تھا یہ دونون
پتھر کی جالیون مین سے لڑائی کی سیر دیکھنے لگین دیکھا کہ فوج عدو ہزار در ہزار ہے ادھر سے



لوگ بھاگے آتے ہین ادھر سے بار مارے پھر گیا دیکھتی ہین کہ شہزادہ سمند برق دم پر سوار سر پر
تاج شاہی ہاتھ مین وہی قیمتی سجا سے تلوار کھینچے لاکھ ڈیڑھ لاکھ سوار سب کا ایک پرا تلوارین سونتی
گھوڑون کو میٹھی میٹھی پوئی اوٹھائے دشمن سے کترا کے بائین طرف جھکے وزیر جو پہلے سے اڑا ہوا
تھا گھوڑا جھپٹا کے شہزادے کے قریب آیا آتے ہی قدم چوم لیے پھر کچھ مشورہ کر کے آرام دل

نے رخش کی باگ اوٹھائی فوج مین دوڑا جا پڑا دشمن کی جان پر آفت آئی خوب داد مردانگی دیکر
سوار سپاہی کا ہاتھ پھر پھر لگایا سر پیرا کہین اوترا مع گھوڑے جا گرتے کرتے کہین زمین پر
دو ٹکڑے آیا اوس روز مین بہت تک وہ دونون جب پیدل پیدل پر ہاتھ اُٹھایا مطلق نظر نہ آیا جیسے
صابون مین سے تار ہی نکل گیا مارتے مارتے سنہرا کردیا دشت لاشون سے بھر دیا حساب کیا تو
کئی حصے ... ایک ایک شکار ... آیا بہت سے سوارون کی تلوارین پیاسی ... اونکا
ہر دون کو سیہ رنگ بنایا ... اپنے بدن پر کچھ لگا کے تھوڑا بہت خون جتایا ملکہ حسن افروز
اور صنوبر دلسوز دونون ہانپتی ہوا سامنے نہین تھین بال کھولے ہوئے گھبرا گھبرا کے قبلہ کی طرف
ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے دعا ... مانگ رہی تھین بارے شکر خدا کہ شہزادہ دشمن ... ہوا جو
پیش شاہ واراب ہوا فوج عدو مین سے کوئی شہزادہ بچا سب وہین کھیت رہے مگر شہزادہ سیاہ ہم
بچا جان بچا کر بھاگ گئے بادشاہ شہزادے کے قریب آئے قوت اور جوانمردی کی تعریف کر کے ہاتھی
پر سوار کر کے محل مین لائے ملکہ حسن افروز اور صنوبر دونون زہرہ مشتری پھر نگ محل مین آئین
دس ہزار اشرفیان شہزادے کے صدقے کین اوسی دم جابجا مسجدون اور مدرسون مین فقرا
طلبا مساکینون کو بھیجا این پھر شہزادے کو طلب فرمایا وہ تشریف لایا صنوبر کا عجب حال ہوا
فرط سرور نشاء محبت سے چہرہ لال ہوا آرام دل جون جون قدم زمین پر رکھتا تھا صنوبر کی
آنکھین بچھی جاتی تھین دل استقبال کو باہر نکل آتا تھا شوق وصال دل مین گدگدی کرتا تھا دم
بدم ستاتا تھا شہزادہ آکر مسند پر بیٹھا مگر جیسے کوئی مہمان آتا ہے یا معشوق کر اپنے عاشق سے
شرماتا ہے اول ہی ملاقات مین چھپا جاتا ہے صنوبر نے ملکہ سے کہا بہن اسنے ملال سے تیرا
صدمہ کمال ہے کہ یہ اتنے دنون کے بعد آئے مگر بھولے منہ سے یہ بھی نہ کہا کہ اس عرصہ مین تجھپر
کیا گذری یا اب تیرا کیا حال ہے ملکہ نے کہا بہن یہ بڑے بیوفا ہین اپنے مطلب کے آشنا ہین
یہان تو یہ میرے دباؤ سے آئے ہین ورنہ یہ تو درکنار تم کبھی انکا سایہ تک دیکھتین یہ وہ بیمروت
پر دغا ہین شہزادے نے فرمایا بس ذرا خوشامد کیجیے خاطر کی نہ لیجیے وہ باتین بھول گئین مرا یاد کرد الزام کا
ہمپر نہ دھر و جانتے ہین آپ کو اسنے کمال محبت ہے آج کی نہین مدت سے ہے اور بندہ تو بیمروت
ہے ملکہ بولی ہان بجا ہے اسمین شبہ کیا ہے محبت نہ تھی تو آئے کیون تمھین زبردستی یہان لائے
کیون قصور معاف ہو اگر مرآت دل زنگ کدورت سے صاف ہو کبھی ایسی باتین زبان پر نہ آئین مگر
تمہاری تو ان دنون فرمائی پر طبیعت بڑھی ہوئی ہے ہر وقت آستین چڑھی ہوئی ہے ہر ایک سے

اوسے سمجھتے ہوا اپنا سا سب کو سمجھتے ہو میاں انور شکر حسد کا نام نہین ہوتا تو بیت مین لڑائی جھگڑا کج بحثی اشرافون
کا کام نہین صنوبر نے جھک کے کہا خدا کے واسطے جانے دو درگذر کرو اس سے کیا حاصل بس چپ رہو
حضرت غالب شکوے کے نام سے بیحد خفا ہوتا ہے ✽ یہ بھی ست
کہ کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہے ✽ غرض دیر تک یہی صحبت رہی طعن و تشنیع راز و نیاز چھیڑ چھاڑ بناو
بگاڑ شکر رنجی کی باتون مین عجب کیفیت رہی پھر ملکہ حسن افروز صنوبر کی ماں کے پاس آئی اور سلام
بجا لائی اوسنے چھاتی سے لگا لیا بڑی تعظیم کی آنکھون پہ بٹھایا اور فرمایا کہ بی بی صنوبر ہوا اپنی لونڈیون
کے برابر بلکہ اون سے بدتر سمجھنا وہ کبھی سمجھتا ہی تمہاری تابعداری سے منحرف نہوگی ملکہ نے سر جھکا لیا اور
شرم سے کچھ جواب نہ دیا پھر صنوبر کے پاس گئی شب بھر وہین رہی تمام رات عیش و نشاط مین
بسر ہوئی ہنستے کھیلتے سحر ہوئی دونون کا بارہ ملگیا ایسی محبت ہوئی کہ سلف سے آج تک
کسی مین کم ہوئی ہوگی صنوبر شہزادی کی شادی شہزادے سے پہلے ہو چکی تھی مگر ولیما کے نام
مین بڑا اختلاف تھا سلطان عالم آرام دل اور شہزادہ سیاہ فام مین بڑا اختلاف تھا دوبارہ
عقد کی صلاح ہوئی بادشاہ نے پانچ تخت سنگ شرقی کا چبوترہ بنوایا اور ستائیسوین رمضان المبارک
بعد نماز جمعہ شہزادہ بلند بخت کیوان بارگاہ کو اوسی چبوترے پہ بٹھا کر موافق شرع شریف دین
مبین زادہما اللہ شرفاً خطبہ نکاح پڑھوایا دہ درہم شرعی پہ مہر بندھا پھر شاہ نے اپنا تاج شہزادے
کو پہنایا سیف کمر سے باندھی قلمدان آگے رکھا سلطنت کا مالک کیا یہ جہیز دیا اور آپ اوسی روز
سے دنیا کو لات مارکر قناعت گزین ہوا سب سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشین ہوا نوشاہ نے اون اشرفیون
کو لٹا دیا اور طعام ولیمہ تقسیم کیا دوسرے روز جب شاہ مشرق اورنگ فلک پر جلوہ افروز ہوا
آرام دل نے تخت پر جلوس فرمایا اور صنوبر کے بھائی اپنے سالے کو جو بہت صغیر سن تھا
گود مین بٹھایا امورات ممالک شوریدہ آرائین سلطنت بحسن و خوبی انجام پانے لگے بنا ظلم و ستم
منہدم ہوئی لوگ آسایش پانے لگے ہزار طرح کے آرام پانے لگے غرض شہنشاہ کشورستان
آرام دل جان جہان دونون شہزادیون کے ساتھ جشن مین مصروف ہوا عزم وطن بالقوہ رہا مگر
بالفعل موقوف ہوا

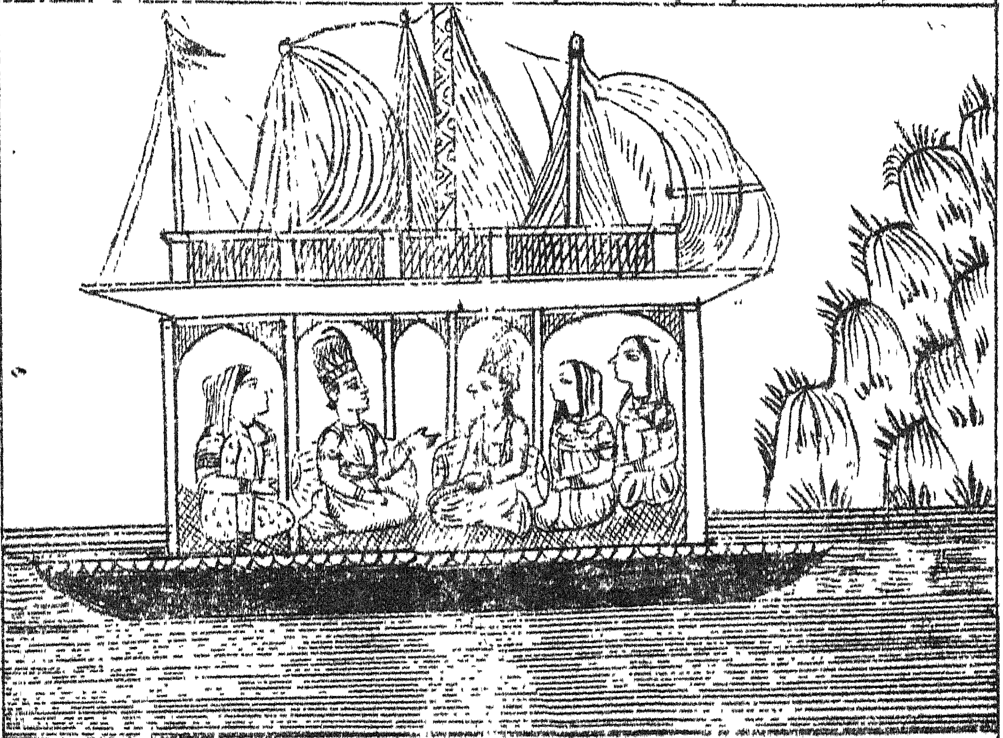
روانگی آرام دل سوی وطن طلسمی شیشے کے جہاز پہ سوار ہونا شہزادہ سیاہ فام کے دام مین گرفتار ہونا اوس ملعون کا توپ مارنا جہاز

کوتاہی سے گھاٹ اوترنا شہزادہ اور شہزادیون کا تباہ ہونا پھر بعنایات مباح المتفرقین بچھڑون کا ملنا اور سیم تن کا پیادہ ہونا

شناوران قلزم معانی احوال غواصان بکف تیاوردہ گوہر مقصود غریق بحر ناکامی نا آشنائے بیان و سوء گفتہ ہین کہ ایک روز شہزادہ آرام دل باہم ملکہ حسن افروز اور حسنو خواص قلعہ مشمن برج پر لب دریا بیٹھا کیفیت تلاطم امواج اور تماشائے حباب و جلوہ گرداب ہوا کا زور پانی کا زور و شور دیکھ رہا تھا شراب کے نشہ مین ملکہ سے کہنے لگا بیگم تم نے کبھی پانی کے اندر جاکر سیر کی ہے آبی جانورون کے مکان انکے انڈے بچے انکا چلنا پھرنا یہ کیفیت کبھی دیکھی ہے ملکہ بولی ہان نہین لہرائی خوب دل مین سمائی بھلا پہلے یہ تو فرمائیے انسان کا کام ہے کہ دریا کے اندر جاوے اور سیر کر کے سلامت پھر آئے حضرت سلیمانی کے سفینے مین البتہ سیر کی ہے خدا کی قدرت سے جانور کیا دریا مین ملک آباد ہین صاحب تخت و تاج امیر وزیر محتاج ہر طرح کے لوگ رہتے ہین شہزادے نے کہا تم نے تو کتاب مین لکھا دیکھا ہے ہم اگر تمھین کشتی پر سوار کر کے پانی کے اندر لیجائین اور سب سیر دکھائین تو کچھ انعام دو گی ملکہ نے عرض کی کہ واقعی آب رواں کے دیکھنے سے آدمی کی عقل تیز ہوتی ہے سیر دریا جنون خیز وحشت انگیز ہوتی ہے اگر حضور کے ذہن مبارک مین کوئی بات آئی ہے طبیعت لہرائی ہو تو عجب نہین آرام دل نے فرمایا ہان ارادہ ہے کہ سفینہ آبگینہ بنواؤن اور حسینان سمیت اوسی پر سیر کرتا ہوا جاؤن پھر زمرد محل مین آکر سفید دیو کو بلایا وہ آیا شہزادے نے کہا ایک جہاز چاہتا ہون جس مین بالکل حلبی آئینے لگے ہون اور کل کا کام کل سے نکلے کل دبانے سے پانی کے اندر رواں ہو جب ٹھہرائین ٹھہر جاوے ذرا اشارہ پاوے اوپر اوبھر آوے پھر جب پرزہ دبائین تہ آب ہو جاوے اور رواں ہو دیو بولا بہت خوب کل زیر قلعہ اوسکا لنگر ہوگا جیسا حضور نے ارشاد کیا ان شاء اللہ تعالے اوس سے بہتر ہوگا دیو تو یہ کہکر رخصت ہوا شہزادے نے محمود کو مع فوج ملک خاندیس کی طرف کوچ کا حکم دیا اور فرمایا کہ ما دراء النہر مین بحر عمان کے کنارے ہمارے منتظر رہنا کسی سے یہ حال نہ کہنا اوس نے حسب الارشاد سفر کا سامان کیا شب کو سب افسرون کو حکم سنا دیا جب ماہ غواص محیط ظلمت ساحل مغرب مین ڈوبا اور مہر آشنائے بحر سپہر کنارۂ مشرق سے ابھر آتا نکلا محمود لشکر لیکر مع خزانہ روانہ ہوا ادھر جہاز بھی آپہونچا آرام دل نے دربار عام کیا کیا خوب انتظام کیا کہ اپنے سالے کو سہرے کی جگہ اورنگ نشین

کرکے تاج بخشا خرچ معاف کیا واقعی بڑا انصاف کیا جب اس سے فرصت ہوئی شاہزادہ آگے
خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا رخصت طلب کی اوس دل سے کشتی اجازت دی ملکہ
حسن افروز نے وہین کہا کہ حضرت انھین منع کیجیے دریا کی راہ جانے نہ دیجیے سنتی ہون ایک
جہاز آیا ہے نہ جانے کہان سے منگوایا ہے کسنے بھیجا ہے کون لایا ہے پانی کے اندر
چلتا ہے ہوا سے کچھ سروکار نہین باد موافق کا مخالف پانی کے اندر ڈوب کے چلتا ہے عقل
متقضی نہین کہ اوسپر سوار ہون اسکل سے ہکتا ہوا وقت جانین گنوائین بنتے بچاتے دیکھے
اوٹھائین اور دیدہ و دانستہ سفینہ عمر زورق زندگانی کو ورطہ ہلاکت مین ڈبوئین زبردستی ہان کہنا
کہان آیا ہے کوئی حدیث سے کوئی آیہ ہے بلکہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ خدا نے یہی فرمایا
ہے شہزادے نے کہا دریا مین فتنہ انگیز ہوا ہے اکثر فساد اسی سے ہوا ہے جب
اوس جہاز کو ہوا سے علاقہ نہین تو پھر کچھ پروا نہین یون تقدیر کا علاقہ جدا ہے اسمین گفتگو
نہین ان اللہ علی کل شیء قدیر ہر چیز پر قادر خدا ہے ورنہ ذرا سوچو تو ایسا غریب بھی کہین غرق
ہوتا ہے پانی مین جانے کل کے جہاز اور بادبانی مین بڑا فرق ہوتا ہے یہ کہکر جہاز پر تشریف لایا
شاہ دوراں نے ملکہ کو سمجھایا اور فرمایا کہ صاحبزادی ہم مجبور ہین وہ مختار ہین بخدا فرقت گوارا نہین
مگر مشیت ایزدی سے چارہ نہین کیا کرین ناچار ہین لازم ہے کہ تم بھی اوسکا حکم بجا لاؤ جہان جس
طرح لیجائین بے تامل جاؤ ضد نہ کرو ذرا سی بات پر نہ اڑو شوہر کی عدول حکمی مین خدا اور رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے وہ اگر آگ مین جھونک دین اوسے گلزار جانو یہ تو بھلا پانی
ہے لو بسم اللہ تیار ہو وہ منتظر ہونگے چلو جہاز پر سوار ہو یہ کہکر صنوبر کو ساتھ لیا ملکہ حسن افروز
کا ہاتھ مین ہاتھ لیا اور قصر وزارت سے نکلکر لب دریا تشریف لائے ملکہ نے دیکھا شہزادہ
سوار ہو چکا صنوبر کا ہاتھ پکڑے مع قمر النسا اور دلربا چند خواصون کو ہمراہ لے جہاز پر پہونچی اور
فرمایا بسم اللہ مجریہا و مرسٰیہا جب سب سوار ہوے جہان پناہ بہت اشکبار ہوے خوب رو
نے رو رو کی کہرام مچایا پھر سب نے دعائین دیکر رہے ملاہین لین ملکہ نے صنوبر سے کہا خدا خیر کرے
شگون بد ہوا ادم رکھتے ہی کان مین رونے کی آواز آئی یقین جانو جہاز کی سواری شہزادے
کو نا ساز آئی بے طور دریا سے الم موج زن ہے رہ رہ کر دل جوش مین آتا ہے ہر چند سنبھالتی
ہون لیکن لطمہ اندوہ و غم مین خود بخود دل ڈوبا جاتا ہے میر وزیر علی صبا گردش سے
آسمان کے چکر رہے ہین ہم ٭ کشتی ہماری گھوم رہی ہے بھنور کے ساتھ ٭ غرض شہزادہ

آرام دل تو مسرت سیر و تماشا کا بلکہ حسن افروز غواص گرداب تفکر صنوبر غرق یا
سحر غم والم کی آشنا دو گھڑی جہاز ادبر یا پھیر سکا کہ پانی کے اندر ڈوب کر روان ہوا ڈوبتے ہی ایک
منور مہر درخشان کی طرح چمکتا ہوا نمایان ہوا اسکی چھت مین ایک حلبی آئینہ مدور آفتاب سے



زیادہ درخشان ہوا جہاز کی یہ قطع تھی بہت عریض اور طویل سربلند سب جہازون سے دو چند دیوارین
مع سقف بلور کی نور کے سانچے مین ڈھلی ہوئین شیشہ چار انگل کا دل دار جہاز بالکل کلدار نیچے صندل
کی تختہ بندی لوہا نام کو نہین تمام نقرئی اور طلائی کام اندر متعدد کمرے سجے سجائے فرش فروش
آراستہ شیشہ آلات سے پیراستہ دن کو طلسم سے مہر درخشان روشن رات کو شمعہاے مومی اور کافوری
کی روشنی سے انجمن کا جوبن ہر ایک مکان مین علیحدہ علیحدہ مسند تکیے لگے ہوئے چھپر کھٹ پھولون
سے لبے ہوے پردے چھوٹے ہوے اوچھے کیے ہوے ہر چھپر کھٹ مین پنکھا اس قسم کا کہ جبتک
شہزادہ آرام کرے خود بخود اسکو حرکت رہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے دل کو فرحت رہے گلدستون
مین نئے نئے رنگ کے گل بوٹے جنکو باد خزان کی ہوا نہ لگے کبھی جھڑے نہ ٹوٹے پرستان کے میوے
کشتیون مین سے انگور شیشون مین ہر کمرہ سجا ہوا ایک سے ایک اچھا سامان عیش ہر جگہ مہیا صحن
کا طول نہایت معقول بیچ مین مختصر سا خانہ باغ روش پٹری نازک نہر جاری فوارے سب کیاریان
قطع دار ادنمین موتیا چنبیلی سوسن کیتکی موگرا مدن بان نرگس لالہ نافرمان گل صدبرگ کی بہار ہر چمن

کے گرد چینی کے نرگس دانون مین میوہ دار درخت سراسر بلندی مین قد خوبان کے برابر جنکا پہل تصور سے منہ مین آئے جانور قصد سے لب تک آکر کباب ہوجاے سر شاخ ہر غنچہ و گل بلبل ہزار داستان کا جہوم جہوم کر چہکنا پہولون کی خوشبو سے تمام جہاز کا مہکنا لب جو سرو اور شمشاد کے نئے نئے پودے پر قمری کی صدا فاختہ کی کوکو چہوٹے چہوٹے پیوندی آم کے درختون پر مور کا شور کوئل کی توتو مین بلبلین سیب کا فرش اوسکے سبزہ وصل بین سبزہ نوخیز نرگس دانون اور کیاریون کی مٹی عنبر ہیز پر پیدا دام سیمبر زرین کمر زمردین بال جہاز کے موکل سرگرم کار شہزادہ آرام دل جب یہان سے روانہ ہوا فلک تفرقہ انداز کو جہاز کی سواری دریا کی سیر کا بہانہ ہوا یعنی اوس نا فرجام شہزادہ سیاہ فام کو یہ خبر پہونچی کہ آرام دل مع پریوشان حور شمائل نہر کی راہ اسی طرف سے بسواری جہاز اپنے وطن کو جاتا ہے جہاز شیشہ کا ہے پانی کے اندر چلتا ہے نہایت سریع السیر ہے کل دبانے سے اوپر نکلتا ہے یہ سنتے ہی زیر قلعہ آیا کمال خوش ہوا پہر گردون نے فریب دیا دام مکر پہیلایا شہزادہ سیاہ فام نے اپنے اہتمام سے بہت بڑا جال فولادی دریا مین ڈلوایا اور منتظر وقت رہا شام کو جال ڈالا اوسکے دوسرے روز قریب دوپہر طرفہ ماجرا روبکار ہوا کہ گہردون دام صیاد مین گرفتار ہوا جہاز جو رد کا کار پردازون نے کل دبائی جہاز سطح آب پر آیا مگر فولادی جال مین اولجھہ گیا مطلق نہ چل سکا یہ لوگ مستفسر حال ہوے جہاز رکنے کا سبب پوچہنے لگے اودھر قلعہ پر مورچہ بندی تہی جب جہاز توپ کی زد پر آیا اوس ملعون نے نشست باندھہ کر نشانہ لگایا گولہ آتے ہی چہت پر لگا اوسنے کام تمام کیا جہاز کو تباہی کے گہاٹ اوتارا بیٹھے بٹھائے دشمن نے میدان مارا جہاز کے ٹکڑے اوڑ گئے پاش پاش ہوگیا کسیکو کسیکی خبر نہی کون کدھر گیا کون جیتا رہا کون مرگیا صبا ہر گہڑی اک طرفہ دکھلاتا ہے رنگ ❊ واہ کیا نیرنگ ہین افلاک کے ❊ ناگاہ اوس وقت سیمتن پری کا وہان گذر ہوا اوسنے جو یہ کیفیت دیکھی ملکہ حسن افروز اور قمر النسا کو کہ یہ دونون بیہوش بلکہ گرم آغوش قریب الہلاکت عنقریب غرق ہوا چاہتی ہین اوٹھا کر اپنے تخت پر سوار کیا اور لے اوڑی چند ساعت مین اپنے باپ کے پاس جو کوہ قاف کا شہنشاہ معظم تھا جا اوتارا اور جلد جلد عود قمارے عنبر سارا انگیٹھیون مین سلگا کر ان دونون کی برودت اور خنکی کو دفع کیا پہر بعد کامل کے بعد ملکہ کو ہوش آیا ایک پیر مرد باریش سفید تاج جنری بر سر عباے زر در بر اور ایک پری نازنین کو اپنے بالین پر موجود پایا گہبرا کر اوٹھہ بیٹھی حیرت سے ایک ایک کا منہ تکنے لگی سیمتن پری نے ملکہ کو بصد ادب سے سلام کیا اور اپنے باپ سے یہ کلام کیا کہ حضور یہ شاہ فارس آدم زاد کی صاحبزادی ہین اور شہزادہ

آرام دل پسر شاہ چین کے شہزادے ہین یہ سنکر شاہ قاف نے بڑی تعظیم کی ہاتھہ پر بوسہ دیا اور کہا کہ صاحبزادی زہے نصیب ہمارے کہ تمنے ہمارے غریب خانے کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے فردوس برین فرمایا اور خوش طالع ہمارے کہ تمنے تمکو دیکھا پھر سمتن سے کہا کہ انکو گلستان ارم مین لیجاؤ وہان کی سیر دکھاؤ ملکہ اوس سلیمان ثانی کے اخلاق دیکھکر ششدر تھی پری کی محبت اور خاطرداری سے متحیر تھی سمتن پری ملکہ کو لیکر ارم مین لیگئی سبحان اللہ عجب باغ تھا کہ اگر اوسکے ایک تختے کی تعریف صد ہزار تختہ کاغذ پر بخط ریحان لکھون تو عقل سے دور ہے مگر حکماؤن کا دستور ہے کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اس واسطے مشتے نمونہ از خروارے کچھہ مختصر لکھنا ضرور ہے کہ روش پٹری بلور کی درخت جواہرات کے جڑ مونگے کی ٹہنیان پکھراج کی پتے زمرد کے پھل یاقوت کے اکثر درختون مین مثل خوشہ انگور لعلون کا گچھا اور تاک مین مروارید کلان بیضہ کبوتر سے دو چندان درختون پر بطور قدرت حق کا ظہور طوطی کے زمرد کے پر یاقوت کی منقار گفتگو مین سحر بیان لعل حقیقتہ لعل مگر خوش الحان بارہ دری عالیشان چارون طرف دیوارین ہیرے کے پتھر یاقوت کی اینٹین اندر پکھراج کی صحنچیان زبرجد کے دالان یہ سب کچھہ سیر تھی ملکہ کی حالت غیر تھی جب سمتن پری نے ملکہ حسن افروز کو دالان مین لیجاکر بٹھایا ملکہ نے آبدیدہ ہوکر پوچھا کہ صاحب آپ کا نام کیا ہے اور یہ باغ ارم کسکا ہے پری نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی کو سمتن کہتے ہین اور یہ باغ اسی کنیز کا ہے اسمین والد ماجد رہتے ہین ملکہ پری کا نام سنتے ہی آرام دل کے تصور مین زار زار رونے لگی پہلے تو چپکے بیٹھی رویا کی بیقراری کو ضبط کرتی رہی مگر جب بہت دم گھبرایا اور ہجوم غم سے کلیجہ منہہ کو آیا تو ہائے شہزادہ کہکر پری کے گلے سے چمٹ گئی اور چیخ کر رونے لگی ایسی روئی کہ غش آگیا پری نے ہاتھون پر روکا سنبھالا اوسکے بھی آنکھہ سے بے اختیار آنسو جاری تھے بیخودی کے عالم طاری تھے دیر تک یہی کیفیت رہی دونون کو غش کی حالت رہی آخر سمتن نے اپنے حواس درست کرکے ملکہ کو لخلخہ سونگھایا بید مشک چھڑکا کچھہ افاقہ ہوا ذرا ہوش آیا سمتن نے تسکین کی باتون سے سمجھایا خاطر آشفتہ کو ہرچند بہلایا مگر وہ رونا اوس سے کیونکر چھوٹے جس سے ایسا دلبر چھوٹے پھر پری نے عرض کی کہ ذرا حضور دل کو تسکین دیجیے تھوڑی دیر باغ کی سیر کیجیے دیکھتے دیکھتے مین ایک آن مین گئی اور آئی اور دو گھڑی مین آپ کے پاس شہزادے کو لائی یہ کہکر سمتن تخت پر سوار ہوئی ملکہ کو وہین روتے چھوڑا اور آپ آرام دل کی تلاش مین فلک سیار ہوئی اب سنیے کہ جب جہاز تباہ ہوا تھا شہزادہ ایک تختے کے سہارے بہتا زار زار روتا اور یہ کہتا چلا جاتا تھا صبا ساحل

دکھائی دیتا ہے مجھکو ہمتا وہ ہے ٭ دریاے عشق مین مری کشتی تباہ ہے ٭ ملکہ حسن افروز
اور صنوبر کے فراق نے شہزادے کو مردے سے بدتر کر دیا تفرقہ انداز چرخ کج رفتار نے
اور گلدستہ نشاط کو اک آن مین ابتر کر دیا آرام دل سوچا کہ دریا نا پیدا کنار ہے اب اس دریا
زخار سے نکلنا بہت دشوار ہے ہر دم اجل سامنے کہتی ہے مانا کہ نہ بچے اور کسی طرح نکلے بھی تو کیا
آرام دل اور دلبر اس طرح دنیا سے اوٹھ گئے اور اونھون نے ہمارے واسطے زندگی مین کیسی کیسی
تکلیفین اوٹھائین آخر اپنی جانین گنوائین تو پھر ہم جی کے کیا کرینگے یہ سمجھ کر مرنے پر مستعد ہوئے
اور یہ شعر پڑھکر تختہ چھوڑ دیا ٭ زندہ ہوا اب رنج وغم کا عدم کا قافلہ ٭ ہماری بھی دنیا سے رحلت ہوئی
ملکہ سیمتن ابھی قریب پہونچنے نہ پائی تھی کہ اوسنے دور سے شہزادے کو ڈوبتا دیکھا گھبرا کر جھپٹی اور
آسمان ہی جلدی سے باہر نکالا شہزادہ بیہوش ہو گیا تھا پری شہزادے کو اپنی گود مین لٹا فلک سیر



ہوئی پھر ایک جزیرے مین پہونچکر تخت اوتارا اور شہزادے کو ہوش مین لائی آرام دل نے
جو آنکھ کھولی پری نے جھک کر مجرا کیا اور کہا فرمایئے کیا وعدہ تھا خوب اپنے قول پر ثابت رہے
کہیے اب آپکی کیا سزا اور جنکے آپ عاشق تھے کہیے وہ کہان ہین جنکے آپ دیوانے تھے بتایئے
کدھر وہ پریان ہین شہزادے نے متحیر ہو کر پری کو دیکھا اور کہا نہ ہم کسیکے عاشق تھے نہ کوئی ہمارا
شیدا تھا خدا جانے یہ کیا تھا اور کیا ہوا یہ کلام بیخودی اور یاس کا پری کے دل مین تیر سا لگا

بے اختیار آنسو نکل پڑے پھر ذرا نہ توقف کیا اوسی دم تخت پر بٹھا لے اوڑی اور باغ ارم مین داخل
ہوئی ملکہ حسن افروز شہزادے کے آنے کی امیدوار نہایت مضطر و بیقرار زار زار رو رہی تھی
کہ شہزادہ پہونچا بیخود ہو کر ہم آغوش ہوئی ایسی روئی کہ بیہوش ہوئی آرام دل پہلے تو وحشیون
کی طرح دیکھا کیا جب اوسکی بوئے پیرہن یار مشام جان تک پہونچی جنون کا نشہ ہرن ہوا پھر تو دونون خوب
روئے اور بسر درمو سے رنج و آلام مفارقت بعنایت جامع المتفرقین دور ہوئے دونون نے خدا
کا بہت سا شکر ادا کیا پھر شہزادہ سیمتن کے باپ کی ملاقات کو گیا اوسنے شہزادے کو آتے دیکھا
سرو قد تعظیم کو اوٹھا شہزادہ قدبوس ہوا اوسنے سر اوٹھایا معانقہ کیا اور تخت پر اپنے برابر بٹھایا شہزادے
نے عرض کی کہ مجھے خلعت دامادی سے سرفراز کیجیے اور اپنی فرزندی مین لیجیے اوسنے بدل و جان
اس امر کو قبول کیا مگر کچھ جواب نہ دیا کہتے ہین کہ پرستان مین سوائے عقد کے اور کوئی دستور
نہین ہے پس فقط بادشاہ نے اوسی دم خطبۂ نکاح پڑھا اور سیمتن پری کو بلا کے اوسکا ہاتھ شاہزادے
کے ہاتھ مین دیا اور دونون کو رخصت کیا شہزادہ مع سیمتن گلزار ارم مین ملکہ حسن افروز کے
پاس آیا اور سیمتن پری سے فرمایا کہ افسوس ہماری قمچی دریا مین حضرت خواجہ خضر کے نذر ہوئی
ملکہ نے کہا سبحان اللہ موئی قمچی کا تو خیال آیا مگر صنوبر کو ذرا یاد نہ فرمایا کہ وہ بیچاری کدھر گئی جیتی
ہے یا مر گئی سیمتن پری نے سفید دیو سے کہا کہ تو ابھی جا اور صنوبر کی خبر لا دیو تو صنوبر کی تلاش
مین تیز پر ہوا سیمتن پری نے قمچی شہزادے کو حوالے کی اور کہا جس وقت جہاز تباہ ہوا تھا مینے
یہ قمچی اوٹھا لی تھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ سفید دیو آیا اور یہ خبر لایا کہ ملکہ صنوبر شہزادۂ سیاہ فام کی
قید مین گرفتار ہے شدت سے علیل ہے جان سے بیزار ہے یہ سنتے ہی آرام دل نے چلنے
کا ارادہ کیا سیمتن پری کو پوشاک شاہانہ پہنائی اوسنے سب اپنا لباس اوتارا شہزادیون کا زیور
زیب بدن کیا عزیزون کا اپنے اوپر الزام رکھا مگر دوست کی خوشی سے کام رکھا پھر شہزادہ تخت
پر سوار ہوا ملکہ اور سیمتن کو برابر بٹھایا پریزادون نے تخت اوڑایا تھوڑے عرصے مین وہ تخت شہزادہ
سیاہ فام کی خوابگاہ مین جا اوترا شہزادہ تنہا اندر گیا دیکھا کہ دالان کے پردے گرے ہوئے ہین
اندر شمعین روشن ہین صنوبر پری پیکر بلب جان با چشم گریان مضطر و بے قرار ہاتھ مین کٹار مرنے پر
آمادہ ہجر یار مین دلدادہ زندگی سے سر دست بردار شہزادہ سیاہ فام چھپر کھٹ مین لیٹا ہوا صنوبر
کو منت اور عاجزی سے اپنے پاس بلاتا ہے کبھی دھمکاتا ہے ڈراتا ہے آرام دل نے جو یہ حال
دیکھا تن بدن مین آگ لگ گئی جاتے ہی اوسی قمچی سے اوس ناپاک کی مشکین باندھ لین اور گھسیٹا

باہر لایا پھر ایک پریزاد کے سپرد کر آپ مع ملکہ حسن افروز اور سیمتن صنوبر کے پاس آیا دیکھا اوس
حال کو بچشم خود نگران تھی بشدت حیران تھی دل مین کہتی تھی کہ شاید غیب سے کوئی فرشتہ آیا جس نے
اس بدذات کو گرفتار کیا اور مجھے اسکے فریب سے بچایا ابھی تصور مین تھی کہ آرام دل مع ملکہ
حسن افروز و سیمتن نمودار ہوا دیکھتے ہی صنوبر کا جی بیقرار ہوا دوڑ کر شہزادے سے لپٹ گئی
دیر تک رویا کی تن آنسوؤن سے دھویا کی شہزادہ بھی بیقرار رہا برابر اشکبار رہا پھر صنوبر ملکہ کے
گلے لگ کر رونے لگی ملکہ بھی بلک کر رونے لگی آخر سیمتن نے منھ پر سے رومال سرکایا پھر ایک کو سمجھایا
تب سب عاشق و معشوق ملکر بیٹھے غبار کے دل کے نکلے سب نے اپنے اپنے دکھڑے رو رو کے
دفتر حدیث دل آنسوؤن سے دھوئے صاف ہوئے جب سیمتن کی جانفشانی سنی اوسپر ہزار جان و
دل قربان ہوئی تھوڑی دیر ادھر اودھر کا چرچا رہا پھر شہزادہ مع تینون شہزادیون اور قمر النسا
کے تخت پر سوار ہوا اوس ملعون کو تخت کے پایہ سے باندھا کسیکو خبر نہوئی اور یہ ملک خاندیپ
کی طرف فلک سیار ہوا

پہونچنا شہزادہ آرام دل کا ملک چین مین کیفیت سواری پھر ملاقات والدین اور جشن کی طیاری

پلا ساقیا آخری ایک جام	ہوا چاہتا ہے یہ قصہ تمام	مقاصد سرے دل کے آئے سب
لکھا خوب قصہ بامداد رب	تو اب سبھون کو ملاؤن شتاب	اسی بات پر ختم کردون کتاب

محرران دفتر خوش بیانی وے کشتگان ملک معانی لکھتے ہین کہ لشکر سلطانی لب دریا جہاز کے آنے کا
منتظر تھا افسران فوج و جانثاران شہزادہ والا تبار اور محمود وفادار سب دقتا بسبب توقف کے پریشان خاطر
تھے ہمہ دم شہزادے کی تشریف آوری کے منتظر تھے ایک شب پہر رات رہے روند کے سپاہیون
کو معلوم ہوا کہ ایک تخت دفعتا آسمان پر سے زمین پر ہوا اور سراپردہ شاہی مین جا گزین ہوا محمود
کو خبر ہوئی فوراً خیمہ سلطانی مین آیا دیکھا کہ شہزادہ بلند اقبال سلیمان ثانی تینون بیبیون کے
بیچ مین مسند پر رونق افروز ہے بائین طرف سیمتن اور صنوبر داہنے طرف ملکہ حسن افروز
ہے تخت طاؤس روبرو موجود ہے پریزاد دست بستہ حاضر ہین خواصون اور مغلانیون کا ہجوم
ہے شہزادے کے آنے کی تمام لشکر مین دھوم ہے الغرض شہزادے نے پہنچتے ہی داستان سرتا پا بیان

سب لوگون کو تالی دلاوے شہزادہ سیاہ فام بدبخت نافرجام کی صورت دکھاتی بیچ لشکر و بازار کل
تمام لشکر مین اسکو تشہیر کرکے قرار واقعی سزا دینگے اپنا بدلہ لینگے پہر شہزادے ... اور ون
کوہ کے تخت طاؤس ... کوہ قاف کی طرف روانہ کیا رات تو باتون مین بسر ہوئی بیٹھے بیٹھے سحر ہوئی
صبح دم شہزادے نے باہر جلوس فرمایا امیران بملازمت سے شرف ہوے نذرین گذرین ...
بڑا بہلوان ... پہر شہزادے نے لب دریا سبکو سیر دیکھنے کا حکم کیا اور شہزادہ سیاہ فام کو طلب
کیا داروغہ محبس لیکر حاضر ہوا شہزادے نے پہلے اوسکے ہاتھ قلم کرائے پہر ناک کٹوائی اور اوسکے
سامنے پیلون کو بٹوائی پہر حکم دیا کہ لے دریا مین ڈبو دو دنیا سے کہو دو یہ حکم سنکر جلاد نے
اوس حرامخور کو دریا مین ڈالا دل کا ارمان نکالا وہ ڈوبنے لگا وہ ناپاک رونے لگا مگر کب چہوٹتا
تہا ہر چند ماہی بے آب کی طرح تڑپا لیکن وہ بیچ دہار مین لیگیا اور تہ پہ بٹھا دیا جب وہ ملعون انتہی
سقر کو پہنچا آرام دل خیمہ فیروزی منزل مین آیا اوس روز وہان اور مقام فرمایا صبحدم ملک
چین کی طرف کوچ کا حکم دیا آدھی رات سے خیمہ ڈیرہ لدنے لگا کوچ کا سامان شروع ہوا
جب آفتاب قریب طلوع ہوا آرام دل عماری دار ہاتھی پر سوار ہوا ملکہ حسن افروز پری پیکر اور
صنوبر اور سیمتن شکر قمر جدا جدا تینون ہاتھیون پر پردہ دار عماریون مین سوار ہوئین پس پیش چپ و
راست فوج ہزار ہزار آگے شہزادہ آرام دل پیچہے برابر وہ تینون حورشمائل ... کے اشارے
سے فیلبان ملکہ حسن افروز کا ہاتھی بڑہاتے ہوے غرض اسی طرح خوش و خرم ہوے
وطن منزلین طے کرتے چلے جب در شہر پناہ ایک منزل باقی رہا آرام دل نے کئی ہزار ہرکارے
واسطے اطلاع کے بادشاہ کی حضور مین روانہ کیے شہر مین جو ایک غول اجنبی ہرکارون کا
نظر آیا ہر ایک گھبرایا کسی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کیون بھائی کہان سے آتے ہو اونہون
نے جواب دیا کہ حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی جہان پناہ شہزادہ آرام دل بادشاہزادے
تمہارے آج شہر مین داخل ہونگے نامرادون کے مقاصد دلی حاصل ہونگے یہ سنتے ہی لوگ
سے خوشی کے پہول گئے سب کاروبار بہول گئے لوگون کو گویا عید ہوئی جلدی جلدی ہر ایک
نے کپڑے بدلے عطر لگایا کوئی ہاتھی پر سوار ہوا کسی نے گہوڑا کسوایا کسی نے کہا میرا تامجہان
... لو کسی نے کہا کہ سب سپاہیون کو ساتہ چلنے کے لیے بلا لو کوئی بولا میان جلد جا کر تختہ کسوا کے
لاؤ کسی نے کہا جلد فرش منگوا دو شہر بہر مین غل ہوا کسی نے پکارا ابے لیا لیک کے آ کوئی چچا
... اٹھا اور جھوم جھوم کر گاتا ہوا چلا کہ ابے او گانے ... کو مین ... آ دون دیکہہ میرا ...

آیا آج اٹھارہ گنڈے سے لاتا ہوں الغرض ایک عالم اُمڈا ہر ایک شہزادے کے شوق دیدار میں چلا
وزیر اعظم شہزادہ عالم کے استقبال کے واسطے بڑے کر و فر سے روانہ ہوا آرام دل کی
فوج اس قدر تھی کہ سواری تو پانچ کوس پر تھی اور نشان کا ہاتھی شہر کے اندر داخل ہوا ادھر
شہر کی خلقت اُمڈی ادھر سے سواری آئی اللہ اکبر وہ ہجوم و ازدحام آدمیوں کے شور و غل سے
دھوم دھام کہ خلقت ایک جگہ پہر دن اڑی رہتی تھی سواری دو دو گھڑی کھڑی رہتی تھی الحاصل سواری
کے آنیکی صبح خبر پہونچی تھی مگر شہزادے عالم دو گھڑی دن رہے شہر میں داخل ہوئے خلقت دو رستہ
صف باندھ کر سلام کرتی تھی آرام دل سلام کا جواب اشارے سے دیتا تھا جب زیادہ گھبراتا
تھا تو ہاتھ اوٹھا لیتا تھا سلام کے جواب پر لوگوں میں ردو بدل ہوتی تھی ایک کہتا تھا نہیں یہ بھی
سلام کا جواب ہے وہ جواب دیتا تھا کہ میاں تمہاری طرف تو دیکھا بھی نہیں غرض اسی پر چل چلی
ہوتی تھی پچھلے ہاتھی پر چوبدار روپے اور اشرفیوں کی کھچڑی تقسیم کرتا آتا تھا شہدوں نے کسی سے
اوسکا نام پوچھ لیا پھر تو وہ گالیاں سنائیں ایسی دھجیاں اوڑائیں کہ اوسکا ناک میں دم کر دیا
سنسناتے ہنسناتے لوگوں کو بسمل کر دیا کسی نے ہاتھی کا لینڈ پھینک مارا کسی نے گالی دی کسی
نے کینچی پھینکی کسی نے لکڑی اوٹھا کے پگڑی اوچھال دی کوئی بولا ابے او کرم کلس تجھے
علی کی مار کوئی چھوڑ ادھر تو پھینک کسی نے کہا اوبڈھے تجھے خدا کی سنوار دیکھ ہم دعا
دیتے ہیں ذرا ادھر تو دیکھ کسی نے کہا ابے او کرم کلس ہمارا سجادہ تو بڑا سکھی داتا ہے مگر معلوم ہوا
کہ سجادی کنجوس مکھی چوس ہے ابے بدر کے گھوڑے تو بھی اوسی کا نوکر معلوم ہوتا ہے جب
وہ بیچارہ مٹھیاں بھر بھر کر پھینکتا تو شہدے کہتے ہاں بچے ہاں سنبھلے پھینکے جا واہ تیر کیا کہنا
ہے ابے تو تو لبوجھنا ہے تجھے الو کا پٹھا کون کہتا ہے غرض لیتے جاتے تھے اور گالیاں
دیتے جاتے تھے کہیں ایک بیچارہ مسافر کھڑا سواری کی سیر دیکھ رہا تھا اتفاقاً ایک اشرفی
اوسکے آگے آپڑی اوسنے اوٹھالی دو چار شہدے لپکے ایک نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ لا بے
جوڑہ لا اگر دے دیگا تو اوڑان چھلے کی قسم ایک چٹا دونگا جب اوسنے انکار کیا تو ایک نے
کہا ابے اسکو چیر غٹو بنا ڈال دوسرے نے کہا یہ اس طرح باج نہیں آئیگا اسے گر پٹا دیکر
اوچھال غرض چھین جھپٹ کے اوس غریب سے وہ اشرفی چھین لی وہ جو رونے لگا تو تو ایک
شہدے نے کہا نکلا ابھی جھڑ جاے جوت کلہ یہ دو دو دن چل ہٹ بے پیر سے بیٹھ میں
تیرے پیر کو کھود دوں قصہ مختصر جب سواری دیوان خاص میں داخل ہوئی بادشاہ تخت پر

شہدے نے کہا نکلا ابھی جھڑ جاے جوت کلہ یہ دو دو دن چل ہٹ بے پیر سے بیٹھ میں
تیرے پیر کو کھود دوں قصہ مختصر جب سواری دیوان خاص میں داخل ہوئی بادشاہ تخت پر

جلوس فرما چکے تھے اور منتظر تھے کہ شہزادہ یہان تک آئے تو گلے لگا کے تخت پر بٹھائے مگر کب
رہا جاتا تھا جو ہین دیوان خاص تک آنیکا حال سنا محبت پدری نے جوش کھایا بیتاب ہو گئے
فورا قرار نہ آیا گھبراکر دوڑے شہزادے کا ہاتھی بیٹھا ہوا تھا اور وزیر اعظم سیڑھی پکڑے ہوئے شہزادے کو
اتار رہے تھے کہ آرام دل نے باپ کو بیقرار آتے دیکھا گھبراکر زینے پر سے کود پڑا اور دوڑ کر
باپ کا قدمبوس ہوا اور رو رو کے پشت پا سے آنکھین ملنے لگا ایسا رویا کہ ہچکی بندھ گئی بادشاہ
فرزند کو آغوش مین دبائے اوسکی پیٹھ پر منہ رکھے ہوئے لب چبا چبا کے ضبط سے روتے تھے
ریش مبارک آنسوؤن سے بھگوتے تھے اور کہتے تھے کہ بابا گئے کو چہیتے داغ فراق سیاہ کر گئے تھے ہمین
دین و دنیا سے تباہ کر گئے تھے بادشاہ جب یہ بیان فرماتے تھے لوگون کے کلیجے پھٹے
جاتے تھے ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور سوتین یہ بھی اپنے اپنے ہاتھیون پر عماری کے چلونون مین
سے دیکھکر افسوس کر رہی تھین اپنے اپنے والدین کو یاد کرکے ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھر رہی
تھین غرض دیر تک یہی کیفیت رہی سبھون کو بشدت رقت رہی آخر بادشاہ نے سمجھا کر
آرام دل کو محل مین بھیجا دروازے پر ایک ہجوم تھا سب عزیز و اقربا خواصین مغلانیان
نوکر چاکر شہزادے کے آنے کے منتظر تھے بیگم صاحبہ اپنے فرزند کے شوق دیدار مین
دروازہ کے باہر نکلی جاتی تھین لوگ روکتے تھے مگر باز نہین آتی تھین آرام دل اونکی



بے قراری مین آتے ہی ماں کے قدمون پر گر پڑا اوسنے اپنے آرام دل کو کلیجے سے
لگایا اور ایسی اشکبار ہوئی کہ فوراً غش آیا لوگ زار زار روتے تھے کسیکو کسیکی خبر نتھی سب بیقرار
ہو رہے تھے آخر بادشاہ نے اونکو تسلی دی اور رونے سے منع فرمایا بیگم صاحبہ کو بھی ہوش آیا
سواریان اوترین ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور سیمتن پری تینون نے ساس کے گوشہ ہا کر
تسلیم کی ساس کی بڑی تعظیم کی بادشاہ نے بہوؤن پر سے بہت سا زر و جواہر نثار کیا بیگم صاحبہ
نے سبکو گلے لگا کر خوب پیار کیا لوگون نے شہزادیون کو گھیر لیا اونکے دیدار سے اپنا دل سیر
کیا رونمائی مین جواہرات اور اشرفیان اس قدر آئین کہ شہزادیون کے آگے ڈھیر لگ گئے
بادشاہ نے جدا جدا تینون بہوؤن کو تین محل عنایت کیے اور سبکے کارخانے الگ الگ
مقرر کر دیے ملکہ حسن افروز کے واسطے زمرد محل آراستہ ہوا صنوبر کے لیے شیش محل سجا
گیا موتی محل مین سیمتن کے واسطے خواصین اور پیش خدمتین مقرر ہوئین پھر از سر نو کارخانہ
درست ہوا غرض اوس رات تمام شہر مین فرط سرور سے کیفیت شب برات رہی گھر گھر ناچ
رنگ ہر محلے مین جشن شبہا سے آلام گذشتہ کی مکافات رہی صبحدم بادشاہ نے آرام دل
کو تخت پر بٹھایا آپ سلطنت سے دست بردار ہوے گوشہ عافیت پسند فرمایا شہزادہ آرام دل
شہنشاہ گیتی ستان ہوا جہان پناہ وہ ماہ تابان ہوا وزرا امرا نے پایہ تخت کو بوسہ دیا اوسا
نذرین پیش کین شہزادہ جوان بخت بلند اقبال نے ہر ایک کو علے قدر مراتب خلعت گران بہا
سے سرفراز فرمایا اور محمود وفادار کو اپنی مصاحبت مین ممتاز فرمایا پھر شاہ آرام دل دربار
برخاست کر کے محل مین داخل ہوا اوسی روز سے یہ معمول رکھا کہ ایک شب ملکہ حسن افروز
اور ایک رات صنوبر پری بیگم کے پاس جشن کرتا اور ایک شب سیمتن پری کے محل مین رہتا
تینون شہزادیون مین وہ محبت ہوئی کہ ایک دوسرے کی عاشق تھی ایک کی محبت دوسرے
کی الفت پر فائق تھی آرام دل نے شہزادیون کے مشورے سے شمس الدین
اپنے وزیرزادے کے ساتھ بڑی دھوم سے قمر النسا کی شادی کی ان دونون کی بھی
خانہ آبادی کی پھر مدام با عیش و نشاط و فرحت و انبساط سب عاشق و معشوق ملکر رہنے لگے فلک کجرفتار سے یہ کسکو امید
تھی مگر شکر ہے کہ خدا نے یہ دن دکھایا بچھڑونکو ملایا جس طرح ان سبکے مقاصد دلی حاصل ہوے اوسی طرح اللہ تعالے
تمام عالم کے مطالب برلائے اور سبکے صدقے مین مصنف کی بھی دل کی مراد دے آمین وصلی اللہ تعالے
علے خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین *

خاتمہ مین مختصر احوال مصنف کتاب کا پھر تذکرہ چند بزرگان و احباب کا اور وجہ تصنیف داستان پھر ایک نئے جلسے کا بیان

بعد حمد و صلواۃ کے فقیر سید فخر الدین حسین سخن مصنف کتاب خدمت مین ارباب دانش اور اصحاب بینش کے عرض رسا ہے کہ یہ غریب الوطن دہلوی مولد او لکھنوی مسکن ہے ایام طفولیت سے تا سن شعور اوسی شہر مردم خیز مین رہا اور اب آوارہ وطن ہے میر تقی دہلی جو ایک شہر تھا شاہ نعیم خلد تھے مع ہمہ لوگ وہان سے مر دیار کے + اوسکو تلنگون نے مار کے تاراج کر دیا تمام رہنے والے ہین اوس اجڑے دیار کے حضرت جناب اقدس آسمان گردون رکاب سر تختہ دانان سخن افسر شاعران زمن نجم الدولہ دبیر الملک نواب اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ عرف مرزا نوشہ متخلص غالب اعلی اللہ درجتہ و تعالی انہ شانہ جو جد فاسد ہے داستان گویان سر آمد شاعران حال و گذشتگان مین سے ہیں اور ان کے کمترین کو تلمذ الیہ ہے درس و تدریس میں استفادہ رہا تحریر نظم و نثر یاری اور ان کی مزاولت پر دل آمادہ رہا سبحان اللہ حضرت غالب مد ظلہ العالی امام شعرائے ذی کمال اور پیشوائے سخن داران صاحب دانش شعر مین قصاید اپنا دیوان تیار کیا کہ مین وہ تو ہند سے شیراز تک پہونچا اور وہ آفتاب سے زیادہ مشہور مین شاعرت سے گذر گئے حضرت سے بیشتر میر تقی وغیرہ کے لکھتے لکھتے مر گئے مگر انتخاب کو لے آپ سے بہتر ہوا ہے تو کیا کہ کوئی آپ کے برابر ہوا مصحف مزاج آپ کا کلام دیکھیے او بوقت طبع عالی دقت پسند اور مائل بندش معانی بلند ہے اگر سمجھے تو لطف اوٹھا سے دیوان اردو جب تصنیف فرمایا ہے عنی ہیں اور سخندان لوگون نے ایک ایک شعر مین سو سو طرح کا مزا پایا لیکن بعض شاعر جو بڑے مشاق تھے اپنے فن مین طاق شہرہ آفاق تھے اکثر اشعار نہ سمجھے اور ہر ایک شعر پر اوٹھ چھے یہان تک کہ اضلاع اور امصار سے خطوط آنے لگے لوگ نواب صاحب کی خدمت مین مطلب دریافت کرنے جانے لگے آسان اشعار کہنے کی فرمایش ہوئی دوسرا دیوان مرتب کرنے کی خواہش ہوئی آپنے اوس دیوان کو دریا برد کیا اور دوسرا دیوان موافق فہم ابنائے روزگار کے ترتیب دیا پھر یہ رباعی لکھکر لوگون کو سنا دی اور دیوان کے آخر مین لگا دی غالب مد ظلہ

مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل + سن سن کے اوسے سخنوران کامل + آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش + گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل +

تواریخ مہر نیمروز اور ماہ نیم ماہ حسب الحکم شاہ ثریا جاہ از آغاز پیدایش حضرت آدم علیہ السلام تا زمان صاحبقران ثانی امیر تیمور گورگانی او بہ دوسری جلد مین دوران ستے

نصیر الدین بہادر شاہ ثانی نے ایک مہینے کے عرصے مین اس فصاحت اور بلاغت کے ساتھ لکھی کہ
سب استادون نے آپ کے آگے قلم رکھدیا پھر لکھنے کا نام نہ لیا سوا چین سلطنت کی کتابین
روسی جو جسمین اتنی بڑی تاریخ کو دو جلدون مین اور دو جلدون کو اٹھارہ جز مین تمام کیا دریا کو
کوزے مین بھر دیا عجیب کام کیا انشاے پنج آہنگ کو کہ جسمین صدہا مکتوب ہین سخن فہم
کو عجوبہ ہین تین روز مین تصنیف کیا مثنوی یا منتخبات جو کلکتہ مین رقم فرمائی اور ایک
دن مین تالیف کیا تذکرہ جو کتاب کی سب سے آمیزش اختلاط بالکل عبارت سے جسمین مختصر تذکرہ
حالات زمانہ عمدہ اور کچھ کچھ سرگذشت سے جو شخص آپ کے احوال دریافت کرنیکا شایق ہے
وہ مثنوی کو دیکھے یہ لکھتا ہون سکے دیکھنے کے لائق ہے الغرض مین بخوبی دوازدہ رجب تک بلکہ
تمام زندگی کا لطف اٹھاتا رہا حضرت ممدوح کے فیضان صحبت سے ثمرہ نیک پاتا رہا جب
حضرت والد ماجد مدظلہ العالی کی زیارت اور قدمبوسی کا اتفاق ہوا پھر تو شاہجہان آباد مین
رہنا نصیب ہوا سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین بلدہ لکھنؤ مین آیا قیصر باغ میلہ دیکھا شہر کی سیر کی چند روز جی
بہلایا حضرت قدر قدرت شوکت فلک مرتبت ذو المجد والکرم مقدس و محترم قبلہ و کعبہ دو جہان
حضرت برنا و پیر جناب خواجہ بشیر صاحب مدظلہ جو زمانہ واجد علی شاہ مین مہتمم فوجداری کل ممالک
محروسہ ملک اودھ کے عمومی فقیر ہین لکھنؤ مین سب اہل نظر جانتے ہین اصحاب بینش سمجھتے
ہین خواجہ صاحب عالی خاندان ذیجاہ و مرتبت صاحب علم و فارسی دان یکتا و بے نظیر ہین
اونکے پاس رہا بعد عرصے حضرت جناب گردون رکاب قدوۂ خاندان مصطفوی زبدۂ دودمان
مرتضوی کریم ابن الکریم جناب پھوپھا صاحب قبلہ و کعبہ مرزا محمد ابراہیم صاحب خلف الصدق
حضرت جناب مرزا محمد سعید بیگ صاحب بہادر صدر امین ضلع سہارنپور مدظلال جلالہم
کہ سید سندی ہین عالی خاندان مشہور نزدیک و دور ہین اجداد امجاد اور بنیا کان کے وقت سے
بوجہ عطاے خطاب شاہی بلقب میرزائی مشہور ہین لکھنؤ سے قیام آرہ ضلع شاہ آباد مین تشریف
لائے میری شادی کرنیکا قصد مصمم تھا اپنی فرزندی مین لینے کا ارادہ مستحکم تھا اسلیے احقر الحروف
کو بھی اپنے ہمراہ لائے یہان حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقبول بارگاہ رب العلا
مصدر فخر و اعتلا مرجع الانام منبع الکرام واقف اسرار خفی و جلی حضرت جناب مخدوم شاہ سید امداد علی
صاحب کی ملازمت حاصل ہوئی حسب قبلہ و کعبہ دو جہان جدامجد حضرت ابو القاسم خواجہ نظام الدین
احمد عرف فقیر صاحب برد اللہ مضجعہ نور اللہ مرقدہ حضرت موصوف سے کمال محبت رکھتے تھے

حقیقی بھائی سے زیادہ الفت رکھتے ہیں اور جناب کریم و مکرم مطاع عالم عقدہ کشائے سلسلہ کار بستگان
بستگیٔ در ماندگان و پاشکستگان مصدر جود و سخا معدن لطف و عطا جگر بند علی جناب مولوی سید
قدرت علی صاحب مد ظلہ کی ملازمت سے بھی شرف اندوز ہوا ذات گرامی صفات اونکی بھی اس تاریخ
میں عقیدت سے ہے بیان اونکے اخلاق اور شان و شیم و کرم پہ جان و دل سے نثار ہون اونکو بھی
میرے ساتھ قلبی محبت ہے مگر جناب مستغنی الالقاب مخدومی مکرمی سید باقر علی صاحب جنکو
ہمارے حضرت ہادی پیر و مرشد مد ظلہ العالی کے حضور سے ملک الشعرا کا خطاب ہے واقعی ایک
ایک شعر اونکا فرد ہے کلام میں انتہا کی شوخی اور درد ہے دیوان منتخب ہے لاجواب و انتخاب فضل خدا
سے نسبت مردانہ رکھتے ہیں وہ کمترین سے … برادرانہ رکھتے ہیں کمال عنایت فرماتے ہیں غریب خانہ
پر اکثر تشریف لاتے ہیں مجھے عرصہ سے شغل وکالت ہے روزمرہ دربار جانے کا اتفاق ہوتا
ہے کبھی جو عدم فرصت کے سبب سے ملاقات میں عرصہ ہو جاتا ہے تو دل بے قرار کو چین نہیں
آتا ہے مولوی صاحب ممدوح بھی … جو ہنستے ہیں آدمی بھیجتے ہیں خود کرم فرماتے ہیں اور ایک
ہمارے شفیق مہربان وضع دار خلیق سخن سنج عدیم النظیر سر گروہ انجمن نکتہ دان عالی وقار مولوی
محمد نور احسن صاحب کہ اونکے اخلاق مسعود اور اوصاف محمود اگر لکھوں تو ایک دوسری
کتاب تصنیف ہو مگر پھر بھی جیسا جی چاہتا ہے اوس قدر نہ تعریف ہو وہ بھی اس ضلع میں مشاہیر
کلان اور وکیل ہیں خدا کے فضل سے با اقتدار صاحب عہدۂ جلیل ہیں اللہ تعالیٰ ان بزرگوار
کو شاد رکھے دشمنوں کو انکے ناشاد اور دوستوں کو آباد رکھے ع این دعا از من و از جملہ جہان
آمین باد ⁂ اور وجہ تصنیف اس داستان کی یہ ہے کہ فقیر مدام دلشاد و غم دنیا سے آزاد رہتا تھا
ایک روز یہ جی میں آیا کہ بفضل خدا اب ذی شعور ہوئے سن تمیز پایا بقائے نام و نشان کی
فکر کرنی ضرور ہے فرصت کو غنیمت سمجھنا کار ہر ذی شعور ہے بس آخر یہی بات ذہن میں آئی کہ
بہترین یادگار اس دہر ناپائدار میں تالیف اور تصنیف ہے اسی سے لوگوں کا جہان میں
نام ہے اونکی تعریف ہے مصنف سخن سخن سا نہیں اور کوئی خلف الصدق کتاب جس سے
نام باپ کا رہے ⁂ بقائے نام کی صورت نہیں ہے اسکے سوا ہے وہ نگینہ ہے جو نام کو جلا رکھے
بغیر جلد مصنف ہر ایک سے آگے ⁂ مثال نکہت گل آپ کو سدا رکھے ⁂ غرض سخن سے زیادہ
نہیں ہے چیز کوئی ⁂ سدا زمانے میں قائم اسے خدا رکھے ⁂ اور قطع نظر اسکے اپنا دل بھی
لذت گیر چاشنی محبت ہے عاشقانہ مضمون سے طبیعی الفت ہے کچھ اندنوں طبیعت زیادہ

اُل وہ از رفتہ ہے ہر چند دل عشق منزل لڑکپن سے انھین باتون کا خوگرفتہ ہے فرد طفلی مین بھی ہٹ کرتے تھے ہم اور طرح کی * بھاتی تھی دایہ تو گل داغ ہو گیا ہے * الغرض اسی تردد طبیعت کی واشد مین عرصہ گذرا آخر تردد سلسلہ دل نے اظہار حسن و عشق مین جری کہ دکی اور معشوق نے بھی اپنے عاشق سے اس امر مین تاکید از حد کی ناچار قصہ شاہزادہ **آرام دل** اور ملکہ **حسن افروز** کا اپنی طبیعت کے زور سے قلمبند کیا طالب اور مطلوب دونون کو خرسند کیا جب یہ قصہ تمام ہوا **سروش سخن** اسکا نام رکھا اس نام مین یہ خوبی ہے کہ ہم نام و ہم تاریخ کہ ترکیب مین اسکے اضافت مقلوبی ہے

تاریخ تصنیف از مصنف

یکایک ہماری داستان کہنے لگے یہ نکتہ دان	عشق کا خوب ہے بیان قصہ بھی یہ عجیب ہے
انکی قدر کو سال اے سخن فکر جو دل مین کی ذرا	ہاتف غیب نے کہا نغمہ عندلیب ہے ۱۲۷۶ھ

تاریخ طبع از مصنف

چون بتائید خدا انجام یافت	قصۂ دلچسپ و مرغوب بیان	داستان عشق چون کردم رقم
ہدیہ آوردم بہ پیش دوستان	سال طبعش ای سخن ہاتف بگفت	طبع شد زیبا و دلکش داستان ۱۲۸۱ھ

بیان جلسہ

ایک جلسہ ہمارے دوستون کا جو موسوم بہ انجمن احباب ہے باتفاق یاران جلسہ وہ ایجاد ہوا حقیقت مین لاجواب ہے ایک دستور العمل حاوی سب کاروبار ضروری بلکہ جملہ امور دینی و دنیوی طیار ہے سب احباب کا اسی پر دار و مدار ہے زبان نہایت فصیح صاحبان جلسہ کی ایجاد سب زبانون سے جدا ہے اوسمین ہر ایک کو خوب مشاقی حاصل ہے صرف کتابت انگریزی نہین مگر مثل انگریزی خوشنما ہے اس جلسہ کے واسطے خاص ایک مکان رفیع الشان مع اسباب ضروری و سامان عیش و نشاط سجا ہوا ہے ہر طرح مرتب ہے ہر چیز وہان مہیا ہے روزمرہ اوس مکان مین سب احباب کی نشست ہوتی ہے دوست آشنا آتے ہین قرینے سے بیٹھتے ہین پیچوان پیتے ہین گلوریان نفیس کھاتے ہین کیفیت ہوتی ہے ہر مہینے کی اونتیسوین تاریخ ایک جلسہ کلان ہوتا ہے میلہ کا لطف ہوتا ہے

موجود ہر پیر و جوان ہوتا ہے رنج و الم سب سے دور ہوتا ہے تعظیم اور تواضع ہر فرد بشر کی مد نظر رہتی
ہے ہر ایک کا دل مسرور رہتا ہے اوس روز پچیس روپیہ سرکار کے فقرا اور مساکین کو نقد تقسیم
ہوتے ہین اون لڑکون کو اکثر دیے جاتے ہین جو یتیم ہوتے ہین چنانچہ یہ اونتیسوین کا جلسہ ہمارا
مشہور ہے دوکاندار مکان کے دروازے پر دوکانین لگاتے ہین لوگ دور دور سے سیر دیکھنے
کو آتے ہین شاہدان گلعذار اور مہوشان پری رخسار کی کثرت سے وہ مکان پرستان ہو جاتا ہے
وہان کی زیب و زینت اور روشنی کی کیفیت دیکھکر راہ چلتون کو شادی کی محفل کا گمان ہوتا ہے
تمام شہر کی طوائف نامی مجرے کے واسطے طلب کی جاتی ہین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خود چلی آتی ہین
سب احباب ایک طرح کی پوشاک پہنکر بیٹھتے ہین از سرتا پا بلا فرق سبکی ایک وضع ہوتی ہے فرط محبت
سے باہم کچھ عجب ڈھنگ ہین کہ دوئی کا نام نہین سب آشنا یک رنگ ہین اوس بزم مین پہلے
تغزل خوانی کا چرچا ہوتا ہے بعد اوسکے رقص و سرود کی محفل آراستہ ہوتی ہے صبح تک عجب لطف کا جلسہ
ہوتا ہے سب احباب بفضل الٰہی ملازم سرکار دولت مدار ہین عہدہ ہاے جلیل پر مقرر ہین بہت خوشحال
کار گذار ہین جملہ اشخاص اکثر علوم اور فنون مین استعداد کامل رکھتے ہین طاق ہین ہمہ دان سب شاعر
نامور ہین شعر گوئی مین مشاق ہین بادش بخیر جناب سید محمد افضل صاحب خضر تخلص جو
عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد مین امین درجہ اول کے ہین عالیخاندان نیک ذات خجستہ صفات
بے تکلف انتہا کے ہین اور فطین بامذاق لطیفہ گو حاضر جواب ہین دوستون مین ہمارے انتخاب
ہین سید فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی جو صاحب دیوان ہین تحریر اونکی چست روزمرہ
درست نہایت خوش بیان ہین ہر شہر و دیار مین اونکی علو خاندانی کی شہرت ہے ہر جگہ اونکی
قدر و منزلت ہے بیان کرنے کی کیا حاجت ہے اور صدر نشین ارکیہ برتری منشی احمد حسین صاحب
عشقی تخلص سرہی عزیزم میان جان حیرت تخلص کہ مرد با وضع عالی ہمت ذکی نکتہ سنج بے رنج سخن فہم
خوش رو جوان ہین یکہ سخن کی جان ہین ایک ادنے وصف خلق اونکا یہ ہے کہ جس شخص سے
ایک ملاقات کرتے ہین وہ اونکا بدل مشتاق رہتا ہے تمام عمر اوسے اونکی ملاقات کا اشتیاق رہتا ہے
واقعی ہے چالاک نہایت طرار سحر گفتار ہین جوان رعنا خوش پوشاک وضعدار ہین حکیم سید لقمان حیدر
صاحب کہ تخلص فقیر ہے ہین کمال دانشمند ارسطو فطرت لقمان ثانی طبیب بے نظیر ہین کتابین خوب
یاد ہین تشخیص بہت اچھی نہایت خوبصورت رنگیلے قابل صحبت اور لائق ملاقات ہین مگر ملاقات کم کرتے
ہین پابند اوقات ہین محمد برکت اللہ خان صاحب سیفی تخلص کہ فی الحقیقت سیف زبان

محمد جعفر صاحب سرحلقہ آشنا ہین محب شفیق عجب ہی بات ہے کیا اونکی یکتا ہین محبت مین بے تکلف ہے یار باوفا جادو بیان
اصغر تخلص بلگرامی کہ ہر علم و فن مین ماہر ہین شاعری کے واسطے موزون ہین نہایت [illegible]
سرگرم معاملہ بند محقق شاعر ہین طبیعت بہت لطیف رکھتے ہین مگر بالفعل اس جلسے مین شریک نہین ہین بسبب
رخصت باجازت ارباب انجمن اپنے وطن مین تشریف رکھتے ہین منشی بانک رام صاحب
تخلص محرر محکمہ کلکٹری اور نہایت سنجیدہ ہین رہ نورد جادۂ محبت گام فرسای وادی صورت آشنا پرست
ذیجاہ و وقار ہین میر امجد حسین اور منشی ریاض علی اور منشی منیاد علی تخلص توقیر
تینون صاحب رہ بسان عظیم آباد ہین ذی جوہر بحر خوبی کے گوہر ہین باغ عالم مین بستان سر سبز
الم سے آزاد ہین بابو بسنت پرشاد اور منشی علی حیدر صاحب حیدری تخلص یہ دونو
نوجوان محکمۂ کلکٹری اور فوجداری فن مین ہشیار الطبع ہین سرکاری نوکر ہین علم انگریزی و فارسی مین مہرۂ کامل
رکھتے ہین بہت اچھی استعداد ہے خلیق ہین ہر ایک سے محبت بدل رکھتے ہین منشی عطا حسین
صاحب کہ جنکو اس ضلع مین سند وکالت درجۂ اول کی ہمارے ساتھہ ہی عطا ہوئی ہے کیسے
قانون دان اور لائق ہین کہ جنکا جواب نہین آمدنی ایسی کثیر ہے کہ جسکا حساب نہین منشی
کیرت نراین صاحب پیشکار فوجداری شوکت تخلص منتظم خوش سلیقہ بااخلاق و خدا ترس
ہین انکی ذات سے خیر بہت جاری ہے شریر النفس کو اوسکے جرائم کی سزا اقرار واقعی دیتے ہین
بڑے کارگذار ہین راجہ صاحب آباد اور منشی بے نظیر منشی نظر علی صاحب نظیر و سید عبد الحلیم
صاحب حلیم اور میان نجان صاحب نہال اور منشی رگھوبر دیال صاحب مشیر سب
صاحب آشنای بحر محبت ہین ان ہی لوگون سے رونق انجمن ہے اس جلسہ کا شریک ایک یہ
خوشہ چین خرمن بے دانشی محرر داستان ہیچمدان کمترین فخر الدین حسین سخن ہی جامع المتفرقہ
خدای توانا ارحم الراحمین کے افضال و کرم سے یہ جلسہ ایسا بازیب و زینت ہے کہ خوش و خرم
سب احباب ہین دوست دیکھکر مسرور ہوتے ہین دشمنون کے دل آتش رشک و حسد سے
کباب ہوتے ہین جو علم موسیقی کا کامل یہان آتا ہے اس جلسے مین مجرا کیے بغیر نہین جاتا ہے اکثر
طوائف لکھنو سے آئین ارباب جلسے نے اونکے ساتھہ وہ کام کیا ایسا کچھہ دیا کہ آج تک دولتمند
اور دلشاد ہین فراموش کاری ایسے لوگون کا شعار ہوتا ہے مگر صاحبان جلسہ کے احسانات سب
اونھین یاد ہین ایک اونے ایک راجہ کی سرکار مین ہزار روپیہ مہینے کی نوکری ہے مگر یاران انجمن
کے فراق مین اس جلسے کے اشتیاق مین زندگی سے بیزار ہے کبھی جو ذکر آتا ہے کوئی انکی جلسے

خبر اوس سے سنا ہے تو رو دیتی ہے لیکن اتفاقات زمانہ سے مجبور ہے ناچار ہے الغرض ...
کے اوصاف اور اس انجمن کے جو انداز گر سبب لکھتے تھا میں نور کی کتابین تصنیف ہوں ...
اس کتاب میں مختصر اسی قدر حال رقم کیا زیادہ طول نہ دیا اللہ تعالے سب دوستوں کو ...
کتاب تفرقہ انداز مدنظر سے نہ رکھے حافظ حقیقی ہے سب کا نگہبان ہو اور بالاتفاق رہنا باہم خوشی امین ...

قطعات تاریخات مطبوعہ پیشتر

قطعۂ تاریخ از جناب عمو صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان جناب خواجہ محمد شفیع مدظلہ العالی

برسائی خرد جوان شدہ جانفزا سے دل و جان	چہ فسانہ تمکین بیان چہ سہی لطیفہ داستان
سخن سخنور نامور ز ریاض علم و ادب نو	ہمہ نور بخش دل و نظر چہ کیفیت گشتہ ترانہ خوان
سخنش بدلکشی ادا ہمہ عشوہ سنج و کرشمہ زا	بہ برد شکیب ز سینہا چہ حدیث لعل پری وشان
بہمہ لطافت خوش بیان پے سال یافتہ ام نشان	گل گلستان بہ خزان شدہ سال طبع ...

قطعۂ تاریخ در صنعت توشیح از جناب میر وزیر صاحب نور تخلص

شاعر سحر بیان و اہل و ضع	قصہ تازہ نہ سخنش در گذشت	حرف آخر کن ز ہر مصرعہ حساب
نور آب سحر فکر از سر گذشت	بہر تاریخش سروش آواز داد	از نظر این داستان کمتر گذشت

ایضاً

چھپا جب قصہ نایاب تصنیف سخن شاعر	ہوئی تاریخ کی اسے نور دل کو فکر شب ...
چمن سے عندلیب خوش نوا نے دی صدا مجکو	پے تفریح دل سے کہ گلستان سخن اچھا

ایضاً

وہ چھپی اب داستان دلفزا	بادشاہوں کو جو تھی مرغوب دل	اگرچہ افزوں ادب بولا سروش	نور کی تاریخ ہے مرغوب دل

از منشی احمد حسین صاحب منشی سررشتہ محکمہ کلکٹری ضلع شاہ آباد حیرت تخلص شریک حال

ناظرین خوش شد ز این قصہ	سامعین از دل شدہ غوطہ ...	سال طبعش جو خواستم حیرت	از دل آمد ندا عبارت ...